Downloaded from awazeinqilab.com

شہریت

برائے بارھویں جماعت

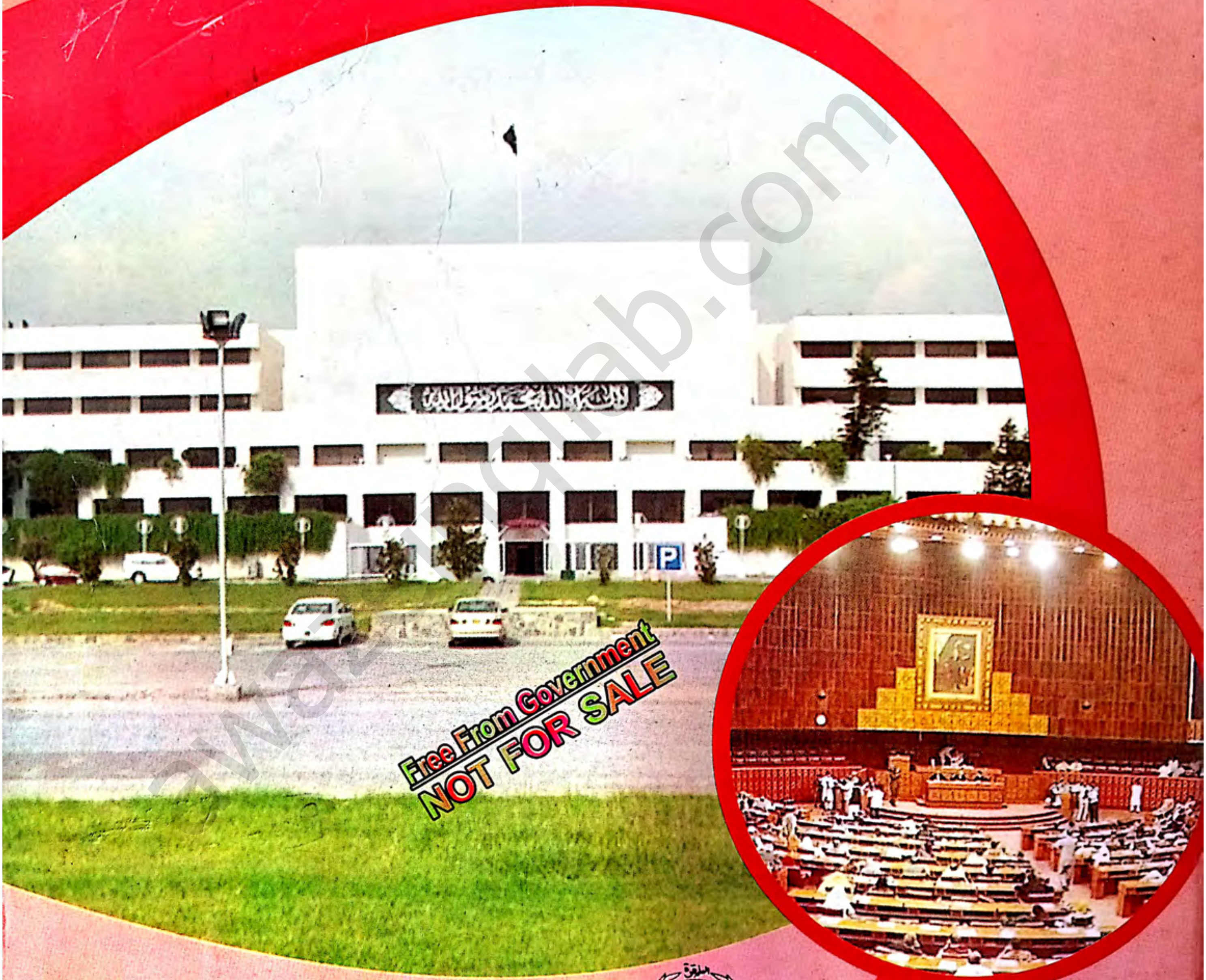

خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Download PDF MCQs, Books and Notes for any subject from the Largest website for free

awazeinqilab.com آوازانقلاب ڈاٹ کام

and also Available in Play Store

Primary (5th) Level

Middle (8th) Level

Matric (10th) Level

F. Sc (12th) Level

BS (16th) Level

Urdu Grammar

Curriculum (Govt Books)

Past Papers

English Grammar

Readymade CV

NTS, FTS, CSS, PMS, ETEA, KPPSC, PPSC, SPSC, AJKPSC, BPSC, KPTA ETC

Available Subjects

- Agriculture
- Computer Science
- Economics
- English
- Biology
- Chemistry
- Geology
- Management Sciences
- Microbiology
- PCRS/ Pak Study
- Pharmacy
- Sociology
- Zoology
- Chemistry
- Statistics
- Physics
- Mathematics
- Law
- Environmental Sciences
- Botany
- Biotechnology
- Library & Information Sciences
- Journalism & Mass Communication
- Political Science
- Geography
- General Science
- Education
- Tourism & Hotel Management
- Urdu
- Pashto
- Islamic & Arabic Studies
- Electrical Engineering
- Civil Engineering
- Mechanical Engineering
- Chemical Engineering
- Software Engineering
- Election Officer
- General Knowledge
- Pedagogy
- Current Affairs
- Medical Subjects
- Judiciary & Law
- other

ہر Subject کے Notes اور MCQS فری ڈاون لوڈ کریں۔ نیز CV کے MS word تیار Templates ڈاون لوڈ کر کے اپنے حساب سے Modify کریں۔

awazeinqilab.com

WhatsApp : 03025247378

Downloaded from awazeinqilab.com

جملہ حقوق بحق لیڈنگ پبلشرز محفوظ ہیں

منظور کردہ: نظامت نصاب و تعلیمِ اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

بمطابق: قومی نصاب 2006

مراسلہ نمبر 2272-75/SS-II مورخہ 21-03-2013

مصنف: پروفیسر بختیار

نگران نظر ثانی کمیٹی: سید بشیر حسین شاہ ناظم، نظامت نصاب و تعلیمِ اساتذہ خیبر پختونخوا، ایبٹ آباد

نظر ثانی: پروفیسر ڈاکٹر محمد اعظم، پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ ہزارہ یونیورسٹی
طارق اقبال، اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج نمبر 1 ایبٹ آباد
محمد حنیف خان، ماہر مضمون، گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول نواں شہر ایبٹ آباد
فضل الرحمٰن، ماہر مضمون، ڈائریکٹریٹ آف کریکولم اینڈ ٹیچر ایجوکیشن ایبٹ آباد
محمد الیاس، اسسٹنٹ ماہر مضمون، ٹیکسٹ بک بورڈ پشاور

ایڈیٹر: محمد حسین، ماہر مضمون، خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور۔

زیر نگرانی و رہنمائی: رشید خان پائندہ خیل (چیئرمین)
سعید الرحمٰن، (ممبر ای اینڈ پی)
خیبر پختونخوا ٹیکسٹ بک بورڈ، پشاور

تعلیمی سال: 2021-22ء
ویب سائٹ: www.kptbb.gov.pk
ای میل: membertbb@yahoo.com
ٹیلی فون نمبر: 091-9217159-60

فہرست مضامین

باب۔۱: پاکستان کا نظام حکومت	**1**
ا۔ حکومت پاکستان	2
حکومتِ پاکستان کی ساخت کی بنیادیں	2
پاکستان میں جمہوریت اور آمریت کا موازنہ	4
پاکستان میں عوامی ضروریات کی تکمیل کیلئے جمہوری حکومتوں کا کردار	9
پاکستان میں حکومت کو مزید جمہوری بنانے کے طریقے	11
ب۔ حکومت کے ادارے	15
پاکستان میں مقننہ کے افعال یا فرائض	16
پاکستان میں عاملہ یا انتظامیہ کے فرائض	19
پاکستان میں سپریم کورٹ کے افعال یا فرائض	23
عاملہ، مقننہ اور عدلیہ کا جمہوریت اور آمریت کے ادوار میں موازنہ	25
دستور 1973ء کے تحت صدر اور وزیرِ اعظم کے اِختیارات کا موازنہ	27
پولیس کی ذمہ داریاں	28
بطور حکومتی اِدارہ فوج کا کردار	30
باب۔۲: بچوں اور خواتین کے حقوق	**36**
بچے	37
بچوں کے حقوق پر معاہدہ کی ضرورت	37
سی آر سی میں بچوں کے حقوق	38
سی آر سی میں بچوں کی شرکت کے حقوق	42
بچوں کے حقوق کے کنونشن کے بنیادی اصول	44

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

بچوں کے حقوق کے کونشن میں دیئے گئے حقوق اور اسلام میں بچوں کے حقوق کا موازنہ 45
والدین کی ذمہ داریاں 47
خواتین کے حقوق 49
نر مادہ (Sex) اور مذکر مونث (Gender) 50
خواتین کے خلاف امتیازات ختم کرنے کا کونشن اور اسلام میں خواتین کے حقوق 50

باب۔۳: سیاسی اقتصادیات 56

پاکستان کی معیشت پر اقتصادی عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات 59
خود انحصاری پر مبنی اقتصادیات کے لوازمات 60
عالمی مالیاتی ادارے (فرائض اور مقاصد) 62
بین الاقوامی اقتصادی و مالیاتی اداروں کے سیاسی اثرات 66
بین الاقوامی معاشی اداروں میں تبدیلی کی تجاویز 68
پاکستان اور عالمی تجارت 71
عالمی تجارت کے معاہدات کا پاکستان پر اثرات۔ 72
معاشی استحکام کے حصول میں پاکستان کی مشکلات 74
معاشی ترقی اور قرض سے چھٹکارا۔ 76

باب۔۴: بین الاقوامی تنازعات اور حل 81

موجودہ عالمی تنازعات کا تاریخی پس منظر 82
عالمی سطح پر تنازعات کے حل کے لیے گفت شنید کا استعمال 89
عالمی تنازعات کی وجوہات 90
تنازعات کے حل کے لیے موثر حکمت عملیاں 92
عالمی عدالتِ انصاف کے فرائض 95
بین الاقوامی تنازعات میں ثالثی اور گفت وشنید کیلئے افراد کا کردار 96
ایک اچھے ثالث اور گفت وشنید کرنے والے کے خواص 97
اچھے ثالث وگفت شنید کرنے والے کی خصوصیات کیسے اپنائی جاسکتی ہیں۔تجاویز 98

باب۔۵: علمی مہارتیں 103

ویب سائٹس کا استعمال 104
ویب سائٹس سے معلومات پڑھنا اور مقصد کے حصول کیلئے اُن کی نشاندہی 105
معلومات کو جمع کر کے ترتیب دینا اور نتیجے تک پہنچنا 106
جمع شدہ معلومات کی بنیاد پر دلیل سازی 107
معلومات کی روشنی میں مسائل حل کرنے کے طریقے 108
مسائل کے حل کے لیے سرکاری پالیسی کی تجویز 109
معلومات اور اطلاعات کے پھیلاؤ کے طریقے 111

باب۔۶: سیاسی جماعتیں اور سماجی تحاریک 115

سیاسی جماعتیں 116
سیاسی جماعتوں کی ساخت اور بناوٹ۔ 118
سیاسی جماعت کی حکومت کا اُسکے منشور کی روشنی میں کارکردگی 121
سماجی تحریک 123
پاکستان کو بطورِ اسلامی، جمہوری اور فلاحی ریاست کے بنانے میں سماجی تحاریک کی اہمیت 125
سماجی تحاریک کے وجوہات 27
مقامی سطح پر امن کے فروغ کے طریقے 29

باب۔۷: امن اور تنوع 34

امن 5
پُرامن معاشرے کی اہمیت 5
پُرامن معاشرہ کے خصوصیات 6
مقامی قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کی وجوہات

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے نتائج اور اثرات	139
مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں سے متاثر ہونے والے گروہوں کی نشاندہی	141
امتیازات	143
تنوع	144
سٹیریو ٹائپ	145
فرضی قصور وار	146
متنوع معاشروں کے خصوصیات	146
پاکستانی معاشرہ میں تنوع سے پیدا ہونے والے مسائل	147
ہماری زندگی اور معاشرہ میں مختلف ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا کردار	148
تنوع کے حوالے سے پاکستانی ثقافت اور عالمی ثقافت میں فرق	150
عالمی سطح پر تنوع (اُجاگر کرنے کی ضرورت)	151
عالمی سطح پر تنوع کو مضبوط بنانے کے طریقے	152
پاکستان میں اقداری تنوع کے فروغ کے طریقے	153
معاشرے میں تنوع اور رواداری کا فروغ اور انداز زندگی	154
باب۔۸: فعال اور ذمہ دار شہریت	**157**
تلبیس کے ذریعے سیکھنا۔	158
عوامی خدمت کا پیغام۔	161
دستخطی مہم۔	163
کمیونٹی سروس۔	163
سانحہ یا حادثہ	165
سانحات کا انتظام۔	165
مخصوص اِصطلاحات	**170**
کچھ مصنف کے بارے میں	**181**

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۱
پاکستان کا نظامِ حکومت

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ اُن بنیادوں (نظریہ، تاریخ، ثقافت اور اقدار) کی وضاحت کر سکیں جن پر حکومت پاکستان کی تشکیل کی گئی ہے۔
۲۔ پاکستان میں جمہوری اور آمرانہ ادوار کا موازنہ کر سکیں۔
۳۔ پاکستانی عوام کی ضرورتوں کی تکمیل کیلئے جمہوری حکومتوں کے کردار کا تعین کر سکیں۔
۴۔ اُن طریقوں کو تجویز کیا جا سکے جن سے حکومتِ پاکستان مزید جمہوری ہو۔
۵۔ اپنے اُن تجاویز کا دفاع کر سکیں جن کے ذریعے حکومت پاکستان مزید جمہوری ہو سکے۔
۶۔ پاکستان میں مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کے افعال کی وضاحت کر سکیں۔
۷۔ جمہوریت اور آمریت میں مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کے کرداروں کا موازنہ کر سکیں۔
۸۔ دستور 1973ء میں دیئے گئے صدر اور وزیر اعظم کے کرداروں کا موازنہ کر سکیں۔
۹۔ پولیس کے کردار کی تشریح کر سکیں۔
۱۰۔ فوج کے کردار کا بطور سرکاری اِدارہ نشاندہی کر سکیں۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

حکومتِ پاکستان
(Government of Pakistan)

حکومتِ پاکستان کی ساخت کی بنیادیں

اِسلامی جمہوریہ پاکستان جنوبی ایشیاء میں ایک جمہوری اور وفاقی پارلیمانی ملک ہے۔ چودہ اگست 1947ء کو آزادی حاصل کرنے کے بعد پاکستان کے دستوری ارتقاء میں تین دساتیر 1956ء، 1962ء اور 1973ء نے کردار ادا کیا۔ اس وقت 1973ء کا دستور کئی ایک ترامیم کے ساتھ نافذ ہے۔ حکومتِ پاکستان کے سیاسی نظام کی بنیادیں درج ذیل ہیں۔

۱۔ نظریہ (Ideology):

قیام پاکستان کے وقت مختلف ممالک میں مختلف نظریات کی بنیاد پر مختلف طرزِ حکومت رائج تھے جیسے جمہوری نظریات اور اِشتراکی نظریات وغیرہ۔ قیام پاکستان سے قبل برِصغیر پاک و ہند میں جو نظامِ حکومت رائج تھا وہ برطانوی حکومت کی طرز پر قائم کیا گیا تھا اور برطانیہ میں نظامِ حکومت جمہوری نظریات کی بنیاد پر اِستوار کیا گیا تھا۔ اِس طرح پاکستان کا نظامِ حکومت بھی جمہوری نظریات کی بنیاد پر قائم کیا گیا۔ پاکستان کو ایک نظریہ کے تحت حاصل کیا گیا جسے نظریہ پاکستان بھی کہتے یں۔ آزادی سے پہلے پاکستان کی وضاحت اِس نعرے کے ذریعے کی گئی کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ۔ یہ نظریہ ادی طور پر علامہ محمد اِقبال نے دسمبر 1930ء میں الہ آباد کے مقام پر آل انڈیا مسلم لیگ کی سالانہ اِجلاس کی صدارت تے ہوئے پیش کیا۔ قراردادِ لاہور 23 مارچ 1940ء کے ذریعے اِس تصور کو مزید واضح کیا گیا۔ مطلب یہ کہ پاکستان کی بل ایک نظریہ کی بنیاد پر ہوئی اور وہ نظریہ مسلمانان پاک و ہند کے لیے ایک علیحدہ وطن کا قیام تھا۔ نظریہ اِسلام، یعنی ان ایک مسلمان ریاست ہوگی جو پاک و ہند کے مسلم اکثریتی علاقوں میں قائم کی جائے گی۔ اِس ملک کے دستور اور ت کی بنیاد اِس میں رہنے والے مسلمانوں کی رائے پر رکھی جائے گی۔ 10 اگست 1947ء کو کراچی میں دستور ساز ا پہلا اِجلاس منعقد ہوا جس میں قائداعظم محمد علی جناح نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان ایک آزاد خود مختار مسلمان ہوگی جہاں پر مذہبی آزادی ہوگی یعنی ہر کسی کو اپنے عبادت خانوں میں جانے کی مکمل آزادی ہوگی۔ مارچ 1949ء

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com

میں قراردادِ مقاصد منظور کی گئی جس میں اللہ تعالیٰ کے اِقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کیا گیا۔ اِس طرح تقریباً ہر دستور میں اِسلام کو ملک کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا۔ دستور 1973ء میں تو بہت ساری اِسلامی دفعات شامل کی گئی ہیں۔

۲۔ تاریخ (History):

پاکستان تاریخی طور پر بھی ایک وحدت رہا ہے۔ آج کا پاکستان جنوبی ایشیاء کے قدیم تہذیب وادیٔ سندھ کی تہذیب (2500-1700BC) کی طرف ایک سیڑھی ہے۔ دریائے سندھ کو آج بھی وہی مقام حاصل ہے جو قدیم تاریخ نے اُسے دیا ہے۔ دریائے سندھ کو پاکستان کا دورانِ خون سمجھا جاتا ہے اور وادیٔ سندھ کی تاریخی تہذیب پاکستان کی پہچان ہے۔ یہ علاقہ سلطنتِ مغلیہ کا حصہ رہا اور تقریباً اُنیسویں صدی کے وسط سے انگریز نوآبادیاتی نظام کا حصہ رہا۔ برطانوی حکومت کی بنیاد پارلیمانی جمہوریت پر تھا اِسلئے برِصغیر میں حکومتی اِرتقاء اور جمہوری طرزِ حکومت کی بنیاد پارلیمانی جمہوریت پر رکھی گئی۔ حکومت برطانیہ نے برِصغیر میں جمہوری نظام متعارف کرنے کیلئے مختلف آئینی وقانونی اِصلاحات نافذ کیے۔ مثال کے طور پر قوانین حکومتِ ہند 1909ء، 1919ء اور 1935ء۔ اِن اِصلاحات میں قانون ساز اِدارے قائم کیے گئے جن کی تشکیل کیلئے آہستہ آہستہ اِنتخابی نظام رائج کیا گیا اور ہندوستانیوں کو مرحلہ وار اِن اِداروں میں نمائندگی دی گئی۔ اِس طرح نمائندہ جمہوریت کی بنیاد رکھی گئی۔ برِصغیر نے انگریزوں سے 1947ء میں آزادی حاصل کی۔ پاکستان کا موجودہ سیاسی نظام اُس جمہوری نظام کا اِرتقائی ثمر اور تسلسل ہے۔ تاریخی حوالوں سے یہ لوگ طویل عرصہ سے ایک قسم کے مسائل سے دوچار رہے ہے۔ تاریخی طور پر اِن لوگوں نے حصولِ آزادی کیلئے مشترکہ جدوجہد کی اور تکالیف برداشت کیں۔ پاکستان کے موجودہ صوبوں میں سندھ، پنجاب اور خیبر پختونخوا (سرحد) پہلے سے موجود تھے جبکہ بلوچستان کو آزادی کے بعد صوبے کا درجہ دیا گیا۔ قبائلی شناخت پہلے کی طرح آج بھی منفرد طور پر موجود ہے۔ یہی تاریخی یکسانیت آج کے دستور اور حکومت کی ساخت میں جھلکتی ہے۔

۳۔ ثقافت (Culture):

پاکستان کثیر النسلی ملک ہے۔ چار بنیادی لسانی ونسلی گروہ ہیں یعنی پنجابی، سندھی، پختون اور بلوچی۔ اِن گروہوں میں ذیلی گروہ بھی موجود ہیں۔ پاکستان میں دستور اور حکومت کی بناوٹ پر اِن لسانی ونسلی گروہوں کا گہرا اثر

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ہے۔ملک کی وفاقیت اسی وجہ سے ہے۔لسانی اختلافات کی وجہ سے پاکستان کی دستور سازی میں تاخیر بھی ہوئی اور مشرقی پاکستان کا سانحہ بھی وقوع پذیر ہوا۔آٹھارویں آئینی ترمیم کے ذریعے دستور سے متصلہ اُمور (Concurrent list) کی فہرست ختم کر کے اختیارات صوبوں کے حوالے کئے گئے۔اس طرح پاکستان کے لوگوں کو زبانوں اور ثقافتوں کی ترقی کا حق دیا گیا ہے۔

۴۔ اقدار (Values):

پاکستان ایک مسلمان ملک ہے جہاں پر روایتی، اسلامی اور مشرقی اقدار موجود ہیں ۔ اِن اقدار میں دوستی، مہمان نوازی، اِمداد، قربانی، ایثار، اِتحاد، کی جھلک نظر آتی ہے۔

اگر سماجی نظام میں یہ اقدار موجود ہوں تو ملک کی سیاست، دستور اور طرزِ حکمرانی میں بھی اِن کی موجودگی اور کردار یقینی ہے۔

پاکستان میں جمہوریت اور آمریت کا موازنہ
(Comparison of Democracy and Dictatorship in Pakistan)

۱۔ پہلا دور (First Period)

آزادی کے بعد جمہوری حکومت قائم کی گئی اور یہ سلسلہ اکتوبر 1958ء تک جاری رہا۔یہ پاکستان کا اِبتدائی دور تھا، ملک ہر طرف سے مشکلات اور تکالیف میں پھنسا ہوا تھا۔وسائل کی کمی تھی اور مسائل کی بھرمار۔قائداعظم کے وفات کے بعد مخلص سیاسی قیادت کی بھی کمی تھی اور بدقسمتی سے موجود قیادت بھی اِقتدار کیلئے لڑتی رہی۔اِس طرح مسائل میں اضافہ ہوتا رہا۔اِس مختصر دور میں کئی حکومتیں تبدیل ہوتی رہیں۔لیاقت علی خان کے بعد خواجہ ناظم الدین وزیرِاعظم بنے۔آپ کے بعد محمد علی بوگرہ جو امریکہ میں پاکستان کے سفیر تھے آ گئے اور وزیرِاعظم بننے کے علاوہ مسلم لیگ کے سربراہ بھی بنے۔آپ کے بعد

چودھری محمد علی وزیرِاعظم مقرر ہوئے لیکن غلام محمد سے خراب تعلقات کی بناء پر اُنہیں ہٹا کر حسین شہید سہروردی کو وزیرِاعظم بنایا گیا۔آپ کے بعد آئی آئی چندریگر (ابراہیم، اسماعیل چند دیگر) اور فیروز خان نون وزرائے اعظم بنے۔اِس جمہوری دور میں ایک اہم کام 1956 کا دستور تھا جو چودھری محمد علی کی سربراہی میں تیار اور نافذ کیا گیا۔یہ ایک متفقہ اور جمہوری آئین تھا۔جس کی روشنی میں گورنر جنرل سکندر مرزا ملک کے پہلے صدر بنے۔

27 اکتوبر 1958ء کو پاکستان کی مسلح افواج کے سربراہ جنرل ایوب خان نے ملک میں آئینی حکومت ختم کر کے مارشل لاء نافذ کیا اور 1956ء کا دستور ختم کر دیا گیا۔یہ دور تقریباً دس سال سے زیادہ عرصے تک رہا لیکن مجموعی طور پر ایوب خان بھی عوام کو مطمئن کرنے میں ناکام رہا۔آپ کے اہم کارنامے یہ تھے۔

ایوب خان دور کے کارنامے:

- آپ نے پاک بھارت جنگ 1965ء میں بھارت کو شکست دی۔ بھارت کے ساتھ 'تاشقند امن معاہدہ' کیا۔
- اِسلام آباد کو کراچی کی بجائے دارالحکومت مقرر کیا۔
- بھارت سے سندھ طاس نامی معاہدہ کے ذریعے دریاؤں کی تقسیم کا معاملہ حل کیا۔
- ایوب خان نے صنعتی ترقی کو توجہ دی۔
- آپ نے ملک میں بلدیاتی اور مقامی حکومتوں کا نظام متعارف کیا۔
- ایوب خان نے 1962ء کا دستور بنایا اور نافذ کیا۔
- ملک میں کئی اِصلاحات کئے گئے۔
- ایران اور ترکی کے ساتھ ترقی کیلئے علاقائی تنظیم برائے ترقی (RCD) قائم کی گئی ۔

اس دور میں ایوب خان کو کئی ناکامیوں اور تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔

ایوب خان دور کی ناکامیاں:

- مثال کے طور پر آپ کا دستور فردِ واحد کے اِختیارات کا دستور تھا جسے عوامی حمایت حاصل نہیں تھی۔
- دولت چند ہاتھوں میں مرتکز ہوئی۔
- سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد کی۔
- پریس پر پابندیاں تھیں اور ہنگامی حالات کے قواعد زیرِ اِستعمال تھے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

- اِس طرح ملک میں پہلا فوجی دور پہلے جمہوری دور سے بھی زیادہ بدتر رہا۔

۲۔ دوسرا دور (Second Period):

اپنی ناکامی کا اِعتراف کرتے ہوئے ایوب خان نے حکومت مارچ 1969ء میں جنرل آغا محمد یحییٰ خان کے حوالے کی۔ یحییٰ خان کا دور بہت مختصر رہا اور اُس نے ملک میں پہلے عام اِنتخابات کا اعلان کیا۔ اُس کا دور سیاسی مسائل میں گزر گیا۔ اکتوبر 1970ء میں عام اِنتخابات منعقد کیے گئے جس میں شیخ مجیب کی عوامی لیگ سب سے بڑی سیاسی جماعت کے طور پر اُبھری جس نے قومی اسمبلی کی 300 میں سے 160 نشستیں حاصل کیں۔ جبکہ پیپلز پارٹی 81 نشستوں کے ساتھ دوسرے نمبر پر رہی۔ اِنتخابات کے بعد اِنتقالِ اِقتدار کا مسئلہ شدت اختیار کرنے لگا۔ مشرقی پاکستان میں عوامی لیگ کے اِحتجاج نے ایک سیاسی بحران پیدا کیا۔ جنرل یحییٰ خان نے مارچ 1971ء میں بنگالیوں کے خلاف فوجی آپریشن کیا۔ بھارت نے پاکستان کے اندرونی معاملات سے فائدہ اُٹھا کر مشرقی پاکستان میں فوج کشی کی اور جنگ شروع ہوئی۔ اِس جنگ میں پاکستان کے 90 ہزار فوجیوں کو قیدی بنایا گیا جو بعد میں ذوالفقار علی بھٹو اور بھارت کے وزیرِاعظم اِندرا گاندھی کے درمیان شملہ معاہدہ کے نتیجے میں رہا کیے گئے۔ پاک بھارت جنگ کے نتیجے میں مشرقی پاکستان نے بنگلہ دیش کی شکل میں آزادی کا اِعلان کیا۔

باقی ماندہ پاکستان میں ذوالفقار علی بھٹو پہلے مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنے۔ پھر عبوری آئین بنا کر ملک کے صدر بنے اور پھر دستور 1973ء کے نفاذ کے بعد پانچ جولائی 1977ء تک پاکستان کے وزیرِاعظم رہے۔ اِس دور میں عوام کو مطمئن کرنے کیلئے بہت کچھ کیا گیا:

- ملک کی خارجہ پالیسی امریکی گرفت سے آزاد کی گئی۔
- دوسری اِسلامی سربراہی کانفرنس لاہور میں منعقد کی گئی۔
- ذاتی ملکیت کے کارخانے قومی ملکیت میں لئے گئے۔
- کئی اِصلاحات نافذ کی گئیں خصوصاً مزدوروں اور زراعت کے اِصلاحات۔
- قومی شناختی کارڈ کا اجراء کیا گیا۔
- پاکستان سٹیل ملز کا قیام عمل میں لایا گیا۔

- احمدیوں کو اقلیت کا درجہ دیا گیا۔
- وزارتِ مذہبی اُمور کا قیام عمل میں لایا گیا۔
- تیسری دُنیا کا تصور اُبھرنے لگا۔
- ملک کو ایک متفقہ آئین 1973ء دیا گیا۔

یہ ایک عوامی دور تھا۔ ملک میں 1977ء کے اِنتخابات ہوئے اور پاکستان قومی اِتحاد نے شکست کے بعد حکومت پر بے قاعدگیوں کا الزام لگا کر تحریک شروع کی جس نے تحریک نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی شکل اختیار کی۔ ملک میں 5 جولائی 1977ء کو جنرل محمد ضیاء الحق نے مارشل لاء نافذ کیا اور تمام اہم سیاست دان گرفتار کر لئے گئے۔

جنرل ضیاء نے 1973ء کے دستور میں نمایاں ترامیم کیں اور اپنے اِختیارات میں بے تحاشا اضافہ کیا۔ 1985ء میں غیر جماعتی اِنتخابات کر کے محمد خان جونیجو کو وزیرِاعظم مقرر کیا۔ جنرل ضیاء کے دور کے اہم اِقدامات یہ تھے:

- آٹھویں ترمیم۔
- نماز کمیٹیاں، عشر زکوٰۃ کا نظام، بلاسود بنکاری، اِسلامی نظریاتی کونسل کا قیام، وفاقی شرعی عدالت، وفاقی محتسب، قاضی عدالتوں کا قیام، حدود آرڈیننس، زکوٰۃ فاونڈیشن کا قیام، سیرت کانفرنس اور علماء مشائخ کانفرنس وغیرہ۔
- افغانستان میں روس امریکہ جنگ میں روس کے خلاف حصہ لیا۔

۳۔ تیسرا دور (Third Period):

جنرل ضیاء الحق کی وفات کے بعد سینٹ کے چیئرمین غلام اِسحاق خان نے اِقتدار سنبھالا اور ملک میں عام اِنتخابات کا اِعلان کیا۔ یہ سیاسی دور 1988ء سے لیکر 1999ء تک ہے۔ 1988ء کے اِنتخابات کے نتیجے میں پیپلز پارٹی اور اِسلامی جمہوری اِتحاد میں کسی کو واضح اکثریت حاصل نہ ہو سکی۔ بے نظیر بھٹو نے دوسری جماعتوں سے مل کر اِتحادی حکومت قائم کی لیکن غلام اِسحاق خان نے بدعنوانی کے اِلزامات لگا کر قومی اسمبلی توڑ کر عام اِنتخابات کا اعلان کیا۔ 1990ء کے اِنتخابات کے نتیجہ میں نواز شریف وزیرِاعظم بنے۔ اِس دور میں:

- پاکستان موٹروے بنائی گئی۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

- صوبوں کے درمیان دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا معاہدہ ہوا۔
- نج کاری کا عمل جاری رہا اور خود اِنحصاری پر توجہ دی گئی۔
- تعمیرِ وطن پروگرام شروع کیا گیا۔

اِس دور میں بھی بدعنوانی کے اِلزامات عام تھیں لہٰذا غلام اِسحاق خان نے قومی اِسمبلی توڑ کر 1993ء کے اِنتخابات کروائے۔ اِس بار محترمہ بے نظیر اکثریت حاصل کر کے ایک بار پھر وزیرِ اعظم بن گئیں۔ اِس بار پھر بدعنوانی اور بد اِنتظامی کی بنیاد پر پیپلز پارٹی کے اپنے صدر فاروق احمد خان لغاری نے قومی اِسمبلی توڑ کر 1997ء میں عام اِنتخابات کروائے۔ اِن اِنتخابات میں اِس بار نواز شریف بھاری اکثریت کے ساتھ وزیرِ اعظم بن گئے۔ اِس دور میں نواز حکومت نے یہ اہم اقدامات کیے۔

- دستور میں ترامیم کر کے وزیرِ اعظم کے اِختیارات بحال کیئے۔
- 28 مئی 1998ء کو ایٹمی دھماکے کر کے پاکستان کو دُنیا کا ساتواں ایٹمی ملک بنا دیا۔
- بھارتی وزیرِ اعظم کے دورہِ پاکستان کے دوران دونوں ممالک کے درمیان دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی۔
- ہندوستان اور پاکستان کے درمیان بس سروس کا آغاز کیا۔

پاکستان کے ایٹمی دھماکے بڑی طاقتوں کیلئے قابلِ قبول نہیں تھیں۔ بھارت کے وزیرِ اعظم اٹل بہاری واجپائی نے لاہور آ کر تعلقات میں بہتری کا عندیہ دی لیکن اِس دوران کارگل میں جنگ شروع کر کے ایک دفعہ پھر سیاسی حکومت کو کمزور کیا گیا۔ ملک کے وزیرِ اعظم نے فوج کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کو ہٹانا چاہا تو اُنہوں نے منتخب حکومت ختم کر کے ملک میں ایک بار پھر فوجی حکومت قائم کی۔

۴۔ چوتھا دور (Fourth Period):

جنرل پرویز مشرف نے 12 اکتوبر 1999ء کو نواز شریف کی حکومت ختم کر کے فوجی حکومت قائم کی تھی۔ یہ حکومت 2008ء تک جاری رہی۔ جنرل مشرف کے دور میں اہم اِقدامات کچھ یوں تھے:

- آپ نے 2002ء میں الیکشن کروائے اور اپنی حمایتی جماعت مسلم لیگ قائداعظم کو حکومت دی

جبکہ خود ملک کے صدر رہے۔

- جنرل مشرف نے آئین میں ترامیم کر کے لامتناہی اِختیارات حاصل کیئے۔
- اِس دور میں افغان خارجہ پالیسی میں تبدیلیاں ہوتی رہیں۔
- بلدیات اور مقامی حکومتوں کا نیا نظام متعارف کیا۔

جنرل مشرف نے خود اِستعفیٰ دیا۔ ملک میں فروری 2008ء میں عام اِنتخابات کیئے گئے۔ اِنتخابات کے نتیجے میں پاکستان پیپلز پارٹی نے دوسری جماعتوں سے مل کر حکومت قائم کی۔ اِس حکومت کے اہم اِقدامات یہ ہیں:

- ملک میں جنرل پرویز مشرف کی طرف سے برطرف شدہ عدلیہ کو بحال کیا۔
- آئینی ترامیم کے ذریعے وزیرِ اعظم کے اختیارات بحال کیئے گئے۔
- بینظیر اِنکم سپورٹ پروگرام کا اجراء کیا۔
- دیگر اہم آئینی ترامیم کیئے گئے۔
- مشترکہ مفادات کونسل کے فیصلہ کن اِجلاس منعقد کیئے۔
- چین کے ساتھ دوستانہ تعلقات پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی۔
- دہشت گردی اور اِنتہاپسندی کے خلاف اہم اقدامات اُٹھائے۔

پاکستان میں عوامی ضروریات کی تکمیل کیلئے جمہوری حکومتوں کا کردار

(Role of Democratic Governments in Pakistan to Fulfill Peopl's Needs)

پاکستان میں کئی جمہوری حکومتوں نے عوامی ضروریات کی تکمیل کیلئے متعدد اِقدامات اُٹھائے۔ مسائل کے حل کے
پہلے ایک آئینی نظام کی ضرورت ہوتی ہے تا کہ حکومت کے اپنے وجود کو قانونی حیثیت حاصل ہو۔ پاکستان کی تشکیل کے
بعد ملک میں دستور نہیں تھا لہٰذا جمہوری حکومت نے 1935ء کے دستور کو کئی ترامیم کے بعد ملک میں نافذ کیا۔ پہلا عو

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

دستور 1956ء میں جمہوری حکومت نے بنایا اور نافذ کیا۔ یہ دستور کافی مشکلات کے بعد تیار کیا گیا تھا۔ آج کا آئین بھی پاکستان کی جمہوری حکومت نے عوامی نمائندوں کے اتفاقِ رائے سے بنایا اور نافذ کیا۔ جب بھی ملک میں فوجی آمریت قائم ہوئی تو اس دستور میں اپنی مرضی کی ترامیم کی گئیں پاکستان میں بے روزگاری کا مسئلہ ہمیشہ بڑا شدید رہا۔ پہلے جمہوری دور میں شائد معاشی مسائل کی طرف خصوصی توجہ اِس لیے نہیں دی گئی کہ وہ حکومتیں سیاسی مسائل میں پھنسی ہوئی تھیں۔ بعد کے جمہوری ادوار میں اِس مسئلے کو اہمیت دی گئی۔ روزگار کے زیادہ مواقع پیدا کیے گئے، خود روزگار سکیموں کا اجراء کیا گیا۔ ذاتی اور چھوٹے کاروبار کی حوصلہ افزائی کی گئی اور حکومتوں نے آسان شرائط پر قرضے فراہم کیے۔ مہنگائی پر قابو پانے کیلئے ذخیرہ اندوزوں کی حوصلہ شکنی کی گئی، قیمتیں مقرر کی گئیں اور اِس کے کنٹرول کا نظام بنایا گیا اور حکومتوں نے سستی قیمت پر روزمرہ کے اِستعمال کی اشیاء فراہم کرنے کیلئے یوٹیلیٹی سٹورز قائم کیے۔ غربت کے خاتمہ کیلئے طویل المدت منصوبے تیار کیے گئے۔ زراعت کے میدان میں کئی اِصلاحات کی گئیں۔ ذوالفقار علی بھٹو نے جاگیرداروں کی جائیدادوں کو کاشتکاروں میں تقسیم کیا اور زمین کی ملکیت کی کم سے کم حد مقرر کی گئی؛ پاکستان زرعی ترقیاتی بینک کا قیام عمل میں لایا گیا؛ نواز شریف نے گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی اور کاشتکاروں کو آسان شرائط پر قرضے دیئے گئے۔ کھیت اور مارکیٹ کے درمیان سڑکیں تعمیر کی گئیں اور ٹیوب ویلوں میں بجلی کے اِستعمال پر رعائتیں دی گئیں۔ جمہوری ادوار میں صنعتوں کے جال بچھائے گئے اور ملک میں صنعتی بستیاں قائم کی گئیں۔ مزدوروں کی حالت بہتر بنانے کیلئے اِصلاحات کی گئیں۔ بھٹو دورِ حکومت میں افرادی قوت کو بیرونِ ملک ملازمتوں کیلئے بھیجا گیا۔ ملازمین کے مسائل حل کرنے کیلئے بھی کئی اِصلاحات کی گئیں اور اِنکی تنخواہوں اور پنشنز میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا۔

ہر جمہوری حکومت کا قیام عوامی مسائل کے حل کیلئے ہوتا ہے۔ اِسلئے ہر سیاسی جماعت کے منشور میں عوام کے مسائل حل کرنے کے پروگرام ہوتے ہیں۔ جمہوری قیادت نے ملک میں شرح خواندگی بڑھانے کیلئے اِقدامات کیے۔ ذولفقار علی بھٹو نے تعلیمی اِصلاحات نافذ کیں جس کے مطابق پرائمری تعلیم کو مفت بنایا گیا، خواندگی کے مراکز کھولے گئے، کئی نجی سکولز اور کالجز کو قومی ملکیت میں لیا گیا، ملک میں کئی نئی یونیورسٹیاں کھولی گئیں جن میں جامعہ اِسلامیہ بہاولپور، زرعی کالج ٹنڈو جام، این ای ڈی انجینئرنگ کالج کراچی وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ بعد کی جمہوری حکومتوں نے تعلیم کے میدان میں قابل ذکر کارنامے سرانجام دیئے۔ تعلیم کی بہتری کیلئے تعلیمی پالیسیاں جاری کی گئیں۔ صحت کے میدان بھی جمہوری حکومتوں نے اچھا کام کیا۔ ملک میں صحت کے مراکز کھولے گئے، طبی عملہ کی سہولیات میں اضافہ کیا گیا، شہروں پر رش کم کرنے کیلئے علاقائی سطح پر معیاری اور خصوصی ہسپتال کھولے گئے اور پرائیویٹ سیکٹر کی حوصلہ افزائی کی گئی۔ رہائش کے مسائل حل کرنے کیلئے

ہاوس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کا قیام عمل میں لایا گیا اور جمہوری حکومتوں نے اِسے مضبوط کیا تاکہ بے گھر لوگ قرضے حاصل کرکے مکان بنائیں، لوگوں کو دس، سات اور پانچ مرلے کے پلاٹ دیئے گئے۔ جمہوری حکومتوں نے عوام کی فلاح کیلئے کئی بڑے ترقیاتی منصوبے شروع کیے۔ علاقائی ترقی کیلئے ارکانِ اسمبلی کو فنڈز فراہم کیے گئے۔ اِس حوالے سے پیپلز ورکس اور تعمیر وطن پروگرام خصوصی اہمیت کے حامل ہیں۔ اِس طرح دیگر سماجی مسائل یعنی منشیات فروشی، دہشت گردی، کرپشن، ذخیرہ اندوزی اور بدامنی کنٹرول کرنے کیلئے متعدد اِقدامات کیے گئے۔ خصوصی عدالتیں قائم کی گئیں۔ پاکستان اِسلامی سربراہی کانفرنس کا فعال رکن ہے اور بھٹو نے لاہور میں دوسری اِسلامی سربراہی کانفرنس منعقد کرکے تاریخی کارنامہ سرانجام دیا۔ عوام کے مذہبی جذبے کی وجہ سے ہر آئین میں اِسلامی دفعات کو شامل کیا گیا۔ اِس حوالے سے ہر جمہوری حکومت پر بڑی طاقتوں کا دباؤ رہا ہے لیکن پھر بھی حکومت نے کوشش کی کہ عوامی خواہشات کا اِحترام کیا جائے۔ نواز شریف دور میں پاکستان نے عالمی دباؤ کے باوجود ایٹمی دھماکے کیے اور عالم اسلام کی پہلی ایٹمی طاقت بن گیا۔

عوام کی خوشحالی، ترقی اور بقاء کیلئے امن کا قیام بہت ضروری ہے۔ جمہوری حکومتوں نے اِس طرف بھی توجہ دی۔ موجودہ دور میں امن وامان کا مسئلہ بہت شدت اِختیار کرگیا ہے اور حکومت کی ساری توجہ امن وامان کے قیام کی طرف ہے۔ اسی وجہ سے حکومت دیگر ترقیاتی سرگرمیوں کی طرف توجہ بھی نہیں دے سکی۔ گیارہ ستمبر 2001ء میں امریکہ پر حملے اور افغانستان کے حالات کی وجہ سے پاکستان کو بھاری قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے اور حکومت کی ساری توجہ بدامنی پر قابو حاصل کرنے پر مرکوز ہے۔ ایک بہترین جمہوری نظام کے قیام کے لئے عوام کی سیاسی تربیت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ بہترین تربیت یافتہ شہری ملک اور حکومت کے پاسبان بن سکتے ہیں۔ اِس حوالے سے ہر جمہوری دور میں یہ کوشش رہی ہے کہ ذرائع ابلاغ کو آزادی دی جائے تاکہ عوام کی سیاسی تربیت کی جاسکے۔ میڈیا اب عوام کی تجاویز، شکایات، مطالبات اور مسائل بلاخوف حکومت تک پہنچاتا ہے۔

پاکستان میں حکومت کو مزید جمہوری بنانے کے طریقے
(Ways to Further Democratize Government in Pakistan)

پاکستان میں حکومت کو مزید اِستحکام اور مضبوطی کیلئے کئی راستے اِختیار کیے جاسکتے ہیں۔ اگر اِن تجاویز پر عمل کیا جائے تو شاید حکومت مزید مضبوط اور مستحکم ہو اور عوامی خدمت اور اُنکے مسائل حل کرنے کے قابل بن جائے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۱۔ عوامی شرکت (People's Participation):

جدید دور میں جمہوریت بہترین طرزِ حکومت ہے۔اِس نظام کی بنیاد عوامی شرکت پر ہے۔جتنی عوام کی شرکت موثر ہوگی اُتنا ہی نظام زیادہ فعال اور مستحکم ہوگا۔جتنے عوام زیادہ باشعور اور بیدار ہونگے اُتنی ہی حکومت پائیدار اور موثر ہوگی۔اچھے شہری اچھی حکومت کی اساس ہیں۔جب پڑھے لکھے، بیدار، تربیتِ یافتہ اور باشعور شہری حکومت سازی کرتے ہیں تو ایسی حکومت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں۔جمہوری نظام عوام کی، عوام کیلئے اور عوام کے ذریعے حکومت ہے۔اِسلئے عوام کی تربیت اور شعور کو سب سے زیادہ اہمیت دینی چاہیئے۔عوام کی معلومات تک رسائی میں سہولت ہونی چاہیئے تاکہ حقائق کی روشنی میں رائے عامہ کی تشکیل ممکن ہوسکے۔

۲۔ میڈیا کی آزادی (Freedom of Media)

شہریوں کی سیاسی تربیت اور شعور کی بیداری میڈیا کے ذریعے کی جاتی ہے۔انہیں اچھے اور بُرے میں تمیز کرنے کا قابل بنایا جاتا ہے۔میڈیا کے ذریعے عوام اپنی رائے اور نکتہ نظر کی وضاحت کرتے ہیں۔میڈیا میں بحث ومباحثے ہوتے ہیں، حکومت پر تنقید ہوتی ہے اور حکومت کی اچھی سرگرمیوں کی تعریف کی جاتی ہے۔لہٰذا میڈیا کیلئے آزاد ہونا بہت ضروری ہے۔ ذرائع ابلاغ پر کوئی دباؤ یا پابندی نہ ہو تاکہ حقیقت پسندانہ اور درست معلومات اور اِطلاعات حاصل ہوں۔حکومتی میڈیا قدرے پابندی کی لپیٹ میں ہے اِسلئے یہاں سیاست میں اِستحکام کی کمی ہے۔البتہ اب نجی میڈیا نسبتاً زیادہ آزاد ہے جس کی وجہ سے عام لوگوں میں سیاسی سوجھ بوجھ پیدا ہوتی جارہی ہے۔

۳۔ سیاسی ثقافت (Political Culture)

بدقسمتی سے ہماری سیاسی ثقافت کی بنیادیں اور اقدار عام طور پر غیر جمہوری ہیں۔ہمیں جمہوری اقدار کے فروغ کی اشد ضرورت ہے۔سیاست میں برداشت اور رواداری کا رواج عام کرنے کی ضرورت ہے۔دوسرے کو دلیل اور پرامن طریقے سے قائل کرنے کی ضرورت ہے۔سیاسی مخالفین کو قبول کرنے کی ضرورت ہے اور ایک بااخلاق اور سنجیدہ سیاسی ثقافت کا قیام ہمارا مقصد ہونا چاہیئے۔ایک دوسرے پر کیچڑ اُچھالنے اور بے جا تنقید کا نشانہ بنانے کی بجائے عوام کو اپنا پروگرام اور

NOT FOR SALE

ترجیحات بتانے چاہیئے۔ریاستی اِداروں میں تعاون اور اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کرنے کا جذبہ ہونا چاہیئے۔اگر حکومت کے تینوں شعبے بشمول میڈیا اپنے قانونی حدود میں رہیں اور ایک دوسرے کے کام میں غیر ضروری مداخلت نہ کریں تو ایک بہترین اور پائیدار نظام بن سکتا ہے۔سیاسی جماعتوں کو اخلاقی اقدار کا خیال رکھنا چاہیئے اور جماعتوں کے اندر بھی جمہوریت ہونی چاہیئے۔ہر جماعت میں اندرونی طور پر اِنتخاب کا باقاعدہ عمل لازمی ہے۔

۴۔ حزبِ اختلاف کا اِحترام (Respect of Opposition)

ایک بہترین سیاسی نظام اور حکومت وہ ہوتی ہے جہاں حزبِ اِختلاف کو باوقار مقام حاصل ہو۔اُن کو ڈرانا، دھمکانا، قیدوبند میں ڈالنا، اذیتیں پہنچانا اور کچلنا نہیں چاہیئے۔کامیابی کیلئے مثبت تنقید ضروری ہے۔حکومت حزبِ اِختلاف کے بغیر آمر بن سکتی ہے اور ارکانِ حکومت اپنے اِختیارات کا غلط اِستعمال کرسکتے ہیں۔اِسلئے ایک ایسی قوت کی ضرورت ہوتی ہے کہ حکومت پر اِصلاحی انداز میں تنقید کرے نہ کہ تنقید برائے تنقید۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

۵۔ آزاد عدلیہ (Independent Judiciary)

آزاد عدلیہ ایک کامیاب حکومت کی جان ہے۔حکومت کی اصل ذمہ داریوں میں شہریوں کو بلا اِمتیاز اِنصاف کی فراہمی کو یقینی بنانا ہے۔اِنصاف تب فراہم ہوسکتا ہے جب عدلیہ کسی بھی قسم کے دباؤ سے آزاد ہو۔ایسا تب ممکن ہے کہ عدلیہ کے جج صاحبان کو دستوری تحفظ حاصل ہو۔اُن کی تقرری، تبادلے، سہولیات، ترقی، برطرفی، ریٹائرمنٹ اور رہائش وغیرہ کیلئے ایک شفاف آئینی نظام موجود ہو۔پاکستان کے دستور میں یہ چیزیں موجود ہیں لیکن اِن پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔عدلیہ کے فیصلوں پر فوری عمل درآمد، سستے اور فوری اِنصاف تک آسان رسائی کیلئے ایک خودکار نظام کا ہونا بھی ضروری ہے۔

۶۔ میرٹ کا اِحترام (Respect of Merit)

مضبوط، مستحکم اور کامیاب حکومت وہ ہے جو میرٹ اور اہلیت کا اِحترام کرے۔جہاں بھی میرٹ اور اہلیت کو نظر انداز کیا گیا تو وہاں خون ریز اِنقلابات رونما ہوئے۔حکومت کا بنیادی مقصد بھی میرٹ اور اہلیت کی بنیاد پر نظام کا قیام ہے۔اِسلئے یہ بہت ضروری ہے کہ میرٹ اور اہلیت کو بالادستی حاصل ہو۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۷۔ عوامی فلاح و بہبود (Welfare of People)

ریاست اور حکومت کی قیام کا مقصد عوام کی فلاح و بہبود ہے۔آج بہترین حکومت اور ریاست کا معیار عوام کی فلاح ہے۔اِنسانی ترقی کا پیانہ (Human Development Index) اُن کی صحت، تعلیم اور روزگار کو یقینی بنانا ہے۔اِسی معیار کو سامنے رکھتے ہوئے اچھی اور بُری ریاستوں اور حکومتوں کی درجہ بندی کی جاتی ہے۔اِسلئے ایک مضبوط اور کامیاب حکومت وہ ہے جس میں لوگوں کی فلاح کو اہمیت حاصل ہو۔حکومت کو اِنسانی فلاح کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔آج کے عوام خاموش تماشائی نہیں۔اگر حکومت میں خدمت کا جذبہ موجود ہے تو کیونکر وہ کامیاب حکومت نہیں ہوگی۔عوام کی فلاح، ترقی اور خوشحالی جذبے کے بغیر ممکن نہیں۔اگر حکومت میں عوام کی تقدیر بدلنے کی تڑپ موجود ہو تو اللہ تعالیٰ بھی حالت بدلنے میں مدد کا اِشارہ دے چکا ہے۔

۸۔ انسانی حقوق کی فراہمی (Provision of Human Rights)

بہترین حکومت کی نشانی یہ ہے کہ اِنسانی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائے اور دستور میں دیئے گئے حقوق کو عملی شکل دے۔اِنسانی آزادیوں کا اِحترام کیا جائے۔اچھی حکومت وہ ہے جو عوام کی مساوی حیثیت کو یقینی بنائے۔وہی حکومتیں کامیاب ہیں جو حقوق اور مساوات کی علمبردار ہیں۔سابقہ سویت یونین کی ناکامی کی اہم وجوہات میں ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اگرچہ اُس کے دستور میں اِنسانی حقوق کی طویل فہرست تو موجود تھی لیکن عملی طور پر وہاں حقوق نہ ہونے کے برابر تھے۔اِسلئے وہاں کی حکومت عوام کی حمایت کھو چکی تھی۔

۹۔ قومی و اِجتماعی مفادات کی بالادستی

(Dominance of National and Collective Interests)

اچھی حکومت وہ ہے جو نہ صرف اِجتماعی و قومی اُمور سے تعلق رکھے بلکہ اِن کو فوقیت بھی حاصل ہو۔قومی و اِجتماعی مفادات پر کوئی سودا بازی نہ کرنے والی حکومتیں مقبول ہوتی ہیں۔جو حکومتیں قومی مفادات کا اِحترام کرتی ہیں وہ عوام دوست حکومتیں ہوتی ہیں۔

NOT FOR SALE

۱۰۔ صحیح اِنتخابی اُمیدوار (Good Candidature)

جمہوریت میں عوام اپنے نمائندے منتخب کرتے ہیں اور وہی نمائندے اکثریت کی بنیاد پر حکومت سازی کرتے ہیں۔ لہٰذا رائے دہندگان کا کردار سب سے اہم اور کلیدی حیثیت کا حامل ہے۔پاکستان میں دیکھا گیا ہے کہ اِنتخابات میں دھاندلی اور غیر شفافیت کی شکایات کی جاتی ہیں۔اِنتخابات کا بائیکاٹ کیا جاتا ہے اور دھاندلی کے اِلزامات لگا کر حکومت مخالف تحاریک چلائی جاتی ہیں۔اِس حوالے سے اُمیدواروں کا کردار بھی اہمیت کا حامل ہے۔سیاسی جماعتوں کی ذمہ داری ہے کہ اچھے، تعلیم یافتہ اور صاحبِ کردار افراد کو اُمیدوار نامزد کریں۔اگر اِنتخابات کی غیر جانبداری، شفافیت اور آزادی کو یقینی بنایا جائے تو نتیجے کے طور پر منتخب حکومت کامیاب، پائیدار، مستحکم اور مضبوط ہوگی۔

۱۱۔ سیاسی جماعتوں کا مثبت کردار (Positive Role of Political Parties)

حکومت اور ریاست کی کامیابی کا اِنحصار سیاسی جماعتوں پر ہے۔سیاسی جماعتیں عوام کی تربیت کرتی ہیں اور عوام و حکومت کے درمیان رابطے کا ذریعہ ہوتی ہیں۔اگر سیاسی جماعتوں کو پھلنے پھولنے کا موقع دیا جائے اور انہیں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بنایا جائے تو نتیجتاً بننے والی حکومت کامیاب اور مضبوط ہوگی۔جماعتیں اِنتخابی منشور پر عمل کریں اور عوام سے کئے گئے وعدے پورے کریں۔حزبِ اختلاف کی ذمہ داری ہے کہ حکومتی پارٹی کو انکے وعدے یاد دلاتے رہیں۔اگر منشور کی روشنی میں حکومت کی جائے اور یہ روایت برقرار رکھا جائے تو ایک بہترین نظام وجود پذیر ہوتا ہے۔سیاسی جماعتوں میں بھی اندرونی طور پر جمہوریت کا ہونا لازمی ہے۔اِس طرح خاندانی و وراثتی سیاست کا خاتمہ ہوسکتا ہے۔سیاسی جماعتوں کو اپنے دستور پر عمل کرنا چاہیئے۔

حکومت کے اِدارے

(Organs of Government)

حکومت تین بنیادی اعضاء سے مل کر بنتی ہے یعنی مقنّنہ، عاملہ اور عدلیہ۔مقنّنہ قانون سازی کرتی ہے؛ عاملہ یا اِنتظامیہ اِس قانون کو عملی شکل میں نافذ کرتی ہے اور عدلیہ اِس قانون کی تشریح کے علاوہ اسکی خلاف ورزی پر سزا دیتی ہے۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

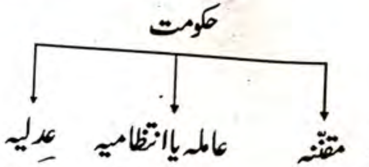

پاکستان میں مقنّنہ کے افعال یا فرائض
(Functions of the Legislature/Parliament in Pakistan)

پاکستان میں آئین 1973ء کے مطابق مقنّنہ کے فرائض درج ذیل ہیں:

۱۔ قانون سازی کے فرائض (Legislative Functions):

مقنّنہ کی سب سے اہم ذمہ داری قانون سازی کرنا ہے۔ آئین مقنّنہ کو یہ ذمہ داری دیتا ہے کہ وفاقی اُمور کی فہرست سے قانون سازی کرے۔ وفاقی اُمور کی فہرست (Federal Legislative List) وہ فہرست ہے جس میں دیئے گئے موضوعات پر قومی اسمبلی و سینٹ قانون بنا سکتی ہے۔ آئین کے مطابق اگر کسی ناخوشگوار صورت حال کی وجہ سے صدر مملکت کسی صوبے میں ہنگامی حالت (Emergency) کا نفاذ کرے تو صوبائی اِسمبلی کی قانون سازی کا اِختیار معطل ہو جاتا ہے اور اُس صوبے کیلئے قومی اسمبلی و سینٹ قانون سازی کرتی ہے۔ مرکزی اِسمبلی کی غیر موجودگی میں صدر پاکستان کو حکم نامہ یا عارضی قانون (Ordinance) جاری کرنے کا اِختیار ہے لیکن اگر قومی اسمبلی و سینٹ کا اجلاس شروع ہو جائے تو صدر کے حکم ناموں کو یا تو باقاعدہ قانونی شکل دی جاتی ہے یا اسے ختم کر دیئے جاتے ہیں۔ شمالی علاقوں اور وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کیلئے قانون سازی کا حق قومی اسمبلی و سینٹ کو حاصل ہے۔ مقنّنہ سادہ اکثریت سے عام قانون کو ختم یا تبدیل کر سکتی ہے۔

NOT FOR SALE

۲۔ اِنتظامی فرائض (Executive Functions):

آئین کے مطابق وزیراعظم پاکستان ملک کا اِنتظامی سربراہ ہوتا ہے اور اُسکا اِنتخاب قومی اسمبلی کے تمام ارکان کی اکثریت کرتی ہے۔ صوبائی اسمبلیوں سے ملکر پارلیمنٹ (سینٹ + قومی اسمبلی) صدر پاکستان کا انتخاب کرتے ہیں۔ مرکزی وزراء (کابینہ) پارلیمنٹ سے لئے جاتے ہیں (قومی اسمبلی سے 75 فیصد اور سینٹ سے 25 فیصد)۔ وزیراعظم اور وزراء اُس وقت تک اپنے عہدوں پر قائم رہتے ہیں جب تک اُن کو قومی اسمبلی کی کل ارکان کی اکثریت کا اِعتماد حاصل ہو۔ وزیراعظم اور وزراء پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ قومی اسمبلی اِنتظامیہ پر کڑی نظر رکھتی ہے۔ قومی اسمبلی اور سینٹ کئی طریقوں سے وزیراعظم اور وزراء پر کنٹرول قائم کرتی ہے۔ (پارلیمنٹ (قومی اسمبلی اور سینٹ) کے ارکان وزراء پر سوالات کرتے ہیں اور وزراء جواب دینے کے پابند ہیں)۔ پارلیمنٹ میں ارکان اِسمبلی پر مشتمل یقین دہانی کی مجالس سوالات اور جوابات کا جائزہ لیتی ہیں۔ اس طریقے سے ارکان اسمبلی کی شکایات کا ازالہ اور حکومت کی کڑی نگرانی کی جاتی ہے۔ ارکانِ پارلیمنٹ حکومت کی پالیسیوں اور سرگرمیوں پر اجلاس کے دوران اور میڈیا کے ذریعہ تنقید کرتے ہیں اور حکومت کو اپنے اختیارات سے تجاوز نہیں کرنے دیتے۔ مقنّنہ کے ارکان قانون سازی کے عمل کو روک کر کسی فوری قومی مسئلے پر بحث کے لئے تحریک التواء (Adjournment Motion) پیش کر سکتے ہیں اور اس طرح اس مسئلے پر بحث کی جا سکتی ہے۔ مقنّنہ اِتفاق رائے (Consensus) یا اکثریت سے قرارداد پیش کر سکتی ہے۔ اگرچہ حکومت قرارداد پر عمل کرنے کے حوالے سے قانونی طور پر پابند نہیں لیکن اخلاقی بنیاد پر اسے نظر انداز بھی نہیں کر سکتی۔ یہ دراصل حکومت کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی سفارش ہوتی ہے۔ ارکان اسمبلی کو کئی ایک مراعات اور حقوق حاصل ہوتے ہیں اگر ان مراعات اور حقوق کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو یہ حکومت کی کمزوری ہوتی ہے۔ ارکان اسمبلی ان کمزوریوں کی نشاندہی اور اپنے قانونی حقوق و مراعات کے حصول کیلئے اسمبلی میں جو تحریک پیش کرتے ہیں اُس کو تحریک اِستحقاق (Privilege Motion) کہتے ہیں۔ ارکانِ اِسمبلی نقطہ اعتراض (Point of Order)، واک آوٹ اور توجہ دلاؤ نوٹس (Call Attention Notice) وغیرہ کے ذریعے حکومت کی توجہ اسکی کمزوریوں اور قومی مسائل کی طرف مبذول کرواتے ہیں۔

۳۔ مالیاتی فرائض (Financial Functions):

قومی خزانہ مکمل طور پر قومی اسمبلی کے کنٹرول میں ہوتا ہے۔ قومی اسمبلی کی اِجازت کے بغیر قومی خزانہ

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

(Treasury) سے ایک پیسہ بھی نہیں نکالا جاسکتا۔ ہر مالی سال (Financial Year) (جو یکم جولائی سے شروع ہو کر تیس جون تک ہوتا ہے) کیلئے قومی میزانیہ (Budget) قومی اسمبلی میں مرکزی وزیرِ خزانہ کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے۔ (میزانیہ یا بجٹ ایک سال کے لئے حکومت کی آمدنی اور خرچ کے حساب کتاب کو کہا جاتا ہے)۔ قومی اسمبلی کو اِختیار حاصل ہے کہ بجٹ میں تبدیلی کرے، اِس میں اضافہ یا کمی کرے اور نامنظور کرے یا اصلی حالت میں منظور کرے۔ عموماً قومی بجٹ کو معمولی ردوبدل کے ساتھ یا اصلی شکل میں منظور کیا جاتا ہے۔ قومی اسمبلی میں ایک پبلک اکاؤنٹ کمیٹی ہوتی ہے جو قومی اسمبلی کے ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ بجٹ میں دیئے گئے اخراجات کی پڑتال کرے اور اسمبلی کو رپورٹ پیش کرے۔ اسمبلی کی اجازت کے بغیر حکومت کو ٹیکس لگانے کا اِختیار حاصل نہیں۔ اِن لامحدود مالیاتی اِختیارات کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جاتا ہے کہ قومی اسمبلی قومی خزانے کی محافظ ہے۔

۴۔ عدالتی فرائض (Judicial Functions):

دستور 1973ء کے تحت عدل کے بارے میں تمام اِختیارات عدلیہ کو حاصل ہیں۔ آئین نے پارلیمنٹ کو یہ اِختیار دیا ہے کہ سُپریم کورٹ آف پاکستان میں نامزد ججوں کی تقرری کی منظوری یا نامنظوری دے۔ سپریم کورٹ، ہائی کورٹس اور وفاقی شرعی عدالت میں عدالتی کمیشن کے نامزد کردہ ججوں کی منظوری پارلیمانی کمیشن دیتی ہے جو آٹھ ارکان پر مشتمل ہوتا ہے۔ مقننہ یعنی قومی اسمبلی سینٹ کے ساتھ مل کر صدرِ پاکستان کا مواخذہ کرسکتی ہے جو کہ ایک عدالتی سرگرمی ہے۔

۵۔ اِنتخابی فرائض (Electoral Functions):

قومی اسمبلی پاکستان کے وزیرِاعظم کا اِنتخاب کرتی ہے یعنی اُسے اعتماد کا ووٹ دیتی ہے۔ اسے اپنے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کے اِنتخاب کا حق حاصل ہے۔ یہ اِدارہ اِسلام آباد سے سینٹرز کا اِنتخاب اور اِسکے قبائلی ارکان قبائلی علاقے کیلئے سینٹرز کا اِنتخاب کرتا ہے۔ قومی اسمبلی سینٹ اور صوبائی اِسمبلیوں سے مل کر صدرِ پاکستان کا اِنتخاب کرتی ہے۔ سینٹ اپنے چیئرمین اور ڈپٹی چیئرمین کا اِنتخاب کرتا ہے۔

۶۔ متفرق فرائض (Miscellaneous Functions):

دستور کے مطابق آئین میں تبدیلی یا ترمیم کا حق پارلیمنٹ کو حاصل ہے۔ قومی اسمبلی کے کل ارکان کی دو تہائی اکثریت دستور میں ترمیم کرکے دوسرے ایوان میں بھیجتی ہے وہاں بھی کل ارکان کی دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ

ترمیمی بل کسی بھی ایوان میں پیش کیا جاسکتا ہے۔ مقننہ سے عوام کا ایک جذباتی تعلق اور اُمیدیں وابستہ ہوتی ہیں۔ حکومت کے اِس شعبہ میں ارکان عوامی مسائل کا بھرپور ذکر کرتے ہیں اور ارکان اپنے اپنے علاقے کے مسائل حکومت کے نوٹس میں لاتے ہیں۔ یہ عوامی مسائل اور قومی معاملات پر بات کرنے کا موثر ترین فورم ہے کیونکہ اِسمیں تمام وزراء اور وزیرِاعظم موجود ہوتے ہیں۔ اسکے علاوہ اِسے عوام اور حکومت کے درمیان رابطہ پُل کہنا بے جا نہ ہوگا کیونکہ اگر ایک طرف یہ عوامی مسائل حکومت کے گوش گزار کرتے ہیں تو دوسری جانب حکومتی سرگرمیاں لوگوں تک پہنچاتے ہیں، سو قومی اسمبلی کسی بھی وقت کابینہ اور وزیرِاعظم پر عدم اعتماد کر کے یا حکومتی مسودہ رد کر کے اِن کو معزول کرسکتے ہیں۔ یہ اپنے سپیکر اور ڈپٹی سپیکر کو بھی کل ارکان کی سادہ اکثریت سے ہٹا سکتے ہیں۔ یہ اپنے کسی بھی رُکن کی نااہلی کو سپیکر کے نوٹس میں لا سکتے ہیں۔

پاکستان میں عاملہ یا اِنتظامیہ کے افعال یا فرائض
(Functions of Executive in Pakistan)

پاکستان میں عاملہ بنیادی طور پر صدر، وزیرِاعظم، کابینہ اور سرکاری ملازمین پر مشتمل ہوتا ہے۔ 1973ء کی دستور کے مطابق عاملہ کے کئی اِختیارات ہیں جو درج ذیل ہیں:

ا۔ اِنتظامی فرائض (Executive Functions)

مقننہ کے بنائے ہوئے قوانین کو نافذ کرنا عاملہ کی ذمہ داری ہے۔ وزیرِاعظم پاکستان اِنتظامیہ کا سربراہ اور حقیقی حاکم ہوتا ہے۔ صدر وزیرِاعظم کے مشورہ سے وزراء کا تقرر کرتا ہے اور وزیرِاعظم کے مشورہ ہی سے وزراء یا وزیر کو برطرف کرتا ہے۔ وزراء کو محکمے (Portfolios) اِلاٹ کرنا وزیرِاعظم کا اِختیار ہے۔ وہ وزراء کے سرگرمیوں کی نگرانی کرتا ہے اور اُن کے درمیان رابطہ پیدا کرتا ہے۔ کابینہ کے ارکان کو ہدایات دینا اور وزراء کے درمیان اِختلافات کا خاتمہ وزیرِاعظم کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ ملک کی اِنتظامی پالیسی کی تشکیل عاملہ کی ذمہ داری ہے۔ قانون کا نفاذ اور اسکی نگرانی عاملہ کے ذمہ ہے۔ وزیرِ اعظم کابینہ کے اِجلاسوں کی صدارت کرتا ہے اور اِس میں وزیرِاعظم کی آواز فیصلہ کن ہوتی ہے۔ ملک کے اہم عُہدوں پر تقرریاں اگرچہ صدرِ پاکستان کرتا ہے لیکن اصل فیصلہ یا مشورہ وزیرِاعظم ہی دیتا ہے۔ پبلک سروس کمیشن، اعلیٰ عدالتی کونسل،

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

قومی مالیاتی کمیشن، واپڈا، وفاقی محتسب، ایٹمی توانائی کمیشن، سُفراء، اِسلامی نظریاتی کونسل، آٹارنی جنرل آف پاکستان اور آڈیٹر جنرل آف پاکستان وغیرہ جیسے اِداروں کے ارکان کا تقرر صدرِ پاکستان وزیرِاعظم کے مشورہ پر کرتا ہے۔ آئین کے 13ویں ترمیم کے مطابق مسلح افواج اور صوبائی گورنروں کی تقرری اور برطرفی کا عملی اِختیار بھی وزیرِاعظم کو حاصل ہے۔ اِسلئے یہ کہا جاسکتا ہے کہ وزیرِاعظم ہی یہ تقرریاں کرتا ہے۔

اِنتظامی طور پر ہر محکمے کا ایک سربراہ ایک وزیر ہوتا ہے جو اِس محکمہ کی نظم نسق چلانے، محکمہ کیلئے قانون سازی کرنے اور محکمہ میں قانون نافذ کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وزراء ایک ٹیم کی حیثیت سے کام کرتے ہیں اور اِن کو مشترکہ طور پر کابینہ کہا جاتا ہے۔ ہر وزیر اپنے محکمہ کے بارے میں پارلیمنٹ کو جواب دہ ہوتا ہے۔ ہر محکمہ میں سرکاری ملازمین ہوتے ہیں جو قانون کے نفاذ اور نظم ونسق چلانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ صدرِ پاکستان وزیرِاعظم پاکستان کے مشورے پر کسی قانونی مسئلے کو عوام کے سامنے اِستصوابِ رائے کیلئے پیش کرتا ہے اور عوام کا ردِعمل ہاں اور نہیں میں معلوم کیا جاتا ہے۔

۲۔ قانون سازی کے فرائض (Legislative Functions):

اگرچہ آئین کی رو سے قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو حاصل ہے لیکن صدر عاملہ کا حصہ ہوتے ہوئے بلواسطہ طریقوں سے قانون سازی کے عمل پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ عام حالات میں صدر کی تجاویز کی قدر کی جاتی ہے۔ صدر پارلیمنٹ کا اجلاس طلب اور ملتوی کرسکتا ہے۔ وزیرِاعظم کے مشورہ سے قومی اِسمبلی توڑ سکتا ہے لیکن سینٹ کو توڑا نہیں جاسکتا۔ صدر کسی مجوزہ قانون سازی کے بارے میں اپنی تجاویز اور پیغامات کسی بھی ایوان میں بھیج سکتا ہے۔ پارلیمنٹ صدر کے پیغامات اور تجاویز پر غور کرنے کی پابند ہے۔ صدر پاکستان ہر سال پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتا ہے۔ اِس تقریر میں صدر گزشتہ سال اور آئندہ سال کیلئے حکومت کی ترجیحات اور پروگراموں کا تفصیلی تذکرہ کرتا ہے۔ مقنّنہ کی غیر موجودگی میں صدر حکم نامہ (Ordinance) جاری کرسکتا ہے جو چار مہینے تک قانون کا درجہ رکھتا ہے۔ پارلیمنٹ اگر چاہے تو صدر کے حکم ناموں کو یا تو منسوخ قرار دے یا اِسے قانونی درجہ دے۔ صدر خود بھی مقررہ وقت سے پہلے جاری کردہ کوئی حکم نامہ واپس لے سکتا ہے۔ جب پارلیمنٹ کے دونوں ایوان کسی قانون کو منظور کریں تو اسے صدر کی منظوری کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ وزیرِاعظم قومی اسمبلی میں اکثریتی گروپ کے قائد ہوتے ہیں اِسلئے اُسے قائد اِیوان کا درجہ حاصل ہے۔ وزیرِاعظم صدر کو کسی بھی ایوان کا اِجلاس بلانے کا مشورہ دے سکتا ہے۔ وہ قانون سازی کے عمل میں حصہ لیتا ہے اور کسی بھی ایوان میں خطاب کر سکتا ہے۔ وزیرِاعظم آئین کے دفعہ 58 کے مطابق صدر کو قومی اسمبلی توڑنے کا مشورہ دے سکتا ہے اور صدر اس مشورے کا

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

پابند ہے۔ وزیرِاعظم سرکاری ارکان (Treasury Benches) کے درمیان اتحاد اور تعاون کی فضاء پیدا کرتا ہے۔ وہ قائد حزبِ اِختلاف (Opposition Leader) کے ساتھ رابطہ قائم رکھتا ہے۔ وزراء اپنے محکموں کے بارے میں مسودے تیار کر کے پارلیمنٹ میں قانون سازی کیلئے پیش کرتے ہیں۔ مسودات کی تیاری میں محکمہ کے اعلیٰ افسران مدد دیتے ہیں۔ پاکستان میں پارلیمانی نظام کی وجہ سے قانون سازی کی تقریباً تمام تجاویز (مسودات) کابینہ کے ارکان پیش کرتے ہیں اور مقنّنہ اکثر ٹھوس ترامیم کے بغیر اِن تجاویز کو قانونی شکل دیتی ہے۔ لہٰذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ قانون سازی کا عملی اختیار کابینہ کے ہاتھ میں ہے۔

۳۔ عدالتی فرائض (Judicial Functions):

عدالتی اختیارات ملک کی عدلیہ کو حاصل ہیں لیکن دستور کی رو سے صدر پاکستان کو کئی ایک عدالتی اختیارات حاصل ہیں۔ صدر آئینی لوازمات پورے ہونے کے بعد اعلیٰ عدلیہ کے جج صاحبان کا تقرر کرتا ہے۔ صدر اعلیٰ عدالتی کونسل کی رپورٹ پر کسی جج کو اپنے عہدے سے برطرف کر سکتے ہیں۔ وفاقی شرعی عدالت کے جج صاحبان کا تقرر بھی صدر کرتا ہے۔ صدر کسی اعلیٰ عدالت کی طرف سے دی گئی سزا کو معاف، کم یا اِس پر عمل درآمد کو معطل کر سکتے ہیں۔ صدر سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کا اِختیار رکھتے ہیں۔ عدلیہ کے احکامات کو نافذ کرنا بھی عاملہ کی ذمہ داری ہے۔

۴۔ فوجی اور سفارتی فرائض (Military and Diplomatic Functions):

عاملہ کا حصہ ہوتے ہوئے صدرِ پاکستان مسلح افواج کا سربراہ ہوتا ہے۔ وہ افواج پاکستان میں وزیرِاعظم کی مشاورت سے اعلیٰ فوجی حکام کی تقرری کرتا ہے اور وہ فوجی معاہدے کرسکتا ہے۔ صدرِ پاکستان دوسرے ممالک میں پاکستان کے سفراء مقرر کرتا ہے اور دوسرے ممالک کے سفیروں کے کاغذات تقرر وصول کرتا ہے۔ لیکن اِن تقرریوں میں وزیرِاعظم کے مشوروں کا پابند ہوتا ہے۔ فوج اِنتظامی طور پر وزیرِ دفاع کی نگرانی میں کام کرتی ہے۔

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۵۔ مالیاتی فرائض (Financial Functions):

ملک کے تمام مالیاتی اِختیارات مقننہ کو حاصل ہیں لیکن آئین کی رو سے صدر قومی اسمبلی کے مالیاتی مسودوں پر دستخط کرتے ہیں۔ بجٹ کی منظوری کے بعد اسے صدر کے دستخط کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ عاملہ کی طرف سے مالیات کی پڑتال کیلئے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی تقرری اور قومی اِقتصادی کونسل و قومی مالیاتی کونسل کے ارکان کا تقرر کیا جاتا ہے۔ اگرچہ قومی خزانے پر مقننہ کو مکمل کنٹرول حاصل ہے لیکن دیگر مسودات کی طرح مالیاتی مسودات بھی وزیر خزانہ ہی قومی اسمبلی میں پیش کرتے ہیں۔ ملک کی سالانہ بجٹ وزیر اعظم کی ہدایات کے مطابق تیار اور پیش کیا جاتا ہے۔ مقننہ حکومت کی دیگر قانونی تجاویز کی طرح مالیاتی مسودات کی منظوری دیتی ہے۔ لہٰذا کہا جا سکتا ہے کہ وزیر اعظم ہی عملی طور پر قومی خزانے کو کنٹرول کرتا ہے۔ قومی خزانے کے بارے میں قومی اسمبلی کے بعد وزیر اعظم ہی بااختیار ہے بلکہ اصل اِختیارات وزیر اعظم کو حاصل ہیں کیونکہ وزیر اعظم کے پارٹی کو قومی اسمبلی میں اکثریت حاصل ہوتی ہے اور حکومت کی طرف سے پیش کردہ کوئی بھی مسودہ بشمول قومی بجٹ اکثریت کے ساتھ منظور کیا جاتا ہے۔

۶۔ ترقیاتی سرگرمیاں (Developmental Activities):

وزیر اعظم ملک کے بااختیار قائد ہوتے ہیں۔ آئین کے مطابق وہ اپنے صوابدیدی فنڈ سے مختلف ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کرتے ہیں۔ ملک کی زرعی، اقتصادی، صنعتی، تعلیمی اور دیگر پالیسیاں وزیر اعظم کی نگرانی میں تیار کی جاتی ہیں۔ وزیر اعظم ملک کی ترقی کیلئے دیگر ممالک سے گفت و شنید کر کے معاہدات پر دستخط کرتے ہیں۔ وزیر اعظم اپنی کابینہ کے ارکان سے مل کر ملکی ترقی کیلئے سوچتے ہیں اور ضروری کاروائی کرتے ہیں۔ صدر پاکستان اور وزراء بھی ترقیاتی منصوبوں کا اعلان کرتے ہیں۔

۷۔ بین الاقوامی تعلقات اور پالیسی (International Relations):

پاکستان کی خارجہ پالیسی بنانے اور عالمی تعلقات کا قیام عاملہ کی ذمہ داری ہے۔ وزیر اعظم دیگر ممالک کے وزرائے اعظم کا اِستقبال کرتے ہیں؛ اُن سے باہمی قومی دلچسپی کے اُمور پر بات چیت کرتے ہیں اور معاہدات پر دستخط کرتے ہیں۔ سفراء اور دیگر سفارتی عملہ کی تقرری اور واپسی میں اُسکی رائے کو بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک میں سفارت خانے کھولنے اور بند کرنے کے حوالے سے وزیر اعظم کا کردار فیصلہ کُن ہوتا ہے۔ ملک کی خارجہ پالیسی وزیر اعظم کی نگرانی میں

تیار کی جاتی ہے۔ وزیر اعظم عالمی تعلقات میں حکومت کی نمائندگی کرتا ہے۔ وزیر خارجہ اور وزارتِ خارجہ کے افسران عالمی تعلقات میں نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

۸۔ متفرق فرائض (Miscellaneous Functions):

تمام قومی ایوارڈز کی پیشکش اور اِس کیلئے فہرست کی تیاری عاملہ کے ذمہ ہے۔ وزیر اعظم چند اہم آئینی اداروں کے سربراہ ہوتے ہیں مثلاً مشترکہ مفادات کونسل اور قومی اِقتصادی کونسل وغیرہ۔ ہنگامی حالات کے اعلان میں وزیر اعظم کا کردار فیصلہ کُن ہوتا ہے۔ وزیر اعظم اور وزراء ملکی اور عالمی سطح پر پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ بین الاقوامی معاہدات پر دستخط کرتے ہیں اور ملکی نظام میں عاملہ کی آواز فیصلہ کُن ہوتی ہے۔

پاکستان میں سپریم کورٹ کے افعال یا فرائض
(Functions of Supreme court in Pakistan)

پاکستان کے 1973ء کے آئین کے مطابق سپریم کورٹ کو متعدد اِختیارات حاصل ہیں:

۱۔ اصلی دائرہ سماعت (Original Jurisdiction):

اِس سے مراد سپریم کورٹ کا وہ اِختیار ہے جس کے مطابق سپریم کورٹ براہِ راست کسی درخواست پر کاروائی کرے۔ سپریم کورٹ اپنے اس اختیار کو اِن معاملات میں بروئے کار لاتی ہے جب کسی مقدمے میں آئین کی تشریح کی ضرورت ہو یا اختیارات کی تقسیم کا معاملہ درپیش ہو۔ بنیادی حقوق کے حوالے سے بھی سپریم کورٹ براہ راست سماعت کی مجاز ہے۔ اسکے علاوہ مرکز اور صوبوں کے درمیان تنازعات، صوبوں کے مابین تنازعات وغیرہ میں سپریم کورٹ کو براہِ راست سماعت کا اختیار ہوتا ہے۔ سپریم کورٹ شہریوں یا کسی بھی ادارے کی طرف سے آئینی اُمور پر دی گئی درخواست کی سماعت کی مجاز ہے۔

۲۔ اپیلی سماعت (Appellate Jurisdiction):

آئین کے مطابق سپریم کورٹ آف پاکستان ہائی کورٹ کے بعض فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کرتی ہے۔ عمومی طور پر سپریم کورٹ ہائی کورٹ کے دیوانی اور فوجداری مقدمات کی اپیلیں سنتی ہے جو درج ذیل شرائط پر پورا اُتریں:

۱۔ جب ہائی کورٹ اپیل کے دوران سزا میں اضافہ کرے۔
۲۔ وہ مقدمات جو ہائی کورٹ ماتحت عدالتوں سے طلب کریں اور سزا میں اضافہ کریں۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۳۔ جب ہائی کورٹ توہین عدالت کے مقدمے میں سزا دیں۔

۴۔ ایسا مقدمہ جس میں آئین کی وضاحت کی ضرورت ہو۔

۵۔ ایسے مقدمات جس کی قیمت پچاس ہزار روپے سے زیادہ ہو۔

۶۔ ہر وہ مقدمہ جو سپریم کورٹ اپیل کیلئے منظور کرے۔

اِسکے علاوہ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کیلئے ایک اپیلیٹ بنچ قائم کیا گیا ہے جو آئین اور قانون کے تحت اپیلوں کی سماعت کا مجاز ہے۔

۳۔ مشاورتی دائرہ اختیار (Advisory Jurisdiction):

آئین کی دفعہ 186 کے مطابق صدر پاکستان کسی قانونی مسئلے پر سپریم کورٹ سے قانونی مشورہ طلب کر سکتے ہیں ۔سپریم کورٹ پابند ہے کہ وہ صدر کو مشورہ دے لیکن صدر پاکستان کا صوابدیدی اختیار ہے کہ اس مشورے پر عمل کرے یا نہ کرے۔صدر پاکستان سپریم کورٹ سے کسی قانونی ضابطے کی تشریح کیلئے کہہ سکتا ہے۔

۴۔ آئین کا محافظ (Guardian of the Constitution):

آئین میں سپریم کورٹ کو یہ اِختیار دیا گیا ہے کہ وہ آئین کے کسی غیر واضح حصے یا دفعہ کی وضاحت کرے اور وہ وضاحت آئین کا حصہ بن جاتا ہے۔مثلاً آئین میں کہا گیا تھا کہ قومی اسمبلی کیلئے اِنتخابات پانچ سال بعد کروائے جائیں گے۔اِس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے جنرل ضیاء نے غیر جماعتی اِنتخابات کروائے۔آئین کی اس دفعہ کو سپریم کورٹ میں چیلنج کیا گیا تا کہ اسکی تشریح کی جائے۔سُپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ اِنتخابات جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں ۔یادر ہے کہ سُپریم کورٹ کے آئینی تشریحات کے فیصلے آئین کا حصہ بن جاتے ہیں۔اِختیارات کی تقسیم کا محافظ بھی سپریم کورٹ ہے۔اگر صوبوں کے درمیان یا مرکز اور صوبے کے درمیان اِختیارات کی تقسیم پر کوئی تنازعہ ہو تو سپریم کورٹ کو آخری فیصلہ کرنے کا اِختیار حاصل ہے۔عدالت کا یہ اِختیار غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اِن فیصلوں سے آئین کو ترقی حاصل ہوتی ہے۔ سُپریم کورٹ آف پاکستان نے نظریہ ضرورت کے تحت کئی آئینی درخواستوں پر منفرد فیصلے سُنائے۔ پارلیمانی قوانین اور عدالتی قوانین کو مدنظر رکھتے ہوئے سپریم کورٹ کسی فیصلے کی نظر ثانی کا اِختیار رکھتا ہے۔اگر کسی فیصلے کے بعد عدالت کے نوٹس میں کوئی نئی بات یا نئے حقائق لائے جائیں تو اِن حقائق کی روشنی میں عدالتِ عالیہ اپنے فیصلے پر نظر ثانی کا حق رکھتی ہے ۔سپریم کورٹ کو مختلف حالتوں میں ہدایات جاری کرنے کا اِختیار حاصل ہے۔پاکستان کی کسی بھی عدالت میں زیرِ سماعت

NOT FOR SALE

مقدمہ کے حوالے سے سپریم کورٹ کو حق حاصل ہے کہ وہ مختلف ہدایات جاری کرے۔عدالت احکامات جاری کر سکتی ہے کہ کسی شخص، اِدارے یا دستاویز کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائے اِس قسم کے ہدایات سارے ملک میں مؤثر ہوتی ہے۔اپنے فیصلوں کو نافذ کرنے کیلئے کسی ہائی کورٹ کو ہدایات دے سکتی ہے۔پاکستان کے دستور میں پاکستانی شہریوں کو کئی بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں۔کسی کو اِن حقوق کی خلاف ورزی کا حق نہیں۔کسی شہری کی درخواست پر عدالت عالیہ پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلی کا بنا ہوا ہر وہ قانون یا عاملہ کا جاری کردہ کوئی بھی حکم جو آئین میں دیئے گئے کسی بھی بنیادی حق سے متصادم ہو اُسے غیر قانونی قرار دے سکتی ہے۔مختصر الفاظ میں یہ کہنا بجا ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان آئین کے مطابق شہریوں کے بنیادی حقوق کا محافظ ہے۔اسی حوالے سے سپریم کورٹ کے تمام فیصلے حتمی تصور ہونگے۔

۵۔ متفرق اختیارات (Miscellaneous Powers):

اِنصاف کے تقاضوں کے پیش نظر سپریم کورٹ کسی بھی ہائی کورٹ میں زیرِ سماعت مقدمے کو کسی اور ہائی کورٹ میں منتقل کرنے کا حق رکھتی ہے۔عدالتی کاروائی کیلئے صدرِ مملکت کی منظوری سے قواعد وضوابط تیار کر سکتی ہے اور صدر ہی کی منظوری سے اپنے ملازمین کیلئے قواعد بنا سکتی ہے۔سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو بعض معاملات میں خود بھی کاروائی کیلئے مداخلت کرنی پڑتی ہے جسے Suo Moto کہا جاتا ہے

مقننہ، عاملہ اور عدلیہ کا جمہوریت اور آمریت کے ادوار میں موازنہ
(Comparison of Legislature, Executive and Judiciary During Democracy and Dictatorship)

پاکستان میں جمہوری اور آمرانہ دور یکے بعد دیگرے گزرتے رہے ہیں اور دونوں میں طرزِ حکمرانی میں نمایاں فرق دیکھا گیا۔ جمہوری ادوار میں سیاسی عاملہ ملک کی اہم سیاسی جماعتوں کی نمائندہ رہی۔عاملہ پارلیمنٹ اور عوام کو جواب دہ رہی۔اِس میں اِجتماعی ذمہ داری کا اُصول کارفرما رہا۔جمہوری ادوار میں ملک کا منتخب وزیرِ اعظم ملک کا اِنتظامی سربراہ رہا اور مملکت کے اعلیٰ ترین اِختیارات وزیرِ اعظم کے ہاتھ میں رہے۔جمہوری ادوار میں عموماً کابینہ مختلف سیاسی جماعتوں کی مرکب رہی اور حکومت اِتحادی شکل میں کام کرتی رہی۔ اِسی وجہ سے بڑی جماعت کو ایجنڈا، منشور اور اِنتخابی وعدوں کو آزادی کے ساتھ نافذ کرنا مشکل رہا۔ایسی منتخب حکومتوں کو عوام کا اِعتماد بھی حاصل رہا۔جمہوری ادوار میں عاملہ عوامی خواہشات اور رُجحانات کے مطابق چلتی رہی۔ اِتحادی نظام کی وجہ سے اکثر جمہوری اِنتظامیہ غیر مستحکم بھی رہی ہے۔جمہوری حکومتیں عوامی

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

شرکت، کے ساتھ چلتی رہیں۔آمرانہ دور میں عاملہ اکثر غیر سیاسی رہی۔اِختیارات مارشل لاء منتظمین یا برسرِ اِقتدار فوجی جرنیلوں کے ہاتھ میں رہے۔اِس نظام میں عاملہ کے ارکان بے اِختیار رہے کیونکہ اِن نظاموں میں اِختیارات کی شدید مرکزیت پائی گئی۔عاملہ عموماً کنگز پارٹی (حاکم کی پارٹی) کے ارکان رہے یا پھر افسر شاہی، بڑے تاجر، جاگیردار اور صنعت کار وغیرہ۔اِس نظام میں عاملہ کا رویہ ہمیشہ آمرانہ رہا۔آمرانہ اِنتظامیہ فردِ واحد کے سامنے جواب دہ رہی اور وہ حاکم کے ذاتی ملازم کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔اِس قسم کی عاملہ میں کوئی اِجتماعی یا عوامی جواب دہی نہیں تھی۔بعض آمرانہ ادوار میں حاکم کے حمایتی سیاست دانوں کو ملا کر سیاسی جماعت بنائی گئی اور سول و فوجی حکمرانی کا رواج ڈالا گیا۔

جمہوری ادوار میں منتخب مقنّنہ ملک کیلئے قانون سازی کرتی ہے۔پہلے جمہوری دور (1947-1958) میں آزادی سے پہلے کئے گئے اِنتخابات کے نتیجہ میں منتخب ہندوستانی پارلیمنٹ کے وہ ارکان پاکستان کی دستور ساز اِسمبلی کے ارکان رہے جو پاکستانی علاقوں کے نمائندے تھے۔بعد میں صوبائی اِسمبلیوں کے ذریعے ایک مرکزی مقنّنہ منتخب کی گئی۔جمہوری دور کے نمائندے عوام کے حقیقی منتخب نمائندے تھے۔مقنّنہ نے آئین سازی اور جمہوری قانون سازی کیلئے کام کیا۔بہت ساری کمزوریوں کے باوجود اُس دور کی مقنّنہ جمہوری انداز میں کام کرتی رہی اور انہیں عوامی اِعتماد اور حمایت حاصل رہی۔ جمہوری دور (1971-1977) میں پاکستان کے پہلے عام اِنتخابات کے نتیجے میں منتخب مقنّنہ وجود پذیر ہوئی جنہوں نے عوامی خواہشات اور سیاسی جماعتوں کے اِتفاقِ رائے سے دستور 1973ء کی منظوری دی۔تیسرے دور (1988-1999) میں منتخب سیاسی جمہوری مقنّنہ کام کرتی رہی۔عوامی رائے کا اِحترام کیا جاتا تھا اور بعض خرابیوں کے باوجود مقنّنہ نے جمہوری انداز اپنایا۔مقنّنہ نے آمرانہ دور کی تمام غیر جمہوری ترامیم کو ختم کرکے آئین کو اصلی شکل میں بحال کیا۔

آمرانہ ادوار میں مقنّنہ کٹھ پتلی رہی۔ایوب خان کی مقنّنہ بنیادی جمہورتیوں کے ذریعے منتخب کی گئی جہاں ایوب خان کی حمایتی پارٹی کنونشن مسلم لیگ کی اکثریت تھی۔اُس کے ارکان آمر کی ہاں میں ہاں ملانے کے علاوہ کوئی اِختیار نہیں رکھتے تھے۔دیگر جماعتوں کی نمائندگی نہ ہونے کی برابر تھی۔اِس طرح ایک تو یہ غیر جمہوری تھی اور دوسری بات یہ کہ ایوب خان کی مقنّنہ اُس کی آمرانہ خواہشات اور اِقدامات کو قانونی اور آئینی شکل دینے کی ایک مشین کے علاوہ کچھ نہیں تھی۔جنرل ضیاء الحق کے پہلے اور دوسرے دور میں ایک نامزد قسم کی مجلسِ شوریٰ بنائی گئی غیر جماعتی بنیاد پر اِنتخابات منعقد کئے گئے اور محمد خان جونیجو کو وزیرِ اعظم مقرر کیا گیا۔یہ مقنّنہ ایک ربڑ مہر کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھی جس کے ذریعے جنرل ضیاء نے اپنے غیر قانونی اور غیر آئینی اِقدامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔یہ ایک غیر سیاسی، غیر جماعتی اور ضیاء حمایتی لوگوں پر مشتمل تھی۔اِسے عوام کی حمایت حاصل نہیں تھی اور اِس مقنّنہ نے آئین میں آٹھویں ترمیم کرکے آئین کا حلیہ بگاڑ دیا جس کے ذریعے صدر کو بہت اہم

NOT FOR SALE

اِختیارات حاصل ہوئے۔جنرل پرویز مشرف نے 2002ء میں عام اِنتخابات کروائے جس میں مشرف کی حمایتِ یافتہ مسلم لیگ (قائداعظم) نے حکومت بنائی۔اِس مقنّنہ نے بھی ایک آمر کے ظالمانہ اور جابرانہ اِقدامات کو قانونی تحفظ فراہم کیا۔یہ بھی ربڑ کی مہر سے زیادہ نہ تھی۔

دستور 1973ء کے تحت صدر اور وزیرِ اعظم کے اِختیارات کا موازنہ

آئین 1973ء میں اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد صدر اور وزیرِ اعظم کے اِختیارات میں توازن پیدا کیا گیا ہے۔دستور کے مطابق صدر ملک کا علامتی اور آئینی سربراہ ہے۔جبکہ وزیرِ اعظم سربراہِ حکومت اور ملک کا اِنتظامی سربراہ ہے۔تمام اِنتظامی اُمور کی ذمہ داری وزیرِ اعظم اور اُس کی کابینہ پر ہے۔وزراء کی تقرری اور اُن کو محکمے دینے کا رسمی اِختیار صدر کو حاصل ہے لیکن وزراء کے نام اور محکمے دراصل وزیرِ اعظم ہی صدر کو پیش کرتا ہے اور صدر اُسے ماننے کا پابند ہے۔وزیرِ اعظم کسی بھی وزیر کو برطرف کرنے کا مشورہ دے سکتا ہے اور کابینہ کے اِجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔وزیرِ اعظم صدر کو حکومتی سرگرمیوں سے باخبر رکھنے کا پابند ہے۔اِس طرح یہ کہا جاسکتا ہے کہ ملک کے حقیقی اِنتظامی اِختیارات وزیرِ اعظم کو حاصل ہیں۔

وزیرِ اعظم مقنّنہ کا رکن ہونے کے علاوہ قائدِ ایوان بھی ہوتا ہے۔وہ قومی اِسمبلی میں اکثریتی جماعت کا قائد بھی ہوتا ہے۔وہ مقنّنہ کے اِجلاسوں میں شرکت کرتا ہے۔تمام قانونی تجاویز (بل یا مسوّدے) وزراء وزیرِ اعظم کی مشاورت سے تیار کرتے ہیں اور اِس سلسلے میں وزیرِ اعظم کی ہدایات کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔صدر کسی بھی ایوان کا اِجلاس طلب کرتا ہے، ہر پارلیمانی سال کے آغاز پر صدر مشترکہ اِجلاس سے خطاب کرتا ہے اور مقنّنہ کے منظور کردہ قانون پر دستخط کرتا ہے۔اِختلاف کی صورت میں مقنّنہ اُس قانون کو دوبارہ بھی منظور کر سکتی ہے۔مقنّنہ کے حوالے سے وزیرِ اعظم کا سب سے اہم اِختیار یہ ہے کہ وہ قومی اِسمبلی کو توڑ سکتا ہے۔آئین کی رو سے صدر قومی اِسمبلی کے مالیاتی قوانین پر دستخط کرتا ہے۔بجٹ کی منظوری کے بعد اسے صدر کے دستخط کیلئے بھیجا جاتا ہے۔صدرِ پاکستان ملک میں مالیات کی پڑتال کیلئے آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی تقرری اور قومی اِقتصادی کونسل و قومی مالیاتی کونسل کے ارکان کا تقرر کرتا ہے۔مالیاتی مسودات وزیرِ خزانہ ہی قومی اِسمبلی میں پیش کرتا ہے۔ ملک کا سالانہ بجٹ وزیرِ اعظم کی ہدایات کے مطابق تیار اور پیش کیا جاتا ہے۔وزیرِ اعظم عملی طور پر قومی خزانے کو کنٹرول کرتا ہے۔قومی خزانے کے بارے میں قومی اِسمبلی کے بعد وزیرِ اعظم ہی بااِختیار ہے بلکہ اصل اِختیارات وزیرِ اعظم کو حاصل ہیں۔کیونکہ وزیرِ اعظم کی پارٹی کی قومی اِسمبلی میں اکثریت ہوتی ہے اور حکومت کی طرف سے پیش کردہ بجٹ کو منظور کیا جاتا ہے۔لہٰذا وزیرِ اعظم کو مالیاتی اُمور میں بھی فوقیت حاصل ہے۔

اگرچہ ملک میں اہم عہدوں پر تقرریاں صدرِ مملکت کے دستخطوں سے ہوتی ہیں لیکن اِن عہدوں کیلئے افراد کا

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

اِنتخاب وزیرِاعظم ہی کرتا ہے۔اِن عہدوں میں سفراء، فوجی جرنیل، پبلک سروس کمیشن کے ارکان، مختلف خودمختار اِداروں کے چیئر مین اور صوبائی گورنرز وغیرہ شامل ہیں۔اب وزیرِاعظم اور قائدحزبِ اِختلاف چیف الیکشن کمشنر کا نام پارلیمانی کمیٹی کو بھیجتا ہے۔اِس طرح حکومت کے خاتمہ کے بعد نگران حکومت کی نامزدگی کا اِختیار بھی وزیرِاعظم اور قائدِ حزبِ اختلاف کو حاصل ہے۔وزیرِاعظم عوام کا براہ راست قائد ہوتا ہے۔اُس کا تعلق ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت سے ہوتا ہے اور اُسکی جڑیں عوام میں ہوتی ہیں۔صدر عموماً سیاست سے بالاتر ایک معتدل شخصیت ہوتا ہے جو ملکی مفاد پر نظر رکھے ہوئے ہوتا ہے اور براہ راست سیاسی معاملات میں شرکت نہیں کرتا۔

نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ملک کا صحیح متحرک قائد وزیرِاعظم ہی ہوتا ہے جو عوام کا حقیقی نمائندہ ہوتا ہے۔صدر ایک رسمی سربراہِ مملکت ہوتا ہے۔اِس طرح آئینی نکتہ نظر سے ملک کی سیاست میں وزیرِاعظم کو برتری حاصل ہے۔

پولیس کی ذمہ داریاں
(Responsibilities of Police)

پولیس حکومت کا ایک اہم شعبہ ہے اور اِسے جغرافیائی سرحدات کے اندر امن وامان قائم کرنے کی بنیادی ذمہ داری دی گئی ہے۔پاکستان میں پولیس کو کئی اِختیارات وفرائض یا ذمہ داریاں حاصل ہیں۔بنیادی طور پر پولیس کا کام ملک کے اندر امن وامان کا قیام ہے البتہ جب حالات پولیس کے قابو سے باہر ہوں تو حکومت پولیس کی مدد کیلئے نیم فوجی دستے یا فوج طلب کرسکتی ہے۔بدامنی کا مقابلہ کرنے کیلئے پولیس کو تربیت دی جاتی ہے۔پولیس کی ذمہ داری ہے کہ دہشت گرد گروہوں اور بدامنی پھیلانے والی قوتوں کا سراغ لگائے اور نہیں کیفرکردار تک پہنچائے۔عوام کی جان ومال کی حفاظت پولیس کی اہم ذمہ داری ہے۔پولیس جرائم پیشہ افراد کو حراست میں لیتی ہے اور انہیں سزا دینے کیلئے عدالت میں پیش کرتی ہے۔جواء، شراب نوشی وفروشی، چوری، منشیات فروشی، قتل وغارت، ڈاکہ زنی، اغوا، ذخیرہ اندوزی اور بلیک مارکیٹنگ وغیرہ وہ جرائم ہیں جن کو کنٹرول کرنے کے لئے پولیس ذمہ دار ہوتی ہے۔پولیس عموماً جرائم پیشہ افراد کا مکمل ریکارڈ رکھتی ہے۔اِن کے مراکز اور گروہ معلوم کرنا پولیس کی ذمہ داری ہے۔اِس طرح جرائم کی بیخ کنی اور امن واماں کا قیام پولیس کی اولین ذمہ داری ہے۔

ٹریفک کے کنٹرول کیلئے پولیس کا ایک شعبہ ٹریفک پولیس کے نام سے کام کرتا ہے۔ٹریفک پولیس گاڑیوں کو قانون کی خلاف ورزی پر چالان کرتی ہے اور انہیں عدالت میں پیش کرتی ہے۔یہ شعبہ میڈیا کے ذریعے عوام میں ٹریفک قوانین کا

NOT FOR SALE

شعور اُجاگر کرتا ہے۔ڈرائیونگ لائسنس کا اجراء، سڑکوں پر آمدورفت اور امن وامان قائم کرنا، حادثات کی روک تھام اور جائے حادثات تک پہنچنا، سڑکوں پر گشت کرنا اور چوکیوں میں ڈیوٹی دینا پولیس کی ذمہ داری ہے۔شہروں میں ٹریفک کے مسائل حل کرنے کیلئے منصوبہ بندی کرنا اور ٹریفک قوانین کا اِحترام کروانا پولیس کی ڈیوٹی ہے۔گاڑیوں کی قانونی حیثیت معلوم کرنے کیلئے اِس کے اپنے سائنسی تحقیقی مراکز ہیں۔ہر اہم سڑک اور چوک میں پولیس کے جوان عوامی خدمت کیلئے تیار کھڑے رہتے ہیں۔اگر پولیس یہ ذمہ داری انجام نہ دیتی تو نہ جانے روزانہ کتنے حادثات ہوتے رہتے اور کتنی غیر قانونی اور مجرمانہ آمدورفت ہوتی رہتی۔

صوبائی وزیرِ اعلیٰ

(صوبائی حکومت کا اِنتظامی سربراہ)

وزیرِ داخلہ — دیگر وزراء

محکمہ پولیس — محکمہ اُمورِ داخلہ

ضلعی سطح پر پولیس کے دوشعبے ہوتے ہیں:

ا۔ تفتیشی شعبہ (Investigation Branch)

۲۔ عملیاتی شعبہ (Operational Branch)

ا۔ تفتیشی شعبہ:

پولیس کا یہ شعبہ مقدمات تیار کرتا ہے۔ہر ضلع میں اِس کا اپنا ایک سربراہ ہوتا ہے۔یہ شعبہ تھانوں میں درج مقدمات کو عدالت میں پیش کرنے کیلئے تیار کرتا ہے۔عدالت اور پولیس کے درمیان خط وکتابت اور مقدمات کا ریکارڈ رکھنا اِس برانچ کی ذمہ داری ہے۔یہ شعبہ مقدمات کی تیاری میں پولیس کے دوسرے شعبہ کے ساتھ رابطے میں ہوتا ہے۔اہم اور

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

پیچیدہ مقدمات میں حقائق معلوم کرنے کیلئے مختلف سائنسی اقدامات کرتے ہیں۔انگلیوں کے نشان (Finger Prints) کے ذریعے حقائق تک رسائی ایک اہم سائنسی عمل ہے۔اِس شعبہ میں سائنسی لیبارٹریاں ہوتی ہیں جو آتشیں آلات کی اِستعمال کے بعد اِن کے ٹکڑوں کا تجزیہ کرکے معلومات حاصل کی جاتی ہیں۔سائنسی طریقوں سے مجرموں اور ذمہ دار افراد تک رسائی حاصل کی جاتی ہے۔پولیس اپنے خفیہ اہلِ کاروں کے ذریعے کسی واقعہ سے پہلے حالات کا جائزہ لیتی ہے اور پولیس کو اِس قابل بناتی ہے کہ جرائم یا حادثات کو واقع ہونے سے پہلے ختم کردیا جائے۔خفیہ پولیس حقائق تک پہنچنے کے لئے اہم ذریعہ ہے۔پولیس کا یہ شعبہ حساس نوعیت کی معلومات بھی حاصل کرتا ہے اور اس طرح جرائم کے جال کا پتہ چلاتی ہے۔اِس سلسلے میں رضا کار شہریوں کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔

۲۔عملیاتی شعبہ:

تفتیشی سرگرمیوں اور مقدمات کی تیاری کے علاوہ باقی تمام فرائض اِس شعبہ کے ذمہ ہیں۔اِسے چھاپہ مار شعبہ بھی کہا جاتا ہے۔

بطورِ حکومتی اِدارہ فوج کا کردار

(Role of Army As a Government Institution)

ہمارے ملک میں افواجِ پاکستان ایک اہم ترین ریاستی اِدارہ ہے۔قانونی طور پر ملک کی سرحدات کے تحفظ کی ذمہ داری اور بیرونی حملوں اور جارحیت سے حفاظت کا فرض فوج کو سونپا گیا ہے۔فوج کی سب سے اہم ذمہ داری ملکی سرحدات کی حفاظت ہے۔اِس سلسلے میں پاکستانی فوج کا جذبہ اور پیشہ ورانہ مہارت کسی سے پوشیدہ نہیں۔ہر ملک کی طرح پاکستانیوں میں ترقی کی خداداد صلاحیتیں موجود ہیں لیکن اِن کو اِجتماعی مفادات اور ترقی کیلئے کام میں لانے کیلئے امن اور بیرونی خطرات سے تحفظ لازمی چیزیں ہیں۔فوج جب دیگر اُمور سے ہٹ کر اپنی اِس ذمہ داری کی طرف توجہ دیتی ہے تو عوام میں اِحساسِ تحفظ پیدا ہوتا ہے اور وہ تخلیقی سرگرمیوں پر توجہ مرکوز کرتے ہیں۔فوج باہمت، بہادر، تربیتِ یافتہ، ماہر افرادی قوت پیدا کرتی ہے۔فوج ماہرانہ قوت کے ذریعے سڑکیں، نہریں، پُل اور سرنگیں وغیرہ بناتی ہے۔شاہراہِ قراقرم کی تعمیر میں فوج نے جانی

NOT FOR SALE

قربانیاں دیں۔فوج کے اندر تعلیم وتربیت کا ایک باقاعدہ نظام موجود ہے اور ہر فرد کو اپنی تعلیمی قابلیت میں ترقی کے مواقع دیئے جاتے ہیں۔

آئین کے مطابق جب ہنگامی صورتِ حال پیدا ہوجاتی ہے اور حالات سول اِنتظامیہ کے قابو میں نہیں رہتے تو حکومت فوج کو طلب کرسکتی ہے۔پاکستان میں جب بھی قدرتی آفات، نسلی ولسانی تنازعات، امن وامان کی بگڑتی ہوئی صورتِ حال اور دہشت گردی وغیرہ جیسے مسائل سامنے آئے ہیں تو فوج کو طلب کیا گیا ہے۔سیلاب کی حالیہ تباہ کاریوں میں افواجِ پاکستان نے اہم کردار ادا کیا۔لوگوں کو نکالا، اِن کو بسایا اور اُن کو اِمداد، خوراک اور ادویات پہنچائیں۔مواصلات کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

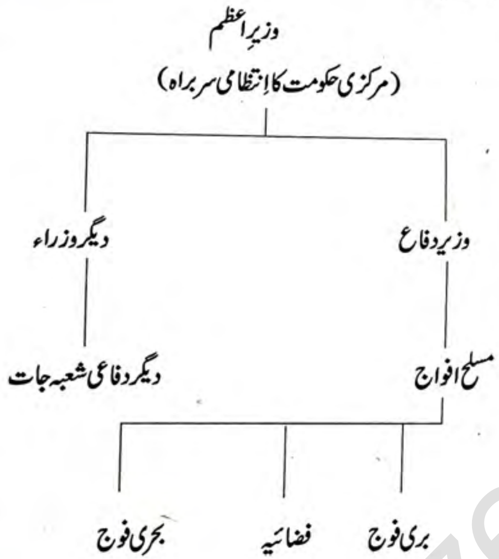

پاکستان میں فوج نے خاص تربیتی اِدارے قائم کئے اور جدید وسائنسی خطوط پر افرادی نظم ونسق کا اِہتمام کیا۔افسروں کی ایک خاصی تعداد کو صنعتی مہارت فراہم کی گئی۔آج کی صنعت میں فوج کے اہل کار نمایاں خدمات انجام دے رہے

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ہیں۔فوج ملک کی اندرونی ترقی کیلئے اِستعمال کی جاتی ہے۔دراصل فوج مستقبل میں متوقع لڑائیوں اور جنگوں کیلئے قائم کی جاتی ہے لیکن آج کے دور میں اِن کا اِمکان بہت کم ہوتا ہے۔اِسلئے فوج کو فارغ اوقات میں اندرونی تحفظ اور ترقیاتی کاموں کیلئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔پاکستان میں فوج ایک تربیتی اِدارہ بھی ہے۔لوگوں کو روایتی معاشرہ سے بھرتی کیا جاتا ہے اور انہیں ایک جدید نئی دُنیا میں ڈالا جاتا ہے۔اِس طرح یہ لوگ، فیصلہ سازی اور تغیرات کے بارے میں بیداری حاصل کرتے ہیں۔اُن کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ تعمیر وطن قربانیوں کا تقاضا کرتی ہے۔فوج میں تنظیم، پابندی، درجہ بہ درجہ ترقی، حکم اور اطاعت وغیرہ یہ سوچ پیدا کرتی ہے کہ چیزیں اہلیت اور میرٹ کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔پاکستان میں فوج اِقتصادی ترقی میں نمایاں کردار ادا کرسکتی ہے۔

پاکستان کی فوج عالمی سطح پر قیامِ امن کیلئے خدمات پیش کرتی رہی ہے۔اقوام متحدہ کی امن فوج میں پاکستان کا کردار نمایاں رہا ہے۔بدقسمتی سے یہ بات مشاہدہ میں آئی ہے کہ فوج بعض اوقات ترقیاتی اور سیاسی اُمور میں اتنی ملوث ہو جاتی ہے کہ وہ اپنا اصلی فرض یعنی دفاع بھول جاتی ہے۔اِس طرح قومی دفاع اور سلامتی کی قیمت پر ترقیاتی منصوبے اور سیاسی مداخلت بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں۔بہتر یہ ہے کہ فوج اپنی پیشہ ورانہ سرگرمیوں تک محدود رہے اور جہاں ضرورت ہو تو حکومت آئینی طور پر فوج کو ملوث کرے۔

مشق

1- درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱- پاکستان ایک جمہوری اور وفاقی ------ملک ہے۔

۲- بلوچستان کو آزادی کے بعد---------کا درجہ دیا گیا۔

۳- 28 مئی 1998ء کو----------کر کے پاکستان کو دُنیا کا ساتواں ایٹمی ملک بنا دیا گیا۔

۴- عدلیہ کے احکامات کو--------کرنا بھی عاملہ کی ذمہ داری ہے۔

۵- خفیہ پولیس-------تک پہنچنے کیلئے اہم ذریعہ ہے۔

NOT FOR SALE

2- درج ذیل سوالات کیلئے موزوں جواب یعنی الف، ب، ج یا د منتخب کر کے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانے میں لکھیں:

۱- ایوب خان نے بھارت کے ساتھ 'تاشقند----------معاہدہ' کیا۔ ☐
الف۔تجارتی ب۔ثقافتی ج۔امن د۔سفارتی

۲- سیاست میں-------اور رواداری کا رواج عام کرنے کی ضرورت ہے۔ ☐
الف۔تشدد ب۔علاقائیت ج۔عدم قبولیت د۔برداشت

۳- وزیر اعظم اور وزراء--------کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔ ☐
الف۔پارلیمنٹ ب۔عالمی برادری ج۔سارک د۔سٹیٹ بینک

۴- صدر پاکستان سپریم کورٹ کو کسی قانونی ضابطے کی------کیلئے کہہ سکتے ہیں۔ ☐
الف۔تبدیلی ب۔منسوخی ج۔خاتمہ د۔تشریح

۵- فوج کی سب سے اہم ذمہ داری ملکی--------کی حفاظت ہے۔ ☐
الف۔دفاتر ب۔بینکوں ج۔سرحدات د۔پارلیمنٹ

3- درج ذیل جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

۱- برطانوی حکومت کی بنیاد پارلیمانی جمہوریت پر تھی۔ صحیح۔غلط

۲- ملک میں پہلے عام اِنتخابات 1988ء میں غلام اِسحاق خان نے منعقد کیے۔ صحیح۔غلط

۳- جنرل ضیاء نے 1985ء میں غیر جماعتی اِنتخابات منعقد کیے۔ صحیح۔غلط

۴- مقننہ یا پارلیمنٹ بنیادی اِنسانی حقوق کی محافظ ہے۔ صحیح۔غلط

۵- پاکستان کے پارلیمانی نظام میں وزیر اعظم قائد ایوان بھی ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۶- تمام سرکاری ملازمین عاملہ کا حصہ ہیں۔ صحیح۔غلط

۷- بجٹ کی آخری منظوری عدلیہ سے لی جاتی ہے۔ صحیح۔غلط

۸- پولیس کا شعبہ وزیر دفاع کی نگرانی میں کام کرتا ہے۔ صحیح۔غلط

سرحدات

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

4- کالم ملائیں:

کالم۔الف	کالم۔ب
رضا کار	عالیہ
عدالتِ	جنرل
آڈیٹر	شہری
آئینی	اقدار
حکم	اہلیت
میرٹ	تشریحات
جمہوری	نامہ

5- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

۱۔ پاکستان میں پہلی فوجی حکومت کب اور کس نے قائم کی؟

۲۔ تحریکِ اِستحقاق سے کیا مراد ہے؟

۳۔ بجٹ یا میزانیہ کی تعریف کریں۔

۴۔ سوموٹو (Suo Moto) سے کیا مراد ہے؟

6- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

۱۔ حکومت پاکستان کی ساخت جن بنیادوں پر اساس ہے وہ تفصیلاً تحریر کریں۔

۲۔ پاکستان میں جمہوریت اور آمریت کا موازنہ کریں۔

۳۔ مقننہ سے کیا مراد ہے نیز پاکستان میں مقننہ کے اہم فرائض کیا ہیں؟

NOT FOR SALE

۴۔ عاملہ یا اِنتظامیہ کی تعریف کریں نیز پاکستان میں عاملہ کی ذمہ داریاں تفصیل سے لکھیں۔

۵۔ پاکستان میں عدلیہ کے اِختیارات پر بحث کریں۔

۶۔ درج ذیل پر نوٹ لکھیں:

الف۔ پاکستان میں پولیس کی ذمہ داریاں۔

ب۔ فوج کا بطورِ اِدارہ کردار۔

۷۔ پاکستان میں جمہوریت کو مزید مستحکم بنانے کیلئے کون کونسے اقدامات اُٹھانے چاہیے۔

عملی سرگرمیاں:

۱۔ 'پاکستان میں حکومت کو مزید جمہوری بنانے کیلئے تجاویز' اِس موضوع پر کلاس میں مباحثہ کریں۔

۲۔ 'جمہوریت میں میڈیا اور عدلیہ کی آزادی'۔ اِس موضوع پر مضمون نویسی کا مقابلہ کریں۔

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

باب ۲

بچوں اور خواتین کے حقوق

تدریسی مقاصد

اِس باب کے پڑھنے کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ لفظ "بچہ" کی تعریف کرسکیں۔
۲۔ بچوں کے حقوق پر معاہدہ کے ضرورت کی وضاحت کرسکیں۔
۳۔ بچوں کے معاہدہ میں دیئے گئے حقوق کے تحفظ، فراہمی اور شرکت کی بنیاد پر درجہ بندی کرسکیں۔
۴۔ اُن بنیادی اُصولوں کی تشریح کرسکیں جن پر بچوں کے حقوق کا معاہدہ اساس ہے۔ یعنی بچوں کے مفادات، عدم اِمتیاز، بقاء، ترقی اور شرکت۔
۵۔ بچوں کے حقوق کا موجودہ دستاویزات کا اِسلام میں بچوں کو دیئے گئے حقوق سے موازنہ کرسکیں۔
۶۔ سیکس (مادہ و نر) اور جنڈر (مذکر و مونث) میں فرق کرسکیں۔
۷۔ خواتین کے حقوق پر ایک معاہدہ کی ضرورت کی وضاحت کرسکیں۔
۸۔ خواتین کے خلاف اِمتیازات کے خاتمہ کے معاہدہ کی روشنی میں یہ دیکھ سکیں کہ کس حد تک خواتین کو یہ حقوق یقینی بنائے گئے ہیں۔
۹۔ خواتین کے حقوق پر مبنی موجودہ ہم عصر دستاویزات کا اِسلام میں دیئے گئے خواتین کے حقوق کے ساتھ موازنہ کرسکیں۔

NOT FOR SALE

بچے
(Children)

ہر وہ اِنسان بچہ ہے جو اِبتدائی عمر میں ہوتا یا ہوتی ہے اور جن کا اِنحصار والدین پر ہوتا ہے۔ وہ عملی زندگی میں قدم رکھنے اور خود اِنحصاری کے قابل نہیں ہوتا۔ مختلف ممالک نے بچوں کیلئے عمر کی ایک حد مقرر کی ہے جو دُنیا بھر میں یکساں نہیں ہے۔ سی آر سی Convention on Right of Children (CRC) کے مطابق بچے سے مراد ہر وہ انسان جس کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو۔

بچوں کے حقوق پر معاہدہ کی ضرورت
(Need of a Convention on the Rights of Children)

دُنیا بھر میں بچوں کے ساتھ زیادتی ہوتی رہی ہے۔ اِن کے بنیادی حقوق پامال ہوتے رہے ہیں اور اکثر بچوں کو غیر اِنسانی سلوک کا سامنا ہے۔ دُنیا بھر میں بچوں بچیوں سے جبری مشقت کا رواج عام ہو رہا تھا۔ یہ ظلم ترقی پذیر اور پسماندہ ممالک میں خطرناک حد تک پایا گیا۔

یتیم، بے سہارا، غریب اور معذور بچوں کو غیر اِنسانی رویّوں کا سامنا تھا اور ہے جس کو کنٹرول کرنا ہر لحاظ سے مہذب دُنیا کی ذمہ داری ہے۔

بچے بھی اِنسان ہیں اور معصوم ہیں جنہیں والدین کی محبت اور معاشرے کی شفقت کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ بچوں کی صحت، تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کی ضرورت ہوتی ہے۔ والدین کی نگرانی اور دیکھ بھال اور حکومت کی طرف سے اِن کیلئے خصوصی سہولیات اور تفریحی مقامات کی اشد ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے۔ اِسلئے ایک ایسے معاہدہ کی ضرورت تھی کہ والدین اور حکومت کو اپنے فرائض ادا کرنے پر مجبور کیا جائے۔

عالمی سطح پر بچوں کے حقوق کا کنونشن تو منظور اور لاگو کردیا گیا لیکن شاید اِس سے مقصد اب بھی حاصل نہ ہوسکا۔ بچوں کی حق تلفیاں جاری و ساری ہیں۔ بچوں کی حق تلفی کے نت نئے طریقے اور انداز اِختیار کئے گئے ہیں۔ اِسلئے

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ضرورت اس امر کی ہے کہ کنونشن کو عملی شکل دینے کیلئے ممالک کو مجبور کیا جائے کہ اس سلسلے میں ٹھوس اور مکمل منصوبہ بندی اور اقدامات کریں۔

سی آر سی میں بچوں کے تحفظ کے حقوق

(Protection to Childern rights in` CRC)

بچوں کے حقوق کا معاہدہ 2 ستمبر 1990ء سے نافذ العمل ہے۔ دُنیا کے تقریباً تمام ممالک نے اس معاہدے کی توثیق کی مگر امریکہ اور صومالیہ نے اس کی توثیق نہیں کی۔ کوئی بھی ملک اس معاہدے کا حصہ بن سکتا ہے اور ہر رکن ملک کو اس کی توثیق کرنی پڑتی ہے جسے اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے پاس جمع کرانا پڑتا ہے۔ اس معاہدے کی رو سے بچے کے تحفظ کے حقوق یہ ہیں:

۱۔ معاہدہ کے دیباچہ کے مطابق خاندان معاشرہ کی ایک بنیادی اکائی ہے اور اسکے کے ارکان خصوصاً بچوں کی فلاح اور نشوونما کیلئے ایک فطری ماحول ہے۔ ریاستوں کی ذمہ داری ہے کہ اس اِدارے کو مدد اور تحفظ فراہم کریں تا کہ اس کے ارکان معاشرہ میں اپنی پوری ذمہ داریاں سنبھال سکیں۔

۲۔ دیباچہ کے مطابق ممالک کے خیال میں رہے کہ بچے پیدائش سے پہلے اور بعد میں اپنی جسمانی اور ذہنی ناپختگی کی وجہ سے خصوصی توجہ اور تحفظ کا تقاضا کرتے ہیں۔

۳۔ معاہدے کی دفعہ 2.2 کے مطابق فریق ممالک والدین، خاندان کے ارکان اور سرپرست کے نظریات کی وجہ سے، اُن کی رائے کی وجہ سے اور اُنکی سرگرمیوں وحیثیت کی وجہ سے اُن کے بچوں کو اِمتیازات اور سزاؤں سے تحفظ کو یقینی بنائے۔

۴۔ دفعہ 3.2 کے مطابق رکن ریاستیں بچوں کے ایسے خیال اور تحفظ کی ذمہ دار ہیں جو بچوں کی فلاح کا سبب بنیں۔ اِس حوالے سے والدین، قانونی ورثاء وسرپرستوں کے حقوق وفرائض کو مدِنظر رکھا جائے گا۔ ریاستیں اس مقصد کیلئے قانون سازی کریں اور اِنتظامی اقدامات کریں۔

۵۔ دفعہ 16 کے مطابق کسی بچے کی ذاتی زندگی خاندان اور خط وکتابت میں غیر قانونی مداخلت نہیں کی جائے گی اور نہ اُن کی عزت اور شہرت پر غیر قانونی حملہ کیا جائے گا۔ بچوں کو اس حوالے سے قانونی تحفظ حاصل کرنے کا حق

NOT FOR SALE

حاصل ہے۔

۶۔ دفعہ 19 ریاستوں کیلئے بچے کو جسمانی، ذہنی تشدد اور زخمی کرنے سے بچانے کیلئے مناسب قانون سازی، اِنتظامی اِقدامات اور معاشرتی وتعلیمی اِقدامات لینا لازمی ہے۔

۷۔ معاہدہ کے دفعہ 20 کے مطابق ریاستوں کیلئے لازمی ہے کہ بچوں کو ایسے ماحول سے خصوصی تحفظ فراہم کریں جس میں وہ اپنے خاندانی ماحول سے جدا کر کے رکھے گئے ہوں اور وہ ماحول اُنکے مفادات کیلئے مناسب نہ ہو۔ ایسے بچوں کیلئے ریاست رضاعی ماؤں کا اِنتظام کرے، دارالکفالہ بنائے، گود لینے، اپنانے یا متبنّی بنانے کا اِنتظام کرے یا مناسب اِداروں میں پرورش کا اِنتظام کرے لیکن بچوں کے نسلی، نسانی، مذہبی اور ثقافتی پس منظر کو مدِنظر رکھا جائے۔

۸۔ دفعہ 21 کے مطابق بچے کو اپنانے، متبنّی بنانے یا گود لینے کے دوران ریاستوں کو دیکھنا چاہیئے کہ اس میں بچوں کا مفاد موجود ہے اور یہ کہ اس کا اِختیار مجاز اِدارے نے قانون کے اندر رہتے ہوئے دیا ہے۔

۹۔ دفعہ 32 کے مطابق ریاستیں بچوں کو اِن حالات میں تحفظ دیں گی: اِقتصادی اِستحصال، خطرناک اور نقصان دہ کام ،ایسے کام جو اُن کی تعلیم کیلئے رکاوٹ ہوں، ایسے کام جو اُن کی ذہنی، جسمانی، روحانی، اخلاقی اور سماجی ترقی کیلئے نقصان دہ ہوں۔ ریاستیں اِس مقصد کیلئے قانون سازی، اِنتظامی، سماجی اور تعلیمی اِقدامات اُٹھانے کی پابند ہیں۔

۱۰۔ معاہدہ کی دفعہ 33 کے مطابق ریاستیں بچوں کو منشیات کے اِستعمال اور ان کے کاروبار سے بچانے کی پابند ہیں۔

۱۱۔ معاہدہ کے دفعہ 35 کے مطابق رکن ممالک بچوں کی خرید وفروخت کی روک تھام کیلئے اِقدامات اُٹھانے کی پابند ہیں۔

۱۲۔ معاہدہ کے دفعہ 37 کے مطابق ریاستیں اِس بات کی پابند ہیں کہ بچوں کو غیر انسانی، اذیت ناک اور ظالمانہ سزاؤں اور کردار کش سلوک سے تحفظ فراہم کریں۔ اٹھارہ سال سے کم عمر بچوں کو کوئی بڑی سزا یا عمر قید کی سزا نہ دی جائے۔ اُن کی آزادیوں کو ختم نہ کیا جائے۔ اُن کی قید اور نظر بندی کو قانون کے مطابق بطور آخری ہتھیار اِستعمال کیا جائے۔ ایسے بچوں کو خاندان کے ارکان سے رابطہ رکھنے کی اجازت ہوگی، انہیں بڑی عمر کے قیدیوں سے دور رکھا جائے گا اور ان کی قانون تک رسائی سہل بنائی جائے گی۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۱۳۔ دفعہ 38 کے مطابق بچوں کو حتی الوسع ریاستی جنگوں سے دور رکھا جائے گا اور بچوں کو فوج میں بھرتی نہیں کیا جائے گا۔ جنگ زدہ بچوں کو خصوصی تحفظ اور توجہ دی جائے گی۔

۱۴۔ معاہدہ کے دفعہ 40 کے مطابق بچوں کو سزا دینے کیلئے تمام قانونی تقاضوں اور اِحتیاط کو مدنظر رکھا جائے گا اور یہ خیال رکھا جائے گا کہ اِس دوران بچوں میں وقار کا اِحساس پیدا ہو اور وہ اِنسانی حقوق اور آزادیوں کے قدر دان بنیں۔ یہ کہ بچے معاشرہ کے فعال رکن بننے کے قابل بن جائیں۔

سی آر سی میں بچوں کو فراہمی کے حقوق
(Provision of rights of Childern in CRC)

بچوں کے حقوق کے عالمی کنونشن میں دیئے گئے فراہمی کے حقوق درج ذیل ہیں:

۱۔ کنونشن کے دیباچہ میں ریاستوں پر زور دیا گیا ہے کہ بچوں کو خصوصی اِمداد اور توجہ کی فراہمی کی ضرورت ہے۔

۲۔ دفعہ 4 کے مطابق ریاستوں کو پابند کیا گیا ہے کہ اِس کنونشن میں بچوں کو دیئے گئے حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائیں اور اِس مقصد کے لئے قانون سازی، اِنتظامی اور دیگر مناسب اِقدامات اُٹھائیں۔ ریاستیں اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اور عالمی تعاون کو بروئے کار لاتے ہوئے بچوں کے معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔

۳۔ دفعہ 6.2 کے مطابق فریق ریاستیں بچوں کی بقاء اور ترقی کو ممکنہ حد تک یقینی بنائیں۔

۴۔ معاہدہ کی دفعہ 7 کے مطابق ریاستیں بچوں کے اِن حقوق کی فراہمی کو یقینی بنائیں کہ پیدائش کے بعد اُس کا اندراج کر دیا گیا ہے؛ پیدائش سے نام رکھنے تک کے حقوق؛ قومیت دینے کا حق اور والدین کی طرف سے خیال اور توجہ کا حق۔

۵۔ دفعہ 8 کے مطابق ریاستیں بچوں کے حقوق کا اِحترام یقینی بنائیں تا کہ بچے اپنی شناخت کو محفوظ کر سکیں جس میں اُن کی قومیت، نام اور خاندان سے تعلق وغیرہ شامل ہیں اور اِن حقوق میں غیر قانونی مداخلت کو روکا جائے۔ اگر کسی بچے سے شناخت کے کسی حصے کا حق لیا گیا ہے تو ریاستیں بچوں کو اُن کی شناخت کی بحالی میں مدد اور تحفظ فراہم

NOT FOR SALE

کریں۔

۶۔ دفعہ 9.3 کے مطابق فریق ریاستیں ایسے بچوں کو والدین سے تعلقات اِستوار کرنے اور براہِ راست رابطے پیدا کرنے کے مواقع دیں گی جو ایک یا دونوں ماں باپ سے جدا کئے گئے ہوں بشرطیکہ یہ مواقع بچے کے مفاد کے خلاف نہ ہوں۔

۷۔ بچوں کے حقوق کے کنونشن کے دفعہ 18 کے مطابق ریاستیں اِس اُصول کو تسلیم کریں گی اور اِس پر عمل یقینی بنائیں گی کہ بچے کی نشوونما اور ترقی دونوں والدین یا قانونی ورثاء کی ذمہ داری ہے۔ ریاست والدین کو اِس سلسلے میں سہولیات فراہم کرنے کی بھی پابند ہے۔ ریاستیں اِس بات کو یقینی بنائیں گی کہ کام کرنے والے والدین اس ذمہ داری سے عہد براں ہوسکیں۔

۸۔ دفعہ 24 فریق ریاستوں کو پابند بناتی ہے کہ بچوں کو اِبتدائی صحت کی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنائیں۔ تا کہ بچے ہر لحاظ سے محفوظ ہوں۔ ریاستوں کیلئے ایسی سہولیات کی فراہمی یقینی بنانا خصوصاً لازمی ہے جن سے شیر خوار بچوں کی اموات میں کمی واقع ہو؛ بچوں کی خصوصی بیماریاں زیر کنٹرول ہوں؛ مناسب خوراک کی کمی قابو میں ہو؛ صاف پانی میسر ہو؛ ماؤں کیلئے زچگی سے پہلے اور بعد کی بنیادی سہولیات اور ضروریات میسر ہوں؛ بچوں کے حوالے سے والدین کو بنیادی آگہی حاصل ہو؛ روایتی علاج اور ٹوٹکوں کے نقائص بھی والدین کو معلوم ہوں اور والدین بنیادی احتیاطی تدابیر سے واقف ہوں۔

۹۔ معاہدہ کے دفعہ 26 کے مطابق ہر ریاست بچوں کو معاشرتی تحفظ فراہم کرنے کی پابند ہے۔ یہ سہولیات بچوں کے ورثاء یا والدین کو بھی ملنی چاہیئے جو بچے کی نشوونما اور تربیت پر مامور ہوں۔

۱۰۔ دفعہ 27 کے مطابق ریاستیں بچوں کی معیاری زندگی قائم کرنے کی ذمہ دار ہیں تا کہ بچے جسمانی، ذہنی، روحانی، اخلاقی اور سماجی ترقی کر سکیں۔ ریاستیں اپنے وسائل کے اندر رہتے ہوئے اِس حق کو یقینی بنانے کیلئے والدین کو مادی وسائل کی فراہمی اور سہارا دینے والے پروگرام خصوصاً خوراک، کپڑا اور رہائش یقینی بنائیں۔

۱۱۔ دفعہ 28 کے مطابق ریاست تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ اِس سلسلے میں مساوی مواقع کی فراہمی، لازمی مفت پرائمری تعلیم، ثانوی تعلیم کی حوصلہ افزائی اور اعلیٰ تعلیم تک رسائی کو آسان بنانا، بچوں کو تعلیمی رہنمائی کی فراہمی اور بین الاقوامی تعاون اہم ہیں۔

۱۲۔ دفعہ 29 کے مطابق بچے کی تعلیم کا مقصد اُسکی شخصیت سازی، ذہنی اِستعداد اور جسمانی صلاحیتوں کو بروئے کار لانا

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ہو۔بچوں میں اِنسانی حقوق کا اِحترام، اپنی ذات اور ثقافت کی پہچان، اپنی زبان اور قومی اقدار کی پہچان، بچوں کو ذمہ دار عملی زندگی کیلئے تیار کرنا تا کہ وہ امن، رواداری، جنسی مساوات اور دوستی وغیرہ کو سمجھ سکیں۔

۱۳۔ معاہدہ کی دفعہ 39 کے مطابق ریاستیں پابند ہیں کہ ایسے بچوں کیلئے مناسب اقدامات وسہولیات کی فراہمی کو یقینی بنائیں جو نظر اندازی، اِستحصال، غلط اِستعمال، اذیت، غیر اِنسانی سلوک یا سزاؤں اور جنگ وغیرہ کے شکار رہے ہوں۔

سی آر سی میں بچوں کے شرکت کے حقوق

(Rights of Participation to Childern in CRC)

بچوں کے حقوق کے کنونشن میں بچوں کی شرکت کو یقینی بنانے کیلئے درج ذیل اِقدامات کا ذکر ہے:

۱۔ دفعہ 9 کے مطابق بچوں کو اُنکے والدین سے اُن کی مرضی کے بغیر جدا نہیں کیا جاسکتا تا کہ اُسے خاندانی زندگی میں شرکت کا حق حاصل ہو۔

۲۔ دفعہ 12 کے مطابق بچوں کے مفادات کے حوالے سے اُن کی رائے کو اہمیت دینی ہوگی۔اِس میں بچے کی عمر اور سمجھ کو مدنظر رکھنا ہوگا۔

۳۔ دفعہ 13 کے مطابق بچوں کو اِظہارِ رائے کی آزادی بشمول خیالات ومعلومات کی تلاش، حصول اور پھیلانے کا حق حاصل ہے۔لیکن کسی کی بے عزتی، قومی سلامتی، امن اور اخلاقیات کی قیمت پر نہیں۔

۴۔ دفعہ 14 کے مطابق ریاستیں بچوں کی فکری، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا اِحترام کریں گی۔

۵۔ معاہدہ کے دفعہ 15 کے مطابق ریاستوں کو بچوں کی تنظیم سازی اور پُر امن اِجتماعات کی آزادی کو تسلیم کرنا پڑے گا۔بشرط یہ کہ اِس سے دوسروں اور ریاست کو نقصان نہ ہو۔

۶۔ دفعہ 17 کے مطابق ریاستیں بچوں کیلئے ذرائع ابلاغ کی اہمیت کو تسلیم کریں۔بچوں کو میڈیا کے ذریعے معلومات کا حصول ممکن بنایا جائے جو اُن کی پائیدار اور صحت مند ترقی کیلئے ضروری ہوں۔میڈیا ہر قسم کے بچوں کی سمجھ اور زبان کو مدنظر رکھے۔ریاستیں بچوں کو ایسی معلومات سے بچائیں جو اُن کی فلاح اور صحت مند ارتقاء کیلئے خطرناک ہوں۔

۷۔ دفعہ 23 کے مطابق ریاستوں کی ذمہ داری ہے کہ ذہنی یا جسمانی طور پر معذور بچوں کو ایسا ماحول فراہم کریں جس میں ایسے بچے باوقار، باعزت، مکمل اور خود اِنحصار زندگی گزار سکیں اور وہ معاشرہ میں سرگرم شرکت کر سکیں۔
ریاستیں ایسے بچوں اور اُن کے جائز کفیلوں کو اپنے وسائل کے اندر خصوصی سہولیات فراہم کرنے کی بھی ذمہ دار ہیں۔ریاستیں اِس سلسلے مین عالمی تعاون اور معلومات کی آپس میں شراکت کی بھی ذمہ دار ہیں۔

۸۔ دفعہ 30 کے مطابق ایسی ریاستیں جہاں نسلی، مذہبی یا لسانی اقلیتیں وغیرہ ہوں تو اُن کے بچوں کو اُن کی اپنی ثقافت میں پھلنے پھولنے، اپنے مذہب پر عمل کرنے اور اپنی زبان اِستعمال کرنے کے پورے مواقع دیئے جائیں گے تا کہ وہ اپنی برادری میں بھر پور شرکت کر سکیں۔

۹۔ معاہدہ کی دفعہ 31 کے مطابق ریاستیں بچوں کے آرام وسہولت، کھیل کود اور تفریحی سرگرمیوں وغیرہ کے حقوق تسلیم کریں گی۔تا کہ بچوں کو ثقافتی، فنون، تفریحی اور آرام کی سرگرمیوں میں شرکت کے مناسب اور مساوی مواقع میسر ہوں۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

بچوں کے حقوق کے کنونشن کے بنیادی اُصول

(Basic Principles of CRC)

بچوں کے حقوق کا عالمی کنونشن (Convention on the Right of the Children-CRC) کئی اہم اُصولوں پر مبنی ہے۔ معاہدہ پر دستخط کرنے والے ممالک کیلئے لازمی ہے کہ وہ اِس معاہدہ کی توثیق کریں یعنی اُن ممالک کے مقتدر اِدارے یا حاکم اِس کی منظوری دیں۔ یہ منظوری اقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے پاس جمع کرانا پڑتی ہے۔ اب تک دُنیا کے تقریباً تمام ممالک نے اِس پر دستخط کیے اور امریکہ وصومالیہ کے علاوہ سب نے اِس کی توثیق بھی کی ہے۔ صومالیہ نے توثیق کرنے کا عندیہ ظاہر کیا ہے۔ اِس کی توثیق کرنے والے ممالک اِس معاہدہ پر عمل درآمد کے پابند ہیں۔ عالمی معاہدات میں توثیق کے حوالے سے یہ سب سے بڑا معاہدہ ہے یعنی اِس کے علاوہ کسی اور معاہدہ کی اتنی بڑی تعداد میں ممالک نے توثیق نہیں کی۔ توثیق کرنے والے ممالک بین الاقوامی قانون کے پابند ہوجاتے ہیں۔ توثیق کرنے والے ممالک کا اِس معاہدہ پر عمل اور مقاصد کی نگرانی کرنا اقوام متحدہ کے بچوں کے حقوق کی کمیٹی کے ذمہ ہے۔ یہ کمیٹی ہر سال اپنی رپورٹ پیش کرتی ہے۔ ریاستوں کی حکومتیں اقوامِ متحدہ کی کمیٹیوں کو خاص مدت کے اندر اپنی سرگرمیوں اور بچوں کی فلاح وترقی کے بارے میں رپورٹیں پیش کرتی ہیں اور کبھی کبھی اِن حکومتوں کو اِس کمیٹی کے سامنے پیش بھی ہونا پڑتا ہے۔

اِس معاہدہ کا ایک اہم اُصول بچوں کے والدین اور سرپرستوں کا خصوصی کردار ہے۔ بچوں کی پرورش کے ذمہ داروں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اِن متعلقین کو خصوصی مراعات اور سہولتوں کی فراہمی کیلئے تاکید کی گئی ہے۔ معاہدہ کی بنیاد اِس اُصول پر ہے کہ بچوں کو رائے کے اِظہار کی نہ صرف آزادی ہو بلکہ مجاز اِداروں کو سُننا بھی پڑے گا اور جہاں مناسب ہو اِن پر عمل بھی کیا جائے گا۔ معاہدہ میں اِظہارِ رائے کی آزادی پر زور دیا گیا ہے اور بچوں کو خود یا اپنے نمائندہ کے ذریعے اپنی بات کرنے کا مکمل اِختیار دیا گیا ہے۔

بچوں کے حقوق کے عالمی کنونشن میں بچوں کو بڑی سزائیں یا عمر قید وغیرہ کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے تاکہ بچہ مستقبل میں ایک مفید اور باعزت شہری بنے۔ اِس مقصد کیلئے اُسے اِصلاحی قسم کی سزائیں دینے کیلئے کہا گیا ہے۔ بچوں کو سزائیں دیتے وقت اِنتہائی احتیاط کا مظاہرہ کرنے کو کہا گیا ہے۔ سزائیں ظالمانہ، غیر اِنسانی، شدید، اذیت ناک اور شخصیت مسخ کرنے والی نہ ہوں۔ چونکہ یہ معاہدہ ریاستوں کے درمیان ہے۔ اِسلئے بچوں کے حقوق کے حوالے سے زیادہ ذمہ داریاں ریاستوں پر

NOT FOR SALE

ڈالی گئی ہیں۔ ریاستوں کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ اِس معاہدہ پر عمل درآمد کرنے کیلئے قانون سازی کرے اور اِنتظامی اِقدامات کریں۔ ریاستوں کو اِس سلسلے میں اقوامِ متحدہ کے سامنے جواب دہ بھی قرار دیا گیا ہے۔ اِس معاہدہ میں بچوں کے مفادات کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ ریاستوں کیلئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ بچوں کے مفادات کی روشنی میں سرگرمیاں سرانجام دیں۔ اِس سے پہلے بچوں کے مفادات کا عالمی سطح پر کوئی خاص خیال نہیں رکھا گیا۔ اِس معاہدے کا کلیدی نکتہ یہ بھی ہے کہ بچوں کو عالمی سطح پر مساوی حیثیت دی جائے۔ تمام بچوں اور بچیوں کو رنگ، نسل، مذہب، زبان، جنس، عمر، عقیدہ، جسمانی یا ذہنی کیفیت، حیثیت اور دیگر اِمتیازات سے بالاتر ہو کر مساوی حیثیت یقینی بنانا اِس معاہدہ کا اہم مقصد ہے۔

بچوں کے حقوق کے کنونشن میں دیئے گئے حقوق اور اِسلام میں بچوں کے حقوق کا موازنہ

(Comparison of Rights of Children in Children Rights (CRC) Convention and Rights of Children in Islam)

ذیل میں بچوں کے حقوق کی کنونشن میں دیئے گئے حقوق اور اِسلام میں بچوں کے حقوق کا موازنہ پیش کیا جا رہا ہے:

خاندانی زندگی:

بچوں کے حقوق کے کنونشن میں دیئے گئے حقوق خصوصاً بچوں کے حقوق کے عالمی معاہدہ میں خاندان کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے اور ریاستوں کو خاندانی زندگی کے تحفظ اور مدد کا پابند بنایا گیا ہے۔ یہ اِسلئے کہ خاندان بچوں کی نشوونما کیلئے ایک فطری ماحول فراہم کرتا ہے۔ اِسلام میں بچوں کے حقوق کے حوالے سے خاندانی زندگی کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ بچوں کا حق ہے کہ وہ والدین سے محبت اور شفقت حاصل کریں۔ اُن کو مساوی حیثیت ملنا بھی اُن کا حق ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 233 کے مطابق ارشادِ پاک ہے ''اور مائیں بچوں کو پورے دوسال تک اپنا دودھ پلائیں۔'' اِس سے اِسلام میں خاندانی زندگی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

عزتِ نفس کا اِحترام:

سی ار سی میں بچوں کی عزت نفس کا اِحترام کرنے پر زور دیا گیا ہے۔معاہدہ کی دفعہ 16 کے مطابق بچوں کی عزت وشہرت کی حفاظت کو یقینی بنایا جائے گا۔دفعہ 37 کے مطابق ریاستیں اِس بات کی پابند ہیں کہ بچوں کو غیر اِنسانی، اذیت ناک اور ظالمانہ سزاؤں اور کردار کش سلوک سے تحفظ فراہم کرے۔آپ ﷺ کے مطابق بچوں کی عزتِ نفس کا خیال رکھنا چاہیئے۔اِسلام سے پہلے عرب بچوں کو اپنی ملکیت (جائیداد) سمجھتے تھے۔قرآن نے اِس کی سختی سے نفی کی۔بچوں کے عالمی کنونشن میں بھی اِس کی نفی کی گئی ہے۔دفعہ 19 کے مطابق ریاستوں کیلئے بچے کو جسمانی اور ذہنی تشدد، زخمی کرنے یا اُنکے ناجائز اِستعمال، نظر اندازی، بُرے سلوک اور اِستحصال وغیرہ سے بچانے کیلئے مناسب قانون سازی، اِنتظامی اِقدامات اور معاشرتی وتعلیمی اِقدامات لینا لازمی ہے۔قرآن میں اُنیس آیتوں میں یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ سخت اور ظالمانہ سلوک کی ممانعت کی گئی ہے۔بچوں کا حق ہے کہ اُن کو جسمانی اور اخلاقی نقصان سے بچایا جائے۔اسلام میں بچوں کو وراثت کا حق دیا گیا ہے۔

رضاعی ماں اور گود لینا:

معاہدہ کی دفعہ 20 کے مطابق ریاست یتیم بچوں کیلئے رضاعی ماؤں کا اِنتظام کرے، اِسلامی دارالکفالہ بنائیں، گود لینے، اپنانے یا متبنیٰ بنانے کا اِنتظام کرے یا مناسب اِداروں میں پرورش کا اِنتظام کرے۔اِسلام میں رضاعی ماؤں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔عربوں میں رضاعی ماں کا رواج موجود تھا یعنی بچوں کو دوسری خواتین دودھ پلاتی تھیں۔

منشیات سے بچاؤ:

عالمی معاہدہ میں ریاستیں بچوں کو منشیات کے اِستعمال اور اِن کے کاروبار سے بچانے کی پابند ہیں۔ اِسلام میں ہر نسان کیلئے منشیات کے کاروبار اور اِستعمال پر پابندی ہے۔اِس طرح بچے بھی اِس میں شامل ہیں۔

تعلیم:

کنونشن میں بچوں کی تعلیم کی بڑی تاکید کی گئی ہے۔ریاست اور والدین پر کئی ذمہ واریاں ڈالی گئی ہیں۔تعلیم بچوں کا ن ہے۔آپ ﷺ کا اِرشاد ہے کہ ایک باپ اپنے بچے کو تعلیم سے زیادہ کوئی اچھی چیز نہیں دے سکتا۔جنگ بدر میں غیر مسلم یوں کی آزادی کیلئے یہ شرط رکھی گئی کہ جس نے دس مسلمان بچوں کو پڑھایا تو اُسے آزادی دی جائے گی۔اِس سے دُنیاوی علم اہمیت بھی واضح ہوجاتی ہے۔ بخاری کی کتاب العلم میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں ساری رات نوافل پڑھنے میں ارے تو اِس سے بہتر ہے کہ وہ بچے کو ادب سکھائے۔اِسلام میں حصولِ تعلیم کیلئے کوئی جنسی تفرقہ نہیں۔

NOT FOR SALE

والدین کی ذمہ داریاں

معاہدہ کی دفعہ 7 کے مطابق ریاستیں بچوں کے والدین کی طرف سے اُن کے خیال اور توجہ کا حق یقینی بنائیں۔معاہدہ میں بچوں پر رحم اور مہربانی کی تاکید کی گئی ہے۔اِسلام میں بچوں کو کھلانے، کپڑے دینے اور تحفظ دینے کے حقوق دیئے گئے ہیں یہاں تک کہ وہ بلوغت تک پہنچیں۔قرآن میں سورۃ بقرہ کے مطابق ''اور جس کا بچہ ہے اُس کے ذمہ ہے اُن کا کھانا اور کپڑے قاعدہ کے موافق۔'' بچوں کا حق ہے کہ وہ والدین سے محبت اور شفقت حاصل کریں۔اُن کو مساوی حیثیت ملنا بھی اُن کا حق ہے۔اُن سب کو مساوی مالی تحفے ملیں۔حضرت عمرؓ نے ایک باپ اور بیٹے کا فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا کہ ایک بیٹے کے باپ کے اوپر یہ حقوق ہیں کہ بچے کیلئے ایک اچھی ماں چُن لے، اُسے اچھا نام دے اور اُسے قرآن سکھائے۔والدین اور قانونی ورثاء کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں سے پیار وشفقت کریں۔سنتِ مبارکہ بچوں سے پیار اور شفقت کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک صحابی ایک دن آپ ﷺ کے ساتھ راستے پر جا رہے تھے۔آپ ﷺ حضرت فاطمہؓ کے خیمے کی طرف چل پڑے اور بچوں کے بارے میں پوچھا۔اچانک حضرت حسنؓ دوڑ نکلے اور آپ ﷺ کے ساتھ بغل گیر ہوئے۔آپ ﷺ فرمانے لگے اے اللہ میں اِس سے محبت کرتا ہوں، میں اِس سے محبت کرتا ہوں اور ہر اُس سے محبت کرتا ہوں جو اِس سے محبت کرتا ہے۔آپ ﷺ نے صحابیؓ کے سامنے اُس کو چوما۔صحابیؓ نے فرمایا یا رسول اللہ میرے تو دس بچے ہیں اور میں نے کسی ایک کو آج تک نہیں چوما۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ جو دوسروں پر رحم نہ کھائے اُس پر رحم نہیں ہوگا۔

خرید وفروخت:

بچوں کے حقوق کے عالمی کنونشن میں بچوں کی خرید وفروخت پر قابو پانے کیلئے ریاستوں کو پابند کر دیا گیا ہے۔

شناخت:

دفعہ 8 کے مطابق ریاستیں بچوں کے حقوق کا اِحترام یقینی بنائیں تاکہ بچے اپنی شناخت کو محفوظ کر سکیں جس میں اُن کی قومیت، نام اور خاندان سے تعلق وغیرہ شامل ہیں اور اِن حقوق میں غیر قانونی مداخلت کو روکا جائے۔اگر کسی بچے سے شناخت کے کسی حصے کا حق لیا گیا ہے تو ریاستیں بچوں کو اُن کی شناخت کی بحالی میں مدد اور تحفظ فراہم کریں۔اِسلام سے پہلے کے عرب معاشرہ میں گود لینے اور اپنانے کا رواج عام تھا۔گود لیا ہوا یا اِختیار کیا ہوا بچہ گود لئے والدین کا نام اور خاندان کا نام

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com

Whatsapp: 03025247378

Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

اِستعال کرتا۔ اِسلام نے اِس رواج کی اِس انداز میں اِسلئے نفی کی کہ اِس سے شادی بیاہ اور وراثت کے مسائل پیدا ہوتے تھے۔ اِس عمل کو ایک مصنوعی عمل قرار دیا گیا جس میں بچے اور والدین کے نہ خونی رشتے ہوتے ہیں اور نہ حقیقی جذباتی تعلق۔ بچوں کو اصلی والدین کے نام سے پکارنا چاہیئے۔

تحفظ، بقاء اور سلامتی:

بچوں کے حقوق کے عالمی کنونشن میں بچوں کے تحفظ، بقاء اور سلامتی وغیرہ پر زور دیا گیا ہے۔ دفعہ 6.2 کے مطابق فریق ریاستیں بچوں کی بقاء اور ترقی کو ممکنہ اور بڑی حد تک یقینی بنائیں۔ سورۃ بنی اِسرائیل کی آیت 31 کے مطابق ارشادِ خداوندی ہے کہ "اور اپنی اولاد کو ناداری کے اندیشہ سے قتل مت کرو کیونکہ ہم اُن کو بھی رزق دیتے ہیں اور تم کو بھی۔ بے شک اُن کا قتل کرنا بڑا بھاری گناہ ہے۔" دیوتاؤں کے نام پر بچوں اور بچیوں کو قربان کرنے کی ممانعت کی گئی اور بچیوں کو معاشرتی بے عزتی سے بچنے کیلئے زندہ دفن کرنے کے رواج کو ختم کر دیا گیا۔ بیٹا اللہ کی نعمت اور بیٹی کو رحمت قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا اِرشاد ہے کہ بچوں کو مالی تحائف دینے میں اِنصاف سے کام لو۔ اگر مجھے کسی جنس کو ترجیح دینا ہوتی تو میں مالی تحائف دینے میں لڑکیوں کو لڑکوں پر ترجیح دیتا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس کی بیٹی ہو اور وہ اُسے زندہ نہ گاڑے اور اُس کی توہین نہ کرے اور اپنے لڑکوں کو اِس پر ترجیح نہ دے اللہ اُسے جنت میں داخل کرے گا۔

یتیم بچے:

معاہدہ کے دفعہ 20 میں ایسے بچوں کا ذکر ہے جو والدین سے جدا ہوں تو اُن کی طرف خصوصی توجہ، تعلیم و تربیت اور نگرانی کے اِنتظامات کی تاکید کی گئی ہے۔ اِن میں یتیم بچے بھی شامل ہیں۔ قرآن میں اُنیس آیتوں میں یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ سخت اور ظالمانہ سلوک کی ممانعت کی ہے۔ اِس بات کی تاکید کی گئی ہے کہ اِن بچوں کے ساتھ نرمی اور اِنصاف کا سلوک کیا جائے۔ یتیم کو دھوکہ دینے والوں کو خبردار کیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم خود یتیم تھے۔ یتیم کو کھلانے والے کو بشارت دی گئی ہے۔ جو یتیم کا مال کھاتے ہیں تو جہنم میں اُن کے پیٹ آگ سے بھر دیئے جائیں گے۔ اِسلام یتیم کی دولت اور ملکیت کے تحفظ پر بہت زور دیتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں ساتھ رکھا تو اللہ نے اُس کیلئے جنت لازم ٹھہرا دی سوائے اِس کے کہ کوئی ایسا گناہ کرے جس کی بخشش نہ ہو سکے۔

NOT FOR SALE

جسمانی اور اخلاقی تربیت:

معاہدہ میں اِس بات پر زور دیا گیا ہے کہ بچوں کے جسمانی اور اخلاقی تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔ بچوں کو ایسے ماحول سے بچایا جائے جہاں اُن کے جسمانی اور اخلاقی بگاڑ کے اِمکانات ہوں۔

بچوں کے حقوق کے عالمی کنونشن میں کئی ایسی چیزیں ہیں جن کا ذکر اِسلام میں تو نہیں لیکن اِسلام نے اُن کی ممانعت بھی نہیں کی بلکہ بالواسطہ انداز سے اُن چیزوں کی حوصلہ افزائی کی۔ مثال کے طور پر معاہدہ کے فریقین چونکہ ریاستیں ہیں اِسلئے اِس معاہدہ میں ریاستوں پر زیادہ ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں جبکہ اِسلام میں والدین کی ذمہ داریاں زیادہ ہیں اور ریاست کی ذمہ داریوں کا زیادہ ذکر نہیں۔ معاہدہ میں بچوں کے حقوق کے حوالے سے والدین کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے اور ریاستوں کو والدین کے ایسے حقوق یقینی بنانے کی ہدایت کی گئی ہے جو بچوں کیلئے اہمیت کے حامل ہیں۔ تاہم اِسلام میں بچوں پر والدین کے حقوق کے اِحترام پر زور دیا گیا ہے۔ معاہدہ میں بچوں کے حوالے سے ریاستی قانون سازی کو مرکزی نکتہ قرار دیا گیا ہے جبکہ اِسلام میں ایسی قانون سازی کا خاص ذکر نہیں۔ بچوں کو جنگ سے دور رکھنے اور فوج میں بھرتی نہ کرنے کی بات کی گئی ہے۔ اِسلام میں جنگ بدر میں بچوں نے جہاد میں عملی حصہ لیا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم جب بھی اِسلامی لشکر کشی کا حکم صادر فرماتے تو ہدایات میں بوڑھوں، عورتوں، فصلوں، جانوروں اور بچوں کو جنگ سے بچانے کی ہدایت دیتے۔ معاہدہ کی دفعہ 15 کے مطابق ریاستوں کو بچوں کی تنظیم سازی اور پُرامن اِجتماعات کی آزادی کے حقوق حاصل ہیں۔ دفعہ 17 کے مطابق ریاستوں کو بچوں کیلئے ذرائع ابلاغ کی اہمیت تسلیم کرنی پڑے گی۔ بچوں کو میڈیا کے ذریعے معلومات کا حصول ممکن بنایا جائے جو اُن کی پائیدار اور صحت مند ترقی کیلئے ضروری ہوں۔ میڈیا بچوں کی سمجھ اور زبان کو مدنظر رکھے۔ اگرچہ اِسلام میں براہ راست یہ حقوق بیان نہیں کئے گئے لیکن انہیں منع بھی نہیں کیا گیا اور آج کی اِسلامی ریاست اِن حقوق کو لاگو کر سکتی ہے۔

خواتین کے حقوق
(Women Rights)

خواتین دُنیا کی نصف آبادی ہے۔ آج دُنیا میں اِن کے حقوق کا معاملہ بڑے زور وشور سے زیرِ بحث ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق خواتین کے حقوق وہ حقوق ہیں جو عورتوں اور مردوں کے درمیان سماجی اور قانونی برابری کی حالت کو فروغ دیتے ہیں۔ دُنیا کے ہر معاشرہ اور مذہب میں خواتین کے حقوق مقرر ہیں تاہم اُن کے انداز میں فرق ہے اور کہیں پر اِن

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

حقوق کو عملی جامہ نہیں پہنایا جا رہا۔ تاہم ہر معاشرہ کو ثقافتی و سماجی اقدار اور مذہبی تعلیمات کی روشنی میں خواتین کے حقوق کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے۔ جہاں خواتین کو غیر اِنسانی سلوک کا سامنا ہے اُس کا سدِ باب بھی ہونا چاہیئے۔

نر مادہ (Sex) اور مذکر مونث (Gender)

حیوانات و نباتات میں تولیدی خصوصیات کے حوالے سے دو اقسام ہیں جنہیں نر و مادہ کہا جاتا ہے۔ مذکر اور مونث ایسی خصوصیات کو کہا جاتا ہے جو نر اور مادہ میں فرق کو واضح کرتی ہے۔ مثال کے طور پر اِنسانی آواز ایک ایسی مذکر یا مونث خصوصیت ہے جسے سُن کر آپ یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ نر کی آواز ہے یا مادہ کی۔ مرد اور عورت معاشرہ میں اپنا اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ اِن کرداروں میں فرق ہوتا ہے اور یہ فرق اُن کی مذکر و مونث خصوصیات میں فرق کی وجہ سے ہوتا ہے۔ تذکیر و تانیث اُن خصوصیات کو کہا جاتا ہے جو ایک ثقافت یا معاشرہ ایک جاندار کو نر و مادہ ہونے کی وجہ سے دیتے ہیں۔

جنس مرد و زن یا نر و مادہ میں حیاتیاتی، طبعی اور وراثتی اِختلاف کا نام ہے جبکہ مذکر و مونث جنس کی بنیاد پر وہ کردار ہیں جن کا تعین معاشرہ کی سماجی، معاشی، سیاسی اور ثقافتی قوتیں کرتی ہیں۔

خواتین کے خلاف اِمتیازات ختم کرنے کا کنونشن
اور اِسلام میں خواتین کے حقوق کا موازنہ
(Convention on Elimination of Discrimination Against Woman-CEDAW and Its Comparison with Women Rights in Islam)

ذیل میں خواتین کے حقوق کے عالمی کنونشن اور اِسلام میں خواتین کے حقوق کا موازنہ پیش کیا جا رہا ہے:

مساوی حیثیت اور اِمتیازات کا خاتمہ:

کنونشن کی دفعہ 2 کے مطابق تمام فریق ریاستیں خواتین کے خلاف ہر قسم کے اِمتیازات کی مذمت کرتی

NOT FOR SALE

تیں۔ ہر ریاست فوری اور مناسب اِقدامات کرے گی تا کہ خواتین کے خلاف اِمتیازات کا خاتمہ ہو۔ خواتین کی مساوی حیثیت کو یقینی بنانے کیلئے اقدامات کیے جائیں گے۔ دفعہ 15 کے مطابق مرد و خواتین کو قانون کی نظر میں مساوی حیثیت دی جائے گی۔ دفعہ 4 کے مطابق مرد و خواتین کیلئے غیر مساوی اور جداگانہ معیار قائم نہیں کیے جائیں گے۔ دفعہ 5 کے مطابق ریاستیں وہ تمام اِقدامات اُٹھائیں گی جو مرد و خواتین کے درمیان عدم مساوات، تفریق، کسی جنس کی اعلیٰ و ادنیٰ حیثیت اور کسی بھی جنس کے کردار کو بڑھا چڑھا یا گھٹانے کا رواج، روایت یا دیگر سرگرمیوں کو ختم کرے۔ دفعہ 13 کے مطابق ریاستیں مرد و خواتین کی سماجی، معاشی اور ثقافتی زندگی میں عدم مساوات و اِمتیازات کا خاتمہ کرے گی۔

اِسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اِسلام میں خواتین کے حقوق کا تفصیلی ذکر موجود ہے۔ روحانی حقوق سے مراد یہ ہے کہ اِسلام نے مرد و زن کو یکساں حقوق دیئے ہیں۔ کسی کی کسی پر کوئی بالادستی نہیں ہے۔ سورۃ النساء آیت 124 کے مطابق ''جو ایمان والا ہو مرد یا عورت اور وہ نیک اعمال کرے یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے۔ اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف کے برابر بھی اُن کا حق نہ مارا جائے گا۔'' اِس طرح سورۃ النحل آیت 97 کے مطابق ''جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن ایمان والا ہو تو ہم اِسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور اُن کے اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔'' سورۃ آل عمران کی آیت نمبر 195 کے مطابق ''میں تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہرگز ضائع نہیں کرتا۔'' اِسلام میں خواتین کا مرد کے مساوی ہونا اُن کا حق ہے۔ اِسلام میں اخلاقی فرائض مساوی ہیں تو اِسطرح اخلاقی حقوق بھی برابر ہیں۔ اِسلامی قانون کی نظر میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ قرآن کا حکم ہے کہ قاتل مرد ہو یا عورت اُسے سزائے موت دی جائے گی۔ اگر مقتول کا وارث خواہ مرد ہو یا عورت اگر قاتل کو معاف کریں یا خون بہا لیں تو دونوں کو یہ حق حاصل ہے۔ اِسلام میں خواتین کو گواہی دینے کا حق حاصل ہے۔

اِحترام و تحفظ:

کنونشن کی دفعہ 6 کے مطابق تمام فریق ریاستیں خواتین کی خرید و فروخت، اِستحصال اور کمائی کیلئے جنسی تعلقات پر پابندی لگانے کے ذمہ دار ہونگے۔ دفعہ 9 کے مطابق خواتین کو مرد کے مساوی اپنی قومیت رکھنے یا تبدیل کرنے کا حق ملنا چاہیئے۔ انہیں یہ تحفظ دینا ہوگا کہ شوہر کی قومیت لازمی اور جبری طور پر خواتین پر لاگو نہیں۔ اِسلام نے خواتین کو مرد کی طرح کئی اِقتصادی حقوق دیئے ہیں۔ ایک لڑکی بھی جائیداد رکھ سکتی ہے، اِسے بیچ سکتی ہے اور بغیر کسی مشورے کے اپنی جائیداد سے دستبردار ہو سکتی ہے خواہ وشادی شدہ ہو یا کنواری۔ اِسلام نے خواتین کیلئے حقِ مہر مقرر کیا ہے سورۃ النساء کی آیت نمبر 4 کے مطابق ''اور عورتوں کو اُن کے مہر خوشی سے دے دو۔'' مگر افسوس اِس بات کا ہے کہ ہم برائے نام مہر مقرر کرتے ہیں جو اچھی

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

بات نہیں۔ اِسلام نے خواتین کیلئے وراثت میں حصہ مقرر کیا ہوا ہے۔ اِسلام میں خواتین کے بطورِ بیٹی، بیوی، ماں اور بہن کے کئی معاشرتی حقوق مقرر کیے ہیں۔ اِسلام سے پہلے لڑکیوں کو پیدائش کے فوراً بعد زندہ دفن کیا جاتا تھا لیکن اِسلام نے اِس کو منع کیا۔ حدیث پاک میں ذکر ہے کہ ''کوئی شخص بھی دو بیٹیوں کو پالتا ہے اُن کی اچھی طرح دیکھ بال کرتا ہے اور محبت وشفقت سے اُن کی پرورش کرتا ہے وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' اِسلام نے خواتین کو معاشی اور سماجی تحفظ فراہم کیا ہے۔ اِس طرح تہمت لگنے سے تحفظ کا حق بھی عورت کو حاصل ہے۔ سورۃ النور آیت نمبر 4 کے مطابق ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کاری کی تہمت لگائیں پھر چار گواہ پیش نہ کرسکیں تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور کبھی بھی اُن کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہ فاسق لوگ ہیں۔'' قانونی طور پر خواتین کو شادی کے بعد اپنے نام کے ساتھ باپ یا شوہر کے نام لگانے کا حق حاصل ہے۔

تعلیم:

کنونشن کا دفعہ 10 مرد و خواتین کو حصولِ تعلیم کیلئے ہر میدان میں مساوی مواقع فراہم کرتا ہے۔ اِس طرح جسمانی تعلیم اور کھیل کود کے مساوی مواقع دیئے جائیں گے۔ اِسلام میں خواتین کیلئے تعلیم کی اہمیت اور حق اِس حقیقت سے واضح ہے کہ حضرت عائشہؓ کی ایک مشہور طالبہ اروی بنت زبیر کے مطابق آپ نے قرآن فہمی، احکامات کی پیروی، قانون کی پابندی، ادب، شاعری اور تاریخِ عرب میں حضرت عائشہؓ سے بڑا اسکالر کوئی نہیں دیکھا۔ آپؓ طب کا علم بھی رکھتی تھیں اور قانونِ وراثت میں بھی ماہر تھیں۔ آپؓ نے 88 علماء کو پڑھایا اور 2219 احادیث کی راوی ہیں۔ حضرت صفیہؓ، حضرت ام سلمیٰؓ اور حضرت ام سلیمؓ کی علمیت کے بارے میں بھی ثبوت موجود ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ اِس سے ثابت ہے کہ تعلیم حاصل کرنا مرد و زن دونوں کا حق ہے۔

پیشہ وملازمت:

دفعہ 11 کے مطابق فریق ریاستیں خواتین کو اپنی مرضی کی ملازمت و پیشہ اِختیار کرنے کے مساوی مواقع فراہم کرے گی۔ اِس حوالے سے خواتین کے ساتھ کوئی اِمتیاز روا نہیں رکھا جائے گا۔ دورانِ حمل اُن کو خطرناک کام کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور اِس حوالے سے خواتین کو مکمل قانونی تحفظ حاصل ہوگا۔ اِسلام میں خواتین کو ملازمت اِختیار کرنے کی اِجازت ہے بشرط یہ کہ شریعت کے دائرہ کے اندر ہو۔ قرآن واحادیث میں ایسا کوئی ذکر نہیں کہ عورت ملازمت نہ کرے۔ اگر خود ضرورت محسوس نہ کرے تو خواتین کو ملازمت اِختیار کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ شوہر کو تو بیوی کی حلال کمائی میں سے کچھ نہ لینے کا پابند بھی بنایا گیا ہے۔ عورت ملازمت کے دوران جو کماتی ہے وہ اُس کی اپنی آمدن ہے اور اِسے گھر

میں خرچ کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔ بیوی کتنی دولت مند کیوں نہ ہو لیکن بیوی کو روٹی، کپڑہ اور مکان مہیا کرنا شوہر کی ذمہ داری ہے۔

شادی بیاہ:

دفعہ 16 کے مطابق ریاستیں اِس بات کے پابند ہیں کہ خواتین سے متعلق شادی بیاہ اور خاندانی تعلقات کے حوالے سے تمام اِمتیازات کا خاتمہ کرے۔ شادی میں برابر کی رائے، شوہر کا اِنتخاب، اپنی مرضی سے شادی کرنے کی اِجازت، شادی کے بعد مساوی ذمہ داریاں اور ازدواجی تعلق ختم کرنے کا مساوی حق، بچوں کے حوالے سے مساوی ذمہ داریاں، بچوں میں وقفہ کے حوالے سے مساوی حق، ملکیت اور نظم ونسق کے مساوی حقوق وغیرہ کو یقینی بنانا ریاستوں کی ذمہ داری ہے۔

خواتین کا شادی کرنا اُن کا حق ہے اور شادی میں عورت کی مرضی معلوم کرنا بھی اُس کا حق ہے۔ صحیح بخاری کی جلد سات کے باب 43 کی 69 حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے کہ ''ایک خاتون کو اُس کے والد نے اُس کی مرضی کے خلاف شادی پر مجبور کیا اور وہ خاتون حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے پاس چلی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے اُس شادی کو ناجائز قرار دیا۔'' امام ابن حنبل کے مطابق حدیث 736 اور 7396 میں روایت ہے ''مسلمانوں میں سب سے اچھے وہ ہیں جو کردار اور برتاؤ میں اچھے ہیں اور جو اپنے اہلِ خانہ اور بیویوں سے حسن سلوک کرتے ہیں۔'' بطورِ ماں خواتین کو اِسلام نے بہت مقدس مقام دیا ہے۔ سورۃ بنی اِسرائیل میں اللہ تعالیٰ کا اِرشاد ہے ''اور ماں باپ کے ساتھ اِحسان کرنا۔'' سورۃ لقمان کے آیت 14 کے مطابق ''ہم نے اُس کو اُسکے ماں باپ کے متعلق نصیحت کی ہے اُس کی ماں نے دکھ پر دکھ اُٹھا کر اُسے حمل میں رکھا اور اُسکی دودھ چھڑائی دو برس میں ہے۔'' قرآن اور حدیث میں یہ بات ثابت ہے کہ جنت ماں کے قدموں میں ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ارشادات کے مطابق تین چوتھائی حصہ محبت و پیار ماں کے حصہ میں ہے اور ایک چوتھائی باپ کے حصہ میں۔ بہن کی حیثیت سے بھی خواتین کے کئی حقوق ہیں۔

سیاسی حقوق:

دفعہ 7 اور 8 کے مطابق خواتین کے ساتھ سیاسی اور عوامی میدان میں اِمتیازی سلوک کا خاتمہ ریاستوں کا فرض ہے۔ انہیں مرد کے مساوی ووٹ کا حق اور بطورِ اُمیدوار حصہ لینے کا حق دینا ہوگا۔ پالیسی سازی میں خواتین کی شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔ سیاسی معاملات سے متعلق سرکاری وغیر سرکاری اِداروں میں شرکت کو یقینی بنایا جائے گا۔ ملک کے بین الاقوامی اُمور نمٹانے میں خواتین کو مواقع فراہم کئے جائیں گے۔ دفعہ 3 کے مطابق ریاستیں قانون سازی سمیت ایسے تمام اِقدامات

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

کی پابند ہیں جن سے خواتین کو سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی میدانوں میں مردوں کے مساوی حقوق اور آزادیاں حاصل ہوں۔ اِسلام میں خواتین کو کئی سیاسی حقوق حاصل ہیں اور قرآن واحادیث سے ثابت ہیں۔ سورۃ التوبہ کی آیت نمبر 29 کے مطابق "مومن مرد اور عورت آپس میں ایک دوسرے کے مددگار، معاون اور دوست ہیں۔" ان کا یہ تعلق ایمان، ہمدردی اور مدد میں ہے۔ فتح مکہ کے موقع پر سیدنا حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے مرد وزن دونوں سے بیعت لی تھی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر مہر کی بالائی حد مقرر کرنے کے بارے میں کہا تو مجمع میں پیچھے بیٹھی ایک خاتون اعتراض کرنے لگی کہ قرآن مجید میں تو سورۃ النساء کی آیت 20 میں ارشاد ہے کہ تم اپنی بیوی کو پورا خزانہ یا سونے کا ڈھیر دینا چاہو تو دے سکتے ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خواتین شرعی پردہ میں مردوں کے مجمع میں بیٹھ سکتیں ہیں۔ اسلام میں خواتین بوقت ضرورت مجاہدین کی مرہم پٹی، پانی پیلانے کے علاوہ علم، وعظ ونصیحت اور نماز عیدین وغیرہ میں (بشرطیکہ اُن کے لئے جگہ علیحدہ ہو) حصہ لے سکتیں ہیں۔

مشق

1- خالی جگہیں مناسب الفاظ سے پُر کر کے جملے مکمل کریں:

ا۔ دُنیا میں بچوں کی خرید وفروخت کا گھِناونا کاروبار ہوتا رہا ہے جو۔۔۔۔۔۔۔۔ کی توہین ہے۔

۲۔ ریاستیں بچوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔ کے اِستعمال اور اِن کے کاروبار سے بچانے کی پابند ہیں۔

۳۔ قرآن میں اُنیس آیتوں میں یتیم بچوں اور بچیوں کے ساتھ سخت اور ظالمانہ سلوک کی۔۔۔۔۔۔ کی گئی ہے۔

۴۔ اِسلامی قانون کی نظر میں مرد وعورت دونوں۔۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

۵۔ شادی میں عورت کی۔۔۔۔۔۔۔ معلوم کرنا اُسکا حق ہے۔

2- کالم ملائیں:

کالم الف۔	کالم۔ب
مساوی	حقوق
عزت	عالمی کنونشن
حقوق کا	سلوک
اِمتیازی	اِستعداد
ذہنی	نفس

3- درج ذیل سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں۔

ا۔ لفظ "بچہ" کی تعریف کریں۔

۲۔ بچوں کے حقوق پر معاہدہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟

۳۔ اسلام میں خواتین کے سیاسی حقوق بیان کریں۔

۴۔ بچوں کے لیے خاندانی زندگی کی ضرورت پر نوٹ لکھیں۔

4- درج ذیل سوالات کے تفصیلی جوابات تحریر کریں:

ا۔ بچوں کے حقوق کے کنونشن میں دیئے گئے حقوق اور اسلام میں بچوں کے حقوق کا موازنہ کریں۔

۲۔ اسلام میں خواتین کے حقوق تحریر کریں۔

عملی سرگرمیاں:

ا۔ بچوں کے حقوق پر عوامی آگہی کیلئے پوسٹرز، بینرز اور پلے کارڈ اُٹھا کرواک کا اِہتمام کریں۔

۲۔ کلاس میں ایک جید عالم کو دعوت دے کر اِسلام میں بچوں اور خواتین کے حقوق پر مذاکرہ کریں۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

باب ۳

سیاسی اِقتصادیات

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ اِن اصطلاحات کی تعریف کر سکیں: براہ راست غیر ملکی اِمداد، معیشت کی عالمگیریت، پائیدار ترقی اور خود اِنحصاری پر مبنی معیشت۔

۲۔ پاکستان کی معیشت پر معاشی عالمگیریت کے منفی اور مثبت اثرات کی نشاندہی کر سکیں۔

۳۔ ایک خود اِنحصار معیشت کیلئے پیشگی لوازمات کا تجزیہ کر سکیں۔

۴۔ اہم اِقتصادی اِداروں کے مقاصد اور افعال بیان کر سکیں مثلاً (عالمی بنک، عالمی مالیاتی فنڈ، ایشیائی ترقیاتی بنک)۔

۵۔ اہم بین الاقوامی اِداروں کی معاشی سرگرمیوں کے سیاسی اثرات کی نشاندہی کر سکیں۔

٦۔ اہم عالمی معاشی اِداروں کے مقاصد، ساخت اور طریقہ کار میں تبدیلی کی تجاویز پیش کر سکیں تا کہ عالمی اِقتصادی تحفظ، منصفانہ تجارت اور پائیدار ترقی حاصل ہو۔

۷۔ بین الاقوامی مالیات اور تجارت میں پاکستان کے حصے اور حالت کی نشاندہی کر سکیں۔

۸۔ عالمی تجارتی معاہدات کے پاکستان کی معیشت اور سیاست پر اثرات کو بیان کر سکیں۔

۹۔ اُن مسائل کو بیان کر سکیں جو پاکستان اپنے معاشی اِستحکام اور خوشحالی میں سامنا کر رہا ہے مثلاً (بے روزگاری، غیر تربیت یافتہ اِنسانی وسائل، قرضوں کا بوجھ اور دفاعی اِخراجات)۔

۱۰۔ یہ بیان کر سکیں کہ کیسے معاشی ترقی یا جمود پاکستان کی پالیسیوں اور عوام پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

NOT FOR SALE

1۔ معاشی عالمگیریت
(Economic Globalization)

(دور جدید کے تقاضوں کے مطابق آج کل پوری دنیا ایک گلوبل ویلج کی شکل اختیار کر چکی ہے۔ سائنسی ترقی، جدید رسل و رسائل اور کمپیوٹر اور انٹرنیٹ نے معاشی عالمگیریت اور بین الاقوامی تجارت میں اہم کردار ادا کیا ہے۔) سیاست اور معاشیات کا ایک دوسرے پر اثر ہوتا ہے اور ملکی سطح پر ایک دوسرے کے بغیر نامکمل ہے۔ اُن طریقوں کا مطالعہ جن کے ذریعے اِقتصادیات و سرکاری حکمتِ عملی ایک دوسرے پر اثر انداز ہوتے ہیں سیاسی اِقتصادیات کہا جاتا ہے یعنی یہ معیشت اور سیاست کا اِمتزاج پیش کرتا ہے۔ اِقتصادی عالمگیریت سے مراد ریاستوں کی معیشت کا ایک دوسرے پر گہرے اثر اور اِنحصار کا نام ہے۔ یہ اِنحصار ممالک کے جغرافیائی حدود کے اِدھر اُدھر اشیاء، خدمات، ٹیکنالوجی اور سرمائے کی نقل و حرکت کا نتیجہ ہے۔ یہ ممالک کے درمیان بڑھتی ہوئی اِقتصادی یکجہتی کے عمل کا نام ہے۔ اِس طرح عالمی سطح پر ایک مارکیٹ کا تصور اُبھر رہا ہے اور یہ پیداوار، مارکیٹوں، مقابلے، ٹیکنالوجی، کارپوریشنز اور صنعت وغیرہ کی عالمگیریت پر مشتمل ہیں۔

براہِ راست غیر ملکی اِمداد (Direct Foreign Aid):

اِمداد سے مراد مالی یا مادی مدد ہے جو کہ ایک ملک یا عالمی اِدارے کی طرف سے عموماً بحران کی حالت میں دی جاتی ہے۔ غیر ملکی اِمداد وہ فوجی یا معاشی مدد ہے جو ایک ملک دوسرے ملک کو دیتا ہے۔ اِمداد دینے والے ممالک میں جاپان، برطانیہ اور امریکہ سرفہرست ہیں۔ براہِ راست غیر ملکی اِمداد کی کئی صورتیں ہوتی ہیں مثلاً رقم، اشیاء، خدمات یا فنی مہارت وغیرہ کی فراہمی۔ یہ دو طرفہ ہو سکتی ہے یعنی ایک ملک دوسرے کو فراہم کرے یا کثیر الاقوامی جو ممالک کی گروہ فراہم کرے۔ کئی مالیاتی اور نجی اِدارے بھی عالمی اِمداد فراہم کرتے ہیں۔ غیر ملکی اِمداد اِنسانی ہمدردی کی بنیاد پر ہوتی ہے یا پھر اپنے قومی مفادات کی حصول کیلئے۔

اِقتصادی گلوبلائزیشن یا عالمگیریت (Economic Globalization):

اِقتصادی گلوبلائزیشن سے مراد یہ ہے کہ اِقتصادیات عالمی شکل اختیار کر گئی ہے اور معاشی حوالے سے یہ دُنیا ایک گاؤں کی مانند ہے۔ دراصل یہ کئی چیزوں کا مجموعہ ہے یعنی مواصلات کی تیز رفتار پھیلاؤ، تیز رفتار تجارتی پھیلاؤ، سرمایہ کے

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

عالمی مارکیٹیں، غیرملکی سرمایہ کاری اور عالمی کثیرالاقوامی کارپوریشنوں کی تشکیل وغیرہ۔ یہ ایک اِنقلاب کی طرح ہے جس میں کوئی بھی سرمایہ کار دُنیا بھر میں کہیں بھی سرمایہ کاری کرسکتا ہے۔ کوئی بھی سرمایہ کار اپنی دولت، ٹیکنالوجی، مواصلاتی ذرائع، اِنتظامیہ اور محنت کش کہیں بھی اِستعمال کر کے اشیاء بنا سکتا ہے اور دُنیا میں جہاں بھی اُن اشیاء کے گاہگ موجود ہوں وہاں فروخت کرسکتا ہے۔

پائیدار ترقی (Sustainable Development):

پائیدار ترقی سے مراد ترقی کا وہ عمل ہے جو ایک طویل عرصہ تک مفید انداز میں قائم رہے۔ مثال کے طور پر اگر ایک شخص کو روزانہ سو روپے خرچ کیلئے اِمداد کے طور پر دیئے جاتے رہے تو یہ ایک لاحاصل عمل ہے۔ اِس سے بہتر ہے کہ اُس شخص کیلئے محدود اِمدادی سرمائے سے ایک چھوٹا سا کاروبار شروع کیا جائے تاکہ وہ ہمیشہ کیلئے اُس سے آمدن حاصل کرتا رہے اور اُسے اِمداد کی ضرورت نہ رہے۔ یعنی ایک شخص کو روٹی کھلانے کی بجائے روٹی کمانے کے قابل بنانا پائیدار ترقی ہے۔

ماحولیات کے ماہرین پائیدار ترقی کی تعریف اِس انداز سے بھی کرتے ہیں کہ اِقتصادی ترقی کا اُس حد تک قائم کرنا اور برقرار رکھنا جس سے ماحول آلودہ نہ ہو۔ دُنیا کو کئی ماحولیاتی مسائل کا سامنا ہے۔ اِن مسائل کی وجہ اِنسانی سرگرمیاں ہیں۔ مثال کے طور پر کارخانوں سے کیمیائی مواد کو بہا کر دریاؤں میں شامل کر کے پانی کو آلودہ کیا جارہا ہے۔ پلاسٹک کی مصنوعات کی بھرمار اور اِن کا اِستعمال زمینی آلودگی میں اضافہ کا باعث ہیں۔ یہ اِنسانی معاشی سرگرمیاں ماحول کو آلودہ کررہا ہے۔ عالمی سطح پر یہ بات محسوس کی گئی ہے کہ پائیدار ترقی کیلئے اِن غیر صحت مند اِنسانی سرگرمیوں کو محدود کرنا ہوگا اور آلودگی کے مسائل کو مدِ نظر رکھ کر آگے جانا ہوگا۔ زندگی گزارنے کا ایک ایسا انداز اپنانا ہوگا جو حیوانات و نباتات کے فطری ماحول کیلئے باعثِ خطرہ نہ ہو۔ معاشی ترقی ہونی چاہیئے لیکن اپنی جان کی قیمت پر نہیں اور یہی پائیدار ترقی ہے۔

خود اِنحصاری پر معیشت کی بنیاد (Economy Based on Self-reliance):

یہ ایک ایسی معیشت ہے جو بغیر کسی غیرملکی اِمداد و سہارے کے اپنے وسائل پر مبنی ہو۔ اِس میں درآمدات اور غیر ملکی اشیاء کے اِستعمال کی مکمل حوصلہ شکنی کی جاتی ہے اور عوام کو ملکی مصنوعات اِستعمال کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اِس طرح ملکی دولت دوسرے ممالک میں منتقل نہیں ہوتی۔

NOT FOR SALE

پاکستان کی معیشت پر اِقتصادی عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات
(Impacts of Globalization on Pakistan's Economy)

پاکستان کی معیشت پر عالمگیریت کے مثبت اور منفی اثرات موجود ہیں جن کا مختصر جائزہ ذیل میں دیا جارہا ہے۔

گلوبلائیزیشن یا عالمگیریت کے مثبت اثرات:

گلوبلائیزیشن کی وجہ سے مواصلات میں آسانی اور تیزی آگئی ہے۔ دُنیا میں معلومات اور اِطلاعات کی برق رفتار رسائی ہوتی ہے۔ آج آپ دُنیا میں کہیں بھی اور کسی کے ساتھ بھی چند لمحوں میں رابطہ کرسکتے ہیں۔ اِس سے دیگر ممالک کی طرح پاکستان کو بھی یہ فائدہ ہوا ہے کہ تجارت اور عالمی معاشی سرگرمیوں میں تیزی آگئی ہے۔ اِس کی وجہ سے تجارتی اور کاروباری معاملات میں بہت تیزی پیدا ہوئی ہے۔ مواصلات اور اشیاء کی ترسیل میں سہولت ہے۔ درآمدات اور برآمدات میں آسانی اور نرمی پیدا کی گئی ہے جس سے پاکستان بھی مستفید ہوتا رہا ہے۔ البتہ اِس سلسلے میں متوازن اور اِنصاف پر مبنی قواعد سازی کی ضرورت ہے تاکہ کسی خاص ملک یا ممالک کی اِجارہ داری قائم نہ ہو۔ گلوبلائیزیشن کی وجہ سے کثیرالاقوامی کارپوریشنز دُنیا بھر میں مصروف ہوچکے ہیں۔ مثال کے طور پر پیپسی یا ٹیلی نار وغیرہ۔ اِن کارپوریشنوں کی وجہ سے پاکستان میں یہاں کے ماہرین اور تربیت یافتہ لوگوں کو روزگار کے بہترین مواقع مل رہے ہیں۔ اِس طرح بے روزگاری کم ہورہی ہے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ طبقے میں مایوسی ایک حد تک کم ہوئی ہے۔

جب دُنیا ایک گاؤں کی طرح ہے تو زندگی کے تمام شعبوں میں فنی ترقی میں تیزی آگئی ہے۔ پاکستان میں بھی ٹیکنالوجی کی نفوذپذیری بڑی تیزی سے جاری ہے۔ اِس طرح فنی مہارت کے اِمکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ صرف کمپیوٹر، اِنٹرنٹ اور موبائل فون کو لیجئے اور دیکھئے کہ پاکستان میں اِس شعبے نے کتنی ترقی کی۔ اِس کے کاروبار، روزگار کی فراہمی اور اِن کی وجہ سے ترقی کی رفتار ناقابلِ بیان حد تک زیادہ ہے۔ چونکہ دُنیا ایک گاؤں کی طرح ہے اِسلئے دُنیا کے کسی کونے میں ہونے والے واقعے یا حادثے کا دُنیا کے دوسرے حصے پر بھی اثر ہوتا ہے۔ ممالک ایک دوسرے سے خبردار رہتے ہیں اور اگر کہیں بھی کوئی بحران یا آفت پیش ہو تو دیگر ممالک تیز رفتاری کیساتھ حاضر ہوتے ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ زلزلے اور سیلاب کی حالیہ تباہ کاریوں نے دُنیا کو چند لمحوں میں متحرک بنایا اور کئی ممالک نے فوری اِمداد اور تعاون کی۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

عالمگیریت کے منفی اثرات (Negative Impacts of Globalization)

گلوبلائیزیشن کی وجہ سے دیگر ترقی پذیر ممالک کی طرح پاکستان کی ثقافت پر بھی نہایت منفی اثرات مرتب ہورہے ہیں۔عالمی اِداروں کے ارکان پاکستان میں ثقافتی نفوذ کا ذریعہ ہیں۔اُن کے رسالے، کتابچے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن نشریات ترقی پذیر ممالک بشمول پاکستان کی ثقافت آلودہ کررہے ہیں۔ہمیں ایک ثقافتی یلغار کا سامنا ہے۔موبائل فون اور اِنٹرنٹ کے نقصانات کسی سے پوشیدہ نہیں۔مذہبی، اخلاقی اور ثقافتی اقدار کا قلع قمع کیا جارہا ہے۔لباس، عادات، زبان و ادب، طور طریقے، اندازِ زندگی، رسم ورواج اور اخلاق وغیرہ میں تبدیلی واضح ہورہی ہے۔

پاکستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور ایک عام عالمی معاشی مارکیٹ میں پاکستانی اشیاء ترقی یافتہ ممالک کے مقابلے میں کمزور ہیں۔اِس طرح مقامی صنعت کو دھچکا لگے گا۔مقامی صنعتیں اِس حوالے سے بھی برباد ہوجائیں گی کہ یہ ملک کے اندر بھی عالمی کثیرالاقوامی کارپوریشنوں کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔بین الاقوامی اِدارے ملازمین کو بڑی بڑی تنخواہیں اور سہولیات دیتی ہیں جو پاکستانی اِداروں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ اور پرکشش ہوتی ہیں۔اِس طرح توازن بھی نہیں رہتا اور پاکستان کے ماہرین اِن عالمی اِداروں میں دلچسپی لیتے ہیں جبکہ ملکی اِداروں کو چھوڑ جاتے ہیں۔یہ ساری باتیں ایک خراب معاشی صورتِ حال کی طرف سفر کا اِشارہ دے رہی ہے۔

خود اِنحصاری پر مبنی اِقتصادیات کے لوازمات
(Essentials of Self-Reliant Economy)

خود اِنحصاری سے مراد یہ ہے کہ ایک فرد یا ملک کسی اور پر اِنحصار کرنے کی بجائے اپنے آپ پر اِنحصار کرے۔یعنی یہ خودی کی ایک شکل ہے۔ایک خود اِنحصار اِقتصادی نظام کیلئے کئی بنیادی شرائط یا لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر اِن کو یقینی بنایا جائے تو معاشی نظام کسی خاص سہارے کا محتاج نہیں رہتا۔خود اِنحصاری کیلئے سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ دیگر اقوام سے قرض اور اِمداد کی توقع ہی نہ کی جائے۔اگر کوئی قوم اِس نشے کی عادی ہوجائے تو اُس کی سرگرمیوں میں سکوت پیدا ہوجاتا ہے۔ایسی اقوام کہیں کی نہیں رہتی اور خیرات کی منتظر ہوتی ہیں۔یہ طرزِ عمل ترقی اور آگے جانے کے اِمکانات بھی ختم کردیتے ہیں۔اِسلئے یہ ضروری ہے کہ بیرونی قرض اور اِمداد کی بڑی حد تک حوصلہ شکنی کی جائے۔بڑی طاقتیں کئی مالیاتی اِداروں کے ذریعے ترقی پذیر ممالک کو اپنے قابو میں لیتی ہیں۔یہ مالیاتی اِدارے بہت بااثر بن جاتے ہیں۔کمزور ممالک کی زندگی کا ہر پہلو اِن کے قابو میں آجاتا ہے۔اِسلئے اِس امر کی ضرورت ہوتی ہے کہ ایک باوقار، آزاد اور خودمختار قوم بننے کیلئے عالمی اِداروں خصوصاً عالمی مالیاتی فنڈ اور عالمی بینک پر اِنحصار کم اور درجہ بہ درجہ ختم کردیا جائے۔سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ملکی وسائل کے اندر رہتے ہوئے زندگی بسر کی جائے۔یعنی اپنی چادر کے مطابق پاؤں پھیلانے کی ضرورت ہوتی ہے۔جب ہم اپنے وسائل سے زیادہ آگے نکل جاتے ہیں اور اپنی لامحدود خواہشات اور ضروریات کو کنٹرول نہیں کرتے تو ہمیں دوسروں کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔بہتر یہ ہے کہ ہم اپنے وسائل کے اندر جینا سیکھیں تو ہمارے لئے مفید ہوگا۔لوگ بعض غیر ملکی اشیاء کو زیادہ پسند کرتے ہیں بعض اوقات ملک میں بعض چیزوں کی کمی یا نہ ہونے کی وجہ سے ایسے اشیاء کو درآمد کیا جاتا ہے۔دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ آیا ایسی چیزیں زندہ رہنے کیلئے لازمی ہوتی ہیں یا نہیں۔اگر یہ بنیادی ضرورت نہیں تو اِسے نظرانداز کرنا اور اِنکا اِستعمال کم کرنا بہت اچھا ہوتا ہے۔مثال کے طور پر پاکستان چائے کی درآمد پر خطیر رقم خرچ کرتا ہے۔

دوسروں پر اِنحصار سے بچنے کیلئے روایتی زندگی کو ترک کرنا ہوگا۔ہر فرد کو متحرک اور جاندار کردار ادا کرنا ہوگا۔بہت ساری تبدیلیاں لانی پڑے گی اور اِسے قبول کرنا ہوگا۔سختی بھی برداشت کرنی پڑے گی۔عزت اور وقار کیساتھ جینے کیلئے یہ سب کچھ کرنا ہوگا۔روایتی طور پر تو ہم عالمی اِمداد، تعاون اور قرض کو دیکھتے رہتے ہیں۔اگر ہم یہ روش تبدیل نہیں کرتے اور خود حرکت میں نہیں آتے تو خود اِنحصاری کیسے ممکن ہے۔کسی ملک کی افرادی قوت کی اہمیت اُس وقت بڑھتی ہے جب لوگ فنی طور پر مضبوط اور تربیتِ یافتہ ہوں۔ترقی کیلئے سائنس وٹیکنالوجی کا سہارا لینا پڑتا ہے۔صنعت کی ضرورت ہوتی ہے اور سائنسی سوچ چاہیئے ہوتی ہے۔اِس لئے لوگوں سے زیادہ اور مفید کام لینے کیلئے انہیں فنی طور پر تربیت یافتہ ہونا ضروری ہے۔بدقسمتی سے ہمارے ملک میں فنی تعلیم کا رُجحان بہت کم ہے جو معاشی ترقی کے راستے میں ایک اہم رکاوٹ ہے۔لہٰذا خود اِنحصاری کیلئے فنی تعلیم اہم لوازمات میں سے ہے۔

ملک کے اندر پیداواری صلاحیتوں میں اضافہ کی ضرورت ہوتی ہے۔زراعت، صنعت اور توانائی کے حصول کو ترجیحی بنیادوں پر لینا ہوگا۔ملک کے اندر موجود وسائل کو بروئے کار لاکر، تعلیم کو فروغ دیکر، سائنس اور ٹیکنالوجی کو اہمیت دے کر اور مناسب منصوبہ بندی کرکے پیداواری صلاحیتوں میں اضافہ کیا جاسکتا ہے۔جب ملکی پیداوار میں اضافہ ہوگا تو بیرونی اِنحصار خود بخود کم یا ختم ہوجائے گا۔بدقسمتی سے غریب اور ترقی پذیر ممالک کے لوگ غیر ملکی اشیاء کو ترجیح دیتے ہیں اور ملکی مصنوعات کو پسند نہیں کرتے۔ایک اور بدقسمتی یہ ہے کہ اِن ممالک میں عالمی تجارتی اِدارے، کثیرالملکی کارپوریشنوں، آزاد تجارت اور عالمگیریت کی وجہ سے ملکی مصنوعات خطرناک حد تک اپنا مقام کھو رہی ہیں۔لوگوں کو غیر ملکی اشیاء مناسب قیمت پر

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

اُن کی دہلیز پر میسر ہیں جس کی وجہ سے مقامی مصنوعات ایک شدید بحران سے دوچار ہیں۔اگر ملکی مصنوعات اور دیگر اشیاء کو ترجیح دی جائے تو یہ خود اِنحصاری کے حق میں ہے۔

خود اِنحصاری کیلئے ضروری ہے کہ ملک کے تمام اِداروں میں مثبت اور پائیدار اِصلاحات کی جائیں۔ملک کے اِنتظامی، سیاسی، سماجی اور معاشی ڈھانچوں میں نئی ضروریات، خواہشات اور تقاضوں کے مطابق تبدیلیاں کی جائیں۔یعنی ہر نظام اور ہر مشینری کو نئے حالات، مشکلات اور سرگرمیوں کیلئے تیار کرنا پڑے گا۔ایسا ممکن نہیں کہ دیگر پہلوؤں میں تو خود اِنحصاری کی طرف سفر کیا جائے اور ملک کے ڈھانچے تبدیل نہ ہوں تو تمام کوششیں رائیگاں جاتی ہیں۔سادہ زندگی خود اِنحصاری کیلئے نہایت اہمیت کی حامل ہے۔سادگی زیادہ ہوگی تو دوسروں پر اِنحصار کم ہوگا۔سادہ خوراک، سادہ رہائش، سادہ لباس اور سادہ وفطری اشیاء کا اِستعمال اِنحصار کے مرض کا بہترین علاج ہے۔پرتکلف زندگی نہ صرف اپنے لئے بلکہ دوسروں کیلئے بھی تکلیف دہ ہوتی ہے۔اِسلئے سادگی دین ودُنیا کی خیروبرکت کے علاوہ قومی مفادات کیلئے بھی مفید ہے۔اگر غیر ترقیاتی اِخراجات کم کردیئے جائیں تو قومی سرمایہ بچایا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ سرکاری ملازمین کی لامحدود سہولیات کو کم کردیا جائے۔حکومت اپنے غیر ترقیاتی اِخراجات پر قابو حاصل کرے۔وزراء اور اراکین اِسمبلی کے اِخراجات کم کئے جائیں اور حکمرانوں کی شاہ خرچیوں پر قابو پایا جائے۔دفتروں میں غیر ترقیاتی خرچ کو کم سے کم کردیا جائے اور ترقیاتی سرگرمیوں کو توجہ دینے کی اشد ضرورت ہے۔اِس طرح ایک خود اِنحصار نظام کو حاصل کیا جاسکتا ہے۔

عالمی مالیاتی اِدارے (فرائض ومقاصد)
International Financial Institutions (Functions and Objectives)

۱۔ عالمی بینک (World Bank):

عالمی بینک یا عالمی بینک برائے تعمیر نو وترقی 27 دسمبر 1945ء کو تشکیل دیا گیا جب دُنیا کے 29 ممالک نے برِٹن ووڈ کانفرنس میں باہمی معاہدہ پر دستخط کیے۔

مقاصد (Objectives):

عالمی بینک بنیادی طور پر جنگ زدہ یورپ کی تعمیر نو وترقی کیلئے طویل المیعاد مالی سہارا دینے کیلئے قائم کیا گیا تھا۔اِس کے اہم مقاصد درج ذیل تھے:

۱۔ رُکن ممالک کو پیداواری مقاصد کیلئے سرمایہ کاری کی سہولت دینا۔اِس طرح رُکن ممالک کی تعمیر نو اور ترقی میں مدد کرنا۔

۲۔ غیر ملکی نجی سرمایہ کاری اور قرض میں مدد دینا۔

۳۔ وسیع متوازن عالمی تجارت کو ترقی دینا۔بین الاقوامی سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی کرنا۔

فرائض (Functions):

عالمی بینک کے اہم افعال درج ذیل ہیں:

۱۔ عالمی بینک رکن ممالک کے ترقیاتی منصوبوں میں تعاون اور قرض فراہم کرتا ہے۔مثال کے طور پر پاکستان میں عالمی بینک نے بجلی کے تار بچھانے کی مد میں سرمایہ کاری میں مدد فراہم کی۔اِس طرح عالمی بینک نے پاکستان میں گیس اور تیل کی کارپوریشن کو قرض دیا۔ عالمی بینک نے تیل وگیس کی تلاش، ترسیل وتقسیم کیلئے کئی دفعہ قرض دیا۔

۲۔ عالمی بینک اُن مالیاتی اِداروں کو مضبوط بنانے کی کوشش کرتا ہے جو صنعتی یونٹوں کو قرضے فراہم کرتے ہیں۔عالمی بینک نے پاکستان میں پاکستان اِنڈسٹریل اینڈ کریڈٹ اِنوسٹمنٹ کارپوریشن(PICIC)، زرعی ترقیاتی بینک آف پاکستان(ADBP) اور کمرشل بینکوں وغیرہ کو قرضے فراہم کئے تاکہ یہ اِدارے کارخانوں کو قرضے دے سکیں۔

۳۔ عالمی بینک اِنسانی وسائل کی ترقی پر بھی کام کررہا ہے۔تعلیم کی ترقی کو خصوصی توجہ دی جاتی ہے جس میں فنی تعلیم بہت اہمیت کی حامل ہے۔یونیورسٹیوں کا قیام، اساتذہ کے تربیتی اِدارے اور دیہات میں بنیادی تعلیمی اداروں کا قیام عالمی بینک کی ترجیحات میں شامل ہیں۔

۴۔ ورلڈ بینک نجکاری کے سلسلے میں کئی ممالک کو مالیاتی اِصلاحات کیلئے راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ٹیکسوں، حکومت کے اخراجات، معاشیات میں مختلف سیکٹرز، معاشی پالیسی اور معاشی رپورٹنگ اور پڑتال کے بارے میں ہدایات اور راہنمائی دی جاتی ہے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۵۔ یہ اِدارہ حکمرانی کومزید کارآمد اور موثر بنانے کیلئے مدد فراہم کرتا ہے۔ یہ اِدارہ اِنتظامیہ کوموثر بنانے اور افراد کے نظم ونسق وکنٹرول سسٹم میں مددگار ہے۔ یہ سوشل ایکشن پروگرام اور نجکاری کے عمل میں معاونت کرتا ہے۔ اِس طرح یہ عالمی بینک تعلیم، آب رسانی اور صحت کے شعبوں میں کام کرنے والی غیرسرکاری تنظیموں کی معاونت بھی کرتا ہے۔

۶۔ عالمی بینک نجی شعبے اور بینکوں میں اِصلاحات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

۷۔ یہ بینک زراعت اور قدرتی وسائل کے اِنتظام میں بھی معاونت فراہم کرتا ہے۔ عالمی بینک نے 1997ء میں نکاسی آب کیلئے حکومت پاکستان کو 285 ملین ڈالر کا قرض فراہم کیا۔

۲۔ آئی ایم ایف (International Monetary Fund):

دوسری جنگِ عظیم کے بعد یورپی ممالک جنگ کی تباہ کاریوں سے بہت پریشان تھے۔ ایک دوسرے کو سہارا دینے کیلئے برٹن ووڈز کانفرنس منعقد کی گئی جس میں عالمی بینک اور عالمی مالیاتی فنڈ کی بنیاد رکھی گئی۔ آئی ایم ایف کا مقصد کرنسی کو مستحکم کرنے میں مدد دینا تھا۔ یہ ایک بین الاقوامی مالیاتی فنڈ ہے جس کے کل 1100 ارکان ہیں جن میں 75 ماہرینِ معاشیات بھی شامل ہیں۔

مقاصد (Objectives):

۱۔ اِس کا سب سے اہم مقصد بین الاقوامی مالیاتی تعاون کو فروغ دینا ہے۔

۲۔ آئی ایم ایف عالمی تجارت کیلئے سہولیات فراہم کرتا ہے۔ یہ صنعتوں کی فروغ کیلئے کام کرتا ہے۔

۳۔ یہ زرمبادلہ میں اِستحکام پیدا کرتا ہے۔

۴۔ اِس کا مقصد ادائیگی کے حوالے سے کثیر الاطرافی تعاون کا فروغ ہے۔ یعنی یہ زرمبادلہ کی رکاوٹوں کو ختم کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے۔

۵۔ آئی ایم ایف رکن ممالک کو اِعتماد فراہم کرتا ہے۔ رکن ممالک کو فنڈز فراہم کیے جاتے ہیں۔

۶۔ یہ مساوی اِقتصادی مواقع کو یقینی بناتا ہے۔ اِس حوالے سے کسی بھی اِمتیاز کا خاتمہ اِس کے مقاصد میں شامل ہے۔

NOT FOR SALE

فرائض (Functions):

۱۔ آئی ایم ایف نے جنگ زدہ معیشت خصوصاً یورپی اِقتصادیات کو بربادی سے بچانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

۲۔ اِس فنڈ کے ذریعے ترقی یافتہ یورپی ممالک نے زرمبادلہ کی شرح کا تعین کیا۔ یورپ نے عالمی تجارت اور زرمبادلہ کے راستے میں حائل رکاوٹوں کو دور کیا۔ اِن ممالک نے آئی ایم ایف کے ذریعے مہنگائی پر قابو پایا۔

۳۔ یہ فنڈ مالیاتی خسارے سے دوچار ممالک کو مالی وسائل فراہم کرتا ہے۔ 1960 کی دہائی میں آئی ایم ایف نے اُن غریب ممالک کو خاص توجہ دی جن کی برآمدات سے آمدنی کم تھی۔

۴۔ اِس فنڈ نے اُن ممالک کے ساتھ تعاون کیا جو دیگر ذرائع سے حاصل کردہ قرض واپس کرنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔

۵۔ 1990 کی دہائی میں آئی ایم ایف نے سابقہ سویت یونین سے آزادی حاصل کرنے والے وسطی ایشیاء کے ممالک کو خصوصی مالیاتی توجہ دی جو ایک پابند اِشتراکی اِقتصادی نظام سے آزاد معیشت کی طرف آرہے تھے۔ یہ اِدارہ وسطی ایشیائی ممالک کے ماہرین کو معاشی تربیت فراہم کررہا ہے تاکہ یہ لوگ بجٹ نظام کو موثر بناسکیں اور مالیاتی اِدارے چلاسکیں۔

۳۔ ایشیائی ترقیاتی بینک (Asian Development Bank):

ایشیائی ترقیاتی بینک کا مرکزی دفتر منیلا (فلپائن) میں ہے۔ یہ رکن ممالک کو کم شرائط پر ترقیاتی منصوبوں کیلئے قرض فراہم کرتا ہے۔ یہ بینک 19 دسمبر 1966ء کو قائم ہوا۔ شروع میں 31 ممالک اس کے رکن تھے جن کی تعداد اب 67 ہوگئی ہے۔

مقاصد (Objectives):

۱۔ غربت کا خاتمہ۔

۲۔ اِنسانی وسائل کی ترقی۔

۳۔ اِقتصادی ترقی کو یقینی بنانا۔

۴۔ خواتین کی حیثیت کو بہتر بنانا۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۵۔ ماحول کا تحفظ۔

یہ بینک اپنے کام کو کئی سیکٹرز میں تقسیم کرتا ہے یعنی زراعت اور قدرتی وسائل، توانائی، صنعت اور معدنیات، مالیات، ذرائع آمدورفت اور مواصلات اور سماجی ڈھانچہ وغیرہ۔ اس کے دفعہ نمبر 1 میں بینک کا مقصد ایشیاء میں اِقتصادی ترقی کو تیز کرنا بتایا گیا ہے۔

فرائض (Functions):

درج بالا مقاصد کی تکمیل کیلئے بینک درج ذیل افعال سرانجام دے رہا ہے:

۱۔ رکن ممالک میں ترقیاتی مقاصد کیلئے سرمایہ کاری کو فروغ دینا۔

۲۔ اپنی مرضی سے ترقیاتی عمل کو مالی تعاون فراہم کرنا اور اُس علاقائی اور قومی منصوبوں کو ترجیح دینا جو علاقے کی متوازن اور مجموعی ترقی میں مددگار ہوں۔ چھوٹے اور کم ترقی یافتہ رکن ممالک کو خصوصی توجہ دینا۔

۳۔ رکن ممالک کی درخواست پر اُن کی ترقیاتی پالیسیوں اور منصوبوں میں اُن کے ساتھ تعاون کرنا تاکہ وہ اپنے وسائل کا صحیح اِستعمال کر سکیں اور باہمی تجارت کو فروغ دے سکیں۔

۴۔ خصوصی ترقیاتی منصوبوں کی تیاری، مالی اِمداد اور اِن منصوبوں کے نفاذ میں فنی اِمداد فراہم کرنا۔

۵۔ ایک جیسے مقاصد میں اقوام متحدہ اور اور اِسکی تمام ایجنسیوں کے ساتھ تعاون۔

بین الاقوامی اِقتصادی و مالیاتی اِداروں کے سیاسی اثرات
(Political Impacts of International Financial and Economic Institutions)

عالمی مالیاتی اور معاشی اِداروں کے اِمداد دینے اور لینے والے دونوں پر اس کے سیاسی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ سیاست اور معیشت کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور دونوں ایک دوسرے پر اہم اور دیرپا اثرات مرتب کرتے ہیں۔ عالمی اِمداد، تعاون اور قرض وغیرہ کی پشت پر سیاسی مقاصد کارفرما ہوتے ہیں۔ ماہرین کا خیال ہے کہ عالمی اِمداد دینے والے ملک کی خارجہ پالیسی کا اہم ہتھیار ہوتا ہے۔ عالمی اِدارے بھی افراد اور معاشی طور پر مستحکم ریاستوں کے بنائے ہوئے

NOT FOR SALE

ہوتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بنانے والوں کے مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ اِمداد وصول کرنے والے رقم اور اشیاء وغیرہ حاصل کرتے ہیں اور دینے والے سیاسی اور سفارتی مقاصد حاصل کرتے ہیں۔ اِن کے سیاسی اثرات کو درج ذیل نکات کی شکل میں بیان کیا جاتا ہے:

۱۔ عالمی بینک، آئی ایم ایف اور (GATT) دوسری جنگِ عظیم کے بعد امریکہ کی خصوصی دلچسپی سے قائم کئے گئے تھے۔ اِس کا ظاہری مقصد تو جنگ زدہ یورپ کی معیشت کو سہارا دینا تھا لیکن سیاسی طور پر امریکہ یورپ کی ہمدردی اور تعاون حاصل کر کے سویت یونین کی اشتراکیت کو پھیلانے سے روکنا چاہتا تھا۔

۲۔ اِن اِداروں کا ایک اہم مقصد قرض لینے والے ممالک کے رویوں کو متاثر کرنا ہوتا ہے۔ اِسطرح دینے والے لینے والوں کے فیصلہ سازی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ کمزور ممالک کو فیصلہ سازی میں اِن اِداروں سے ہدایات لینی پڑتی ہے اور اُن کی شرائط کے مطابق ملک کو چلانا پڑتا ہے۔

۳۔ اِمداد یا قرض وغیرہ دینے اور لینے کے فوجی مقاصد بھی ہوتے ہیں۔ لینے والا ملک دفاعی طور پر اہم ہوتا ہے اور اُس ملک میں اثر رسوخ بڑھانے کیلئے اُسے اِقتصادی ترغیبات دی جاتی ہیں تاکہ دینے والے اُس کی دفاعی اہمیت کو اپنے قومی مفادات کیلئے اِستعمال کر سکیں۔

۴۔ عالمی اِدارے تجارتی اور کاروباری مواقع حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اِس طرح سفارتی مفادات بھی حاصل کئے جاتے ہیں۔

۵۔ کمزور اور پسماندہ ممالک میں نجکاری، سیاسی اِستحکام اور جمہوریت کو مضبوط کرنے کیلئے بھی عالمی معاشی اِدارے خواہشمند ہوتے ہیں۔ لینے والے بھی سیاسی اِستحکام کے حصول کیلئے قرض اور اِمداد لے کر معاشی خوشحالی حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ معاشی اور سیاسی اِستحکام لازم و ملزوم ہیں۔

۶۔ عالمی سیاست میں اپنے اِتحادیوں میں اضافہ کیلئے بھی اِن اِداروں کو بروئے کار لایا جاتا ہے۔

۷۔ بڑے ممالک یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ بڑے رہیں، کمزور کا اِستحصال کرتے رہیں اور اُن کے خلاف آواز بھی نہ اُٹھے۔ جن ممالک میں عوام آواز اُٹھاتے ہیں تو وہاں عوامی خواہش کے برعکس حکومتیں قائم

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

کرنا بھی اِن اِداروں کی خواہش ہوتی ہے۔ اِن اداروں سے معاملات اِس لئے کئے جاتے ہیں کہ ملک کی معاشی صورتِ حال کو عوام کیلئے مفید بنایا جائے اور حکمران طبقے کی سیاسی ساکھ مضبوط ہو۔ یعنی سیاسی کامیابی کیلئے حکومت قرض یا اِمداد حاصل کرتی ہے۔ اگرچہ حکمرانوں کو وقتی طور پر فائدہ پہنچتا ہے لیکن ملک کی خود اِنحصاری، خودی اور آزادی کمزور ہوجاتی ہے۔

۹۔ لینے والے اِن اِداروں کے ناجائز مطالبات، شرائط اور ہدایات پر عمل کرنے کے پابند ہوجاتے ہیں اور ریاستیں عالمی وقار کھو بیٹھتی ہیں۔

۱۰۔ بعض برسرِ اِقتدار جماعتیں عوام سے کئے گئے وعدوں اور اِنتخابی منشور کی تکمیل کیلئے عالمی اِداروں سے قرض اور اِمداد حاصل کرنے کی خواہاں ہوتی ہیں تا کہ وہ سیاسی مستقبل کو محفوظ بنا سکیں۔

بین الاقوامی معاشی اِداروں میں تبدیلی کی تجاویز
(Proposals to Change International Economic Institutions)

ذیل میں بین الاقوامی معاشی اِداروں کے مقاصد، ساخت اور طریقہِ کار میں تبدیلی کی ایسی تجاویز دی جارہی ہیں جو عالمی معاشی تحفظ، آزاد تجارت اور پائیدار ترقی کا باعث بن سکتی ہیں۔

۱۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کی باہمی مشاورت سے نئے عالمی اِقتصادی نظام کے قیام کی ضرورت ہے۔ دُنیا کے شمال میں دولت مند جبکہ جنوب میں غریب ممالک کی اکثریت ہے۔ مساوی حیثیت کی بنیاد پر دُنیا کے دونوں حصوں کے ممالک کے درمیان گفت وشنید کی ضرورت ہے تا کہ موجودہ عالمی معاشی نظام میں ایسی اِصلاحات لائی جائیں جس سے برابری، مساوات اور اِنصاف پر مبنی نیا قابلِ قبول عالمی معاشی نظام وجود پذیر ہوسکے۔

۲۔ عالمی تجارت اور مالیاتی نظام کیلئے نئے ہمہ گیر بنیادی اُصول وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ کمزور ممالک

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

کی برآمدات کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے۔

۳۔ تیسری دُنیا کے ممالک کیلئے محصولات میں کمی کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک عالمی خوراک پروگرام کا اِجراء ہونا چاہیئے۔

۴۔ تیسری دُنیا کے ممالک کو جدید ترقی سے اِستفادہ کرنے کیلئے سائنس اور ٹیکنالوجی کو اِن ممالک میں آسانی سے منتقل اور دستیاب ہونے کو یقینی بنانا چاہیے۔

۵۔ دُنیا کے تمام ممالک کو یہ آزادی ہونی چاہیئے کہ وہ جو بھی اِقتصادی نظام اپنانا چاہیں اپنا سکیں۔ بڑی طاقتیں یا عالمی اِدارے اِس حوالے سے مداخلت، دباؤ ڈالنے یا مجبور کرنے سے باز رہیں۔

۶۔ بڑی طاقتیں اور عالمی اِدارے سیاست سے بالاتر ہوکر نیک جذبے کے ساتھ اِنسانی خیر وفلاح کیلئے کمزور ممالک کو فنی اور مالی تعاون فراہم کریں۔

۷۔ عالمی اِداروں کی ساخت میں ایسی تبدیلیوں کی ضرورت ہے کہ لینے والے ممالک بھی موثر طور پر فیصلہ سازی میں شامل ہوں کیونکہ یہ اِدارے کمزور ممالک کیلئے بنے ہوئے ہیں اور کمزور ممالک کی رائے کو اہمیت دینا بھی ضروری ہے۔

۸۔ اِن اِداروں سے قرض لینے والے ممالک کی معاشی حالت اور قوتِ واپسی کو دیکھتے ہوئے شرائط میں نرمی کرنی چاہیئے۔

۹۔ عالمی اِداروں کی کوشش ہونی چاہیئے کہ تیسری دُنیا میں اُٹھنے والے اِقتصادی تعاون کے جذبات کا اِحترام کیا جائے اور ایسی خواہشات کی تکمیل کیلئے نیک نیتی کے ساتھ تعاون کیا جائے۔

۱۰۔ کثیر الاقوامی کارپوریشنوں پر نظر رکھنے کے علاوہ اِن کارپوریشنوں کو تیسری دُنیا کی حقیقی ترقی میں معاون بنایا جائے۔

۱۱۔ کمزور ممالک کا یہ حق یقینی ہو کہ اُنکا اپنی قدرتی ومعاشی وسائل پر اِقتدارِ اعلیٰ قائم ہو۔ نیز اِن ممالک کی غیر ملکی سرمایہ کاری پر بھی قابو حاصل ہو۔

۱۲۔ ترقی پذیر ممالک کے خام مال کی قوتِ خرید کو قائم رکھا جائے اور اِن کو ترقی یافتہ ممالک کی مارکیٹوں تک رسائی کو یقینی بنایا جائے۔

۱۳۔ عالمی بینک اور آئی ایم ایف کے فیصلہ سازی کے اِختیار میں اضافہ کیا جائے۔

awazeinqilab.com

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۱۴۔ آئی ایم ایف کی رائے دہندگی کے نظام میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے۔زیادہ نمائندگی والی اقوام سے رائے دہندگی کم نمائندگی والی اقوام کو منتقل کرنا چاہیئے۔چھوٹے ارکان کے حق ووٹ میں اضافہ ضروری ہے۔اِس طرح ابھرنے والی نئی معاشی طاقتوں یعنی چین اور برازیل وغیرہ کو فعال کردار مل جائے گا۔عالمی بینک کا اقوام متحدہ، آئی ایم ایف، دیگر علاقائی بینکوں، اِمداد دینے والوں اور سول سوسائٹی وغیرہ سے زیادہ تعاون کی ضرورت ہے۔عالمی بینک کے اعداد و شمار کے مطابق آئی ایم ایف کے وسائل ترقی پذیر ممالک کی ضروریات سے کہیں زیادہ کم ہیں۔اِسلئے G20 کے ممالک کو آئی ایم ایف کے وسائل میں تین گنا اضافہ کرنے کی ضرورت ہے یعنی 250 بلین ڈالرز سے بڑھا کر 750 بلین ڈالرز کرنا۔آئی ایم ایف کے سربراہ کا تقرر قومیت سے قطع نظر میرٹ پر ہونا چاہیئے۔آئی ایم ایف کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے شاہانہ انداز کو اعلیٰ فیصلہ ساز انداز میں تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔عالمی بینک کے سربراہ کا تقرر بھی ہر بات سے قطع نظر میرٹ پر ہونا چاہیئے۔
ووٹ کے طریقہ کار میں ایسی تبدیلی بھی ضروری ہے کہ نمودار ہونے والی اِقتصادی طاقتوں کو بھی وزن مل سکے۔

۱۵۔ اِن اِداروں کو زیادہ پیداواری سرمایہ کاری کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔اِس کیلئے توانائی، نجی شعبہ اور علاقائی یکجہتی کو فروغ دینا چاہیئے۔اہم فیصلوں پر امریکہ کا اثر ختم کرنا چاہیئے۔عالمی بینک کو افسر شاہی اور وقت ضائع کرنے کا بوجھ اُتارنا چاہیئے تا کہ قرض لینے والوں کیلئے آسانی ہو۔

۱۶۔ عالمی بینک اور دیگر علاقائی ترقیاتی بینکوں کو کوشش کرنی چاہیئے کہ روایتی افسر شاہی اور پالیسی کی رکاوٹوں کو دور کرے تا کہ بحرانوں کا مقابلہ جلدی اور آسانی سے ہو سکے۔

بین الاقوامی تجارت اور مالیات کے پاکستان کی اِقتصادیات پر اثرات

(Impacts of International Trade and Finance on Economy of Pakistan)

پاکستان اور عالمی تجارت

(Pakistan and International Trade)

پاکستان کی اشیاء کی غیر ممالک میں فروخت 1972-73ء سے حوصلہ شکن رہی ہے۔پانچ قسم کی اشیاء جن میں روئی کا کپڑا، گارمنٹس، اُون اور چاول وغیرہ اب بھی پاکستان کی برآمدات سے آمدنی کا 60 فی صد ہیں۔اِن میں سے اکثر اشیاء خشک سالی، سیلابوں اور کیڑے مکوڑوں کی وجہ سے کم برآمد کا سبب بنی۔جبکہ کئی کمزور مارکیٹ اور ناقص کوالٹی کی وجہ سے آمدنی کا سبب نہ بن سکیں۔پاکستان کی تجارت بلین امریکی ڈالرز میں کچھ اِس طرح رہا:

مالی سال	برآمدات	درآمدات
2000-01	9.2	10.7
2001-02	9.1	10.3
2002-03	11.2	12.2
2003-04	12.3	15.6
2004-05	14.4	20.6
2005-06	16.5	28.6
2006-07	17.0	30.5
2007-08	19.1	40.0
2008-09	17.7	34.8

awazeinqilab.com
NOT FOR SALE
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

2009-10	19.3	34.7
2010-11	24.81	40.41
2011-12	23.64	44.91
2013-14	23.64	

پاکستان بیورو برائے شماریات۔

امریکہ 2000-1999ء کے دوران پاکستانی اشیاء کیلئے سب سے بڑی مارکیٹ رہی اور تمام فروخت کا تقریباً 21 فیصد امریکہ نے جذب کیا۔ برطانیہ، ہانگ کانگ اور جرمنی بھی اہم خریدار رہے اور ہر ایک کا حصہ تقریباً 7 فیصد رہا جبکہ متحدہ عرب اِمارات کا حصہ 5 فیصد رہا۔ سال 1999ء میں پاکستان نے تجارت میں 1.4 بلین امریکی ڈالر کا خسارہ دکھایا۔ مالی سال 2007ء کے دوران تجارتی خسارہ 9.7 بلین امریکی ڈالر جبکہ سال 2008ء کے دوران 15 بلین امریکی ڈالر رہا۔

پاکستان کی درآمدات میں مشینری، تیل، کیمیکلز، ٹرانسپورٹ کے اوزار ہیں۔ اِن میں امریکہ اور جاپان سے آٹھ آٹھ فیصد اور ملائشیا، سعودی عرب اور اِمارات سے سات سات فیصد۔ سال 2003ء میں یورپی یونین پاکستان کا سب سے بڑا تجارتی شریک رہا اور پاکستان کے ایک تہائی برآمدات یورپی یونین نے جذب کیں۔

پاکستان عالمی تجارتی اِدارے (WTO) کا رکن ہے۔ اِس طرح ایک علاقائی تنظیم (ECO) کا فعال رکن ہے اور (SAARC) کا بھی اہم رکن ہے۔ پاکستان کی علاقائی تجارتی شریک بنگلہ دیش، بھارت اور سری لنکا ہیں۔ تجارتی خسارہ کو کم کرنے کیلئے پاکستان نے کئی اشیاء پر ٹیرف میں اضافہ کیا۔ پاکستان کئی دوست ممالک یعنی ملائشیا، سری لنکا اور چین کے ساتھ آزاد تجارتی معاہدات کی طرف بڑھ رہا ہے۔

عالمی تجارت کے معاہدات کا پاکستان پر اثرات
(Impacts of International Trade Agreements on Pakistan)

پاکستان عالمی تجارتی اِدارے (WTO) کا رکن ہے۔ اِس اِدارہ کے پاکستان کی سیاست اور معیشت پر درج ذیل اثرات ہیں:

NOT FOR SALE

- اِس سے سرمایہ کاری کی حد بہت کم ہوگئی ہے۔
- عالمی تجارتی اِدارے کی رکنیت کی وجہ سے بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے۔
- اِس کی رکنیت کی وجہ سے غربت میں مزید اضافہ ہوا ہے اور عوام کا معیارِ زندگی مزید خراب ہوا ہے۔
- سماجی برائیاں بھی اِس کی وجہ سے بڑھ گئی ہیں۔ معاشرتی برائیاں بالواسطہ طور پر اِس کا نتیجہ ہیں۔
- اِس معاہدہ کی وجہ سے حکومت کی آمدن اور اِخراجات پر منفی اثر پڑا ہے۔
- سرکاری اور نجی شعبے کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے اور قومی ترقی میں اِن دونوں شعبوں کا کردار اور اِشتراک کم ہوگیا ہے۔
- زرعی اور صنعتی ترقی پر منفی اثرات پڑے ہیں کیونکہ ہم بین الاقوامی مارکیٹ میں ترقی یافتہ ممالک کی اشیاء اور مصنوعات کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔
- غیر ملکی اشیاء میں عوام کی دلچسپی سے دولت کا بیرونِ ملک اِنتقال ہوا ہے۔
- ادائیگی کی توازن میں خسارہ ہوا ہے۔
- اپنے گرتے ہوئے مالیاتی نظام کو سہارہ دینے کیلئے قرض کا بوجھ بڑھتا جا رہا ہے۔
- اِس سے اِنفراسٹرکچر کی بربادی ہوئی ہے۔
- معاشی ابتری کی وجہ سے سیاسی عدم اِستحکام پیدا ہوا ہے۔
- اِس سے ملک عدم تحفظ کا شکار ہوا ہے۔
- فوری طور پر پاکستان اپنی مصنوعات کی کوالٹی بہتر بنانے پر مجبور ہوا ہے۔
- عالمی تجارتی معاہدہ کے منفی اثرات کو کنٹرول کرنے کیلئے پاکستان کو سارک، اِقتصادی تعاون کی تنظیم اور آزاد علاقائی تجارتی معاہدوں کو ترجیح دینی پڑی ہے اور علاقائی تجارتی سرگرمیوں میں دلچسپی لے رہا ہے۔ نجی اور سرکاری شعبوں کی اِشتراک کو توجہ دی جا رہی ہے۔ چین کیساتھ خصوصی تجارتی مراسم مزید بڑھانے پر کام جاری ہے۔

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

معاشی اِستحکام کے حصول میں پاکستان کی مشکلات
(Difficulties of Pakistan to Achieve Economic Stability)

پاکستان میں بے روزگاری کا مسئلہ شدت اِختیار کرگیا ہے۔ پڑھے لکھے نوجوان بے روزگاری کی وجہ سے سماجی برائیوں کا سبب بنتے رہے ہیں۔ حکومت بھی روزگار کے مواقع فراہم کرنے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہوئی۔ خودروزگاری کیلئے فراہم کردہ قرض کی سہولت کا غلط اِستعمال کیا جارہا ہے۔ حکومت کی کمائی کا بڑا حصہ بے روزگار لوگوں کو تھوڑی بہت مراعات اور سہولیات دینے میں خرچ ہوجاتا ہے۔ اِس طرح بے روزگاری معاشی اِستحکام کیلئے ایک بڑا چیلنج ہے۔ پاکستان میں افرادی قوت کی کمی نہیں لیکن لوگوں کی اکثریت فنی طور پر ماہر نہیں اور اِسکی بنیادی وجہ لوگوں کا فنی تعلیم کی طرف رجحان نہ ہونا ہے۔ ہرکوئی عام تعلیم حاصل کرنے کی کوشش میں ہے اور وہ بھی تعلیم برائے روزگار۔ روزگار بھی سرکاری ملازمت۔ اب حکومت کے پاس اتنی اسامیاں کہاں سے آئیں گی کہ ہرایک کو روزگار فراہم کیا جائے۔ لہٰذا بے روزگاری میں اضافہ ہوتا جارہا ہے اور تعلیم یافتہ نوجوان نجی کام یا روزمرہ کام کرنا بھی اپنے شان کے خلاف سمجھتا ہے۔ معاشی ترقی کیلئے فنی اور صنعتی سوچ نہایت اہم ہے۔ صنعتیں بھی ماہرین اور تربیتِ یافتہ لوگوں کے بغیر نہیں چل سکتیں۔ اِسلئے یہ مسئلہ بھی معاشی اِستحکام کے راستے میں رکاوٹ ہے۔ ملک میں معاشی وسیاسی حالات اچھے نہیں رہے اور حکومتوں کو غیر ملکی اِمداد اور قرض کا سہارا لینا پڑا۔ کوئی بھی حکومت پیداواری صلاحیتوں میں اضافہ کرنے پر توجہ مرکوز نہ کرسکی۔ اِس طرح ملک پر بیرونی قرضوں کا بوجھ ناقابلِ برداشت حد تک بڑھ گیا۔ ملکی آمدن کا بڑا حصہ قرضوں کی واپسی میں چلا جاتا ہے اور معاشی سرگرمیوں کیلئے پھر عالمی مالیاتی اِداروں اور ترقی یافتہ ممالک کی طرف دیکھنا پڑتا ہے۔ یہ سلسلہ جاری وساری ہے اور خود اِنحصاری کا خواب بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہورہا۔

پاکستان کی قومی بجٹ کا بہت بڑا حصہ فوجی مقاصد کیلئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔ ایسا کرنا ہر حکومت کی مجبوری ہوتی ہے کیونکہ موجودہ حالات وواقعات میں دفاع کو مستحکم بنانا بھی لازمی ہے۔ اصل مسئلہ پاکستان اور بھارت کے خراب تعلقات ہیں اور اِن کی بنیادی وجہ مسئلہ کشمیر ہے۔ بھارت بھی اپنے بجٹ کا خطیر رقم فوج پر خرچ کررہا ہے۔ دونوں ممالک کے عوام غریب ہیں اور اُن کی سماجی ومعاشی زندگی قابل رحم ہے جبکہ اِن کی حکومتوں کا پیسہ بندوق اور تحفظ کی خریداری پر ضائع ہورہا ہے۔ خطیر فوجی اِخراجات اِقتصادی اِستحکام کے راستے میں حائل ہے۔ ہمارے ملک کے عوام کی اکثریت روایت پسندی کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ کسی بڑی تبدیلی یا حرکت کا سوچ ہی نہیں ہے۔ ہم روایتی کاروباروں اور پیشوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ پاکستان کے عوام کا اِنحصار زراعت پر ہے اور صنعت کی طرف ہم توجہ مرکوز نہیں کرتے۔ الغرض زندگی کے ہر شعبے میں روایت

NOT FOR SALE

پسندی کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔ یہ حالت کسی بڑی تبدیلی کا اِشارہ نہیں دیتی۔ پاکستانی معاشرہ روایت پسندی، جاگیردارانہ نظام اور رُجعت پسند سوچ پر مبنی ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور لوگ زراعت سے روایتی طور پر منسلک ہیں۔ جدید معاشی نظام میں سب سے اہم کردار صنعتی، تجارتی اور سائنسی سوچ کا ہے۔ پاکستان میں بدقسمتی سے اِن خصوصیات کا اب تک فقدان ہے۔ صنعت میں سرمایہ کاری کا سوچ نہیں اور پھر فنی تربیتِ یافتہ لوگوں کی کمی ہے۔ اگر تھوڑے بہت ہیں وہ بیرونِ ملک چلے جاتے ہیں۔ پھر صنعت کاری کیلئے سہولیات اور ترغیبات کی کمی ہے۔ چند صنعتیں اگر ہیں بھی تو اُن کی مصنوعات کی کوالٹی عالمی مارکیٹ میں مقابلہ کی صلاحیت نہیں رکھتی۔ عالمی تجارتی اِدارے کی وجہ سے ملکی صنعت کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ یہ حالات معاشی عدم اِستحکام کے ذمہ دار ہیں۔

پاکستان میں غیر ملکی سرمایہ کاری کا فقدان ہے۔ اِس کی وجوہات میں حکومت کی طرف سے مراعات اور ترغیبات کی کمی اور سب سے اہم عدم تحفظ ہے۔ ملک میں دہشت گردی اور امن وامان کی سنگین صورتِ حال غیر ملکی سرمایہ کاروں کیلئے باعثِ خطرہ ہے۔ عالمی سرمایہ کاروں کی دلچسپی کے بغیر معاشی خوشحالی بہت مشکل ہوتی ہے۔ اِسلئے یہ مسئلہ بھی پاکستان کے معاشی اِستحکام کیلئے ایک اہم رکاوٹ ہے۔ بدقسمتی سے حکومت کے پاس ملکی وسائل کو بروئے کار لانے کیلئے فرصت نہیں کیونکہ حکومت دیگر سنگین مسائل میں پھنسی ہوئی ہے۔ ایک طرف وسائل سے صحیح اِستفادہ نہیں ہورہا جبکہ دوسری طرف آبادی میں برق رفتار اضافہ بھی باعثِ تشویش ہے۔ لوگوں کی تعداد میں بے تحاشہ اضافہ ہوتو اُن کیلئے زندگی کی بنیادی سہولیات و ضروریات پورا کرنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ قومی آمدنی و بیرونی قرض تو بنیادی ضروریات کی فراہمی پر خرچ ہوجاتا ہے اور کوئی ترقیاتی کام نہیں ہو پاتا۔ لہٰذا افراطِ آبادی ایک اور سنگین مسئلہ ہے جو معاشی اِستحکام کے راستے میں بڑی رکاوٹ ہے۔

اگر دُنیا کے ترقی یافتہ ممالک کی اِقتصادیات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ اُن ممالک میں تعلیم کی شرح بہت زیادہ ہے۔ پاکستان میں شرح خواندگی بھی بہت کم ہے اور لوگوں کی اکثریت ناخواندہ ہے۔ اِسلئے اکیسویں صدی میں ایک ناخواندہ معاشرہ کیسے معاشی طور پر مستحکم ممالک کے صف میں کھڑا ہوسکتا ہے۔ پاکستان میں توانائی یعنی بجلی کے بحران نے گزشتہ کئی برسوں سے سنگین صورتِ حال اِختیار کی ہوئی ہے۔ اِس بحران نے صنعت کی رہی سہی کسر بھی پوری کردی۔ جب بجلی نہ ہوتو زندگی میں حرکت کیسے پیدا ہوسکتی ہے۔ بجلی کے بحران نے تو معاشی زندگی کو مزید مفلوج کردیا ہے۔

کرپشن بھی عروج پر ہے جو کئی ایک خرابیوں کی جڑ ہے اور معاشی استحکام کی راہ میں سنگین رکاوٹ بھی۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

معاشی ترقی اور قرض سے چھٹکارا
(Economic Development and Release from Debts)

پاکستان کی معاشی ترقی کیلئے سب سے اہم بات یہ ہے کہ عالمی اِداروں اور غیر ملکی قرض کی بوجھ سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔ پاکستان کی معاشی ترقی اور عالمی قرض سے چھٹکارہ حاصل کرنے کیلئے درآمدات کی حوصلہ شکنی کی ضرورت ہے۔ حکومت کو خود اِنحصاری اور کفایت شعاری کا راستہ اِختیار کرنا چاہیئے اور ملک کے تمام وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اِس سلسلے میں عوامی سوچ کو بھی بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ایسی اشیاء کی درآمدات پر مکمل پابندی کی ضرورت ہے جو زندگی کی بنیادی ضروریات نہ ہوں۔ عوام کو بھی مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کیلئے خود اِنحصاری کی حکمتِ عملی اِختیار کرنی چاہیئے۔ پاکستانی عوام کا ایک اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ یہ لوگ غیر ملکی مصنوعات کو قومی مصنوعات پر ترجیح دیتے ہیں۔ کسی حد تک عوام حق بجانب بھی ہیں کیونکہ ملکی اشیاء کی کوالٹی خراب ہوتی ہے اور قیمتیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ یہاں کوالٹی اور قیمت پر بھی کوئی سرکاری نظر نہیں ہوتی۔ لیکن یہاں ایک کلچر بھی فروغ پاچکا ہے کہ غیر ملکی اشیاء کا اِستعمال جدیدیت کی علامت بن چکی ہے اور اِن اشیاء کا اِستعمال ایک فیشن بن چکا ہے۔ ملکی صنعت کو سہارا دینے اور خود اِنحصاری کا راستہ اپنانے کیلئے دیسی اشیاء کا اِستعمال لازمی ہے۔ اِس طرح ملکی سرمایہ دیگر ممالک میں نہیں جائے گا۔

ملک کی آمدنی کا بہت اہم ذریعہ صنعت اور صنعتی مصنوعات ہوتی ہیں۔ کم قیمت پر اعلیٰ کوالٹی کے اشیاء تیار کر کے برآمدات میں اضافہ کیا جاسکتا ہے جس کی وجہ سے ملک کی عالمی تجارت میں کردار بڑھ سکتا ہے۔ ملک کے اندر سرمایہ آسکتا ہے جو عالمی قرض کی حوصلہ شکنی کا باعث بن سکتا ہے۔ صنعت کاری کے رُجحان کو فروغ دینے کیلئے حکومت کو ترغیبات اور مراعات کا اِعلان کرنا چاہیئے۔ سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیئے اور سرکاری و نجی تعاون کو توجہ دینی چاہیئے۔ فنی تعلیم کو اہمیت دینی چاہیئے۔ بدقسمتی سے ملکی معیشت کا اِنحصار غیر ملکی قرضوں پر ہے۔ دوسری جانب حکومت اور افسر شاہی کی شاہ خرچیاں بھی بے مثال ہیں۔ پیسہ غیر ضروری اُمور پر خرچ کیا جاتا ہے یا ایسی جگہوں میں خرچ کیا جاتا ہے جن کی کوئی ترقیاتی پیداواری اہمیت نہیں ہوتی۔ دفاتر میں غیر ضروری طور پر وسائل کی غیر ضروری اِستعمال کا کلچر ہے۔ اہم عہدیدار بدعنوانی کے عادی ہو چکے ہیں اور کوئی پرسانِ حال نہیں۔ اِسلئے دولت کی ضیاع کو روکنے کیلئے زندگی کے ہر شعبہ میں بامقصد اِصلاحات کی شدید ضرورت ہے۔ لہٰذا ضرورت اِس امر کی ہے کہ غیر ترقیاتی اِخراجات کو کنٹرول کیا جائے اور بدعنوانی روکنے کیلئے سنجیدہ کوششیں کی

NOT FOR SALE

جائیں۔ ٹیکس چوری کا بھی آہنی ہاتھوں سے سدِ باب ہونا چاہیئے تاکہ حکومت کی آمدنی میں اضافہ ہو۔

پاکستان میں عام تعلیم کی شرح کم ہے اور پھر فنی اور سائنسی تعلیم کا رُجحان بہت کمزور ہے۔ بے روزگاری ختم کرنے کیلئے خود روزگاری کے منصوبے بنائے جائیں اور اِس مقصد کیلئے لوگوں کو تکنیکی اور سائنسی تعلیم کے حصول کی ترغیب دینی چاہیئے۔ افرادی قوت اُس وقت تک قومی سطح پر بے معنی ہے جب لوگوں کی اکثریت مہارت یا فنی تربیت حاصل نہ کریں۔ ماہر لوگ ملکی معیشت کے سہارے کا سبب بنتے ہیں۔ جب ملکی معیشت مستحکم ہو تو بیرونی قرض ختم ہوسکتا ہے۔

عالمی قرض کا پاکستان کی پالیسیوں اور شہریوں پر اثرات:
(Impacts of International Debt on the Policies and Citizens of Pakistan)

پاکستان اِس وقت عالمی طاقتوں، آئی ایم ایف اور عالمی بینک وغیرہ کے قرضوں میں پھنسا ہوا ہے۔ اِس صورتِ حال کی ملک کے پالیسیوں اور شہریوں پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ قرض تلے دبا ہوا ملک یا فرد کو کبھی بھی خوددار نہیں کہا جاسکتا۔ ایسے ممالک اور افراد برادری میں عزت اور وقار کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے۔ خوددار، باعزت، باوقار سلوک کی توقع تب کی جاسکتی ہے جب ملک یا فرد قرض کے بوجھ تلے نہ ہو۔ عزت پر اُس وقت سخت حرف آتی ہے جب لئے گئے قرض کو عیش وعشرت اور فضولیات پر ضائع کیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اِن قرضوں کی وجہ سے بین الاقوامی برادری میں ہمیں حقیقی باوقار مقام حاصل نہیں۔ ہمیں قرض دینے والوں کے جائز و ناجائز شرائط کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنا پڑتا ہے جو خودی کے خلاف ہے۔ جب عالمی قرض کو ختم کرنے اور مستحکم معاشی نظام کو یقینی بنانے کیلئے ٹھوس اِقدامات کئے جائیں گے اور کشکول کو توڑیں گے تو ہم عظمت کے ساتھ عالمی سطح پر سر اُٹھانے کے قابل بن جائیں گے۔ عالمی قرض ملک کی آزادی، خودمختاری اور مقتدر حیثیت برقرار رکھنے کیلئے مضر ہے۔ ایک آزاد اور مقتدر ملک کسی بیرونی دباؤ، مطالبے اور شرط سے آزاد ہوتا ہے۔ جب کسی بیرونی ملک یا اِدارے سے قرض حاصل کیا جاتا ہے تو اُن کی شرائط اور مطالبات ماننے پڑتے ہیں۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

مشق

1- درج ذیل سوالات کے لیے موزوں جواب یعنی ا، ب، ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانے میں لکھیں۔

ا۔ گلوبلائیزیشن کی وجہ سے کثیر القوامی ---- دنیا بھر میں مصروف ہو چکے ہیں۔
(ا) کارندے (ب) دشمن (ج) کارپوریشنز (د) تاجر

۲۔ G20 کے ممالک کو آئی ایم ایف کے وسائل میں ---- اضافہ کرنے کی ضرورت ہے۔
(ا) دوگنا (ب) تین گنا (ج) چارگنا (د) پانچ گنا

۳۔ سال 2003ء میں یورپی یونین پاکستان کا سب سے بڑا ---- شریک رہا۔
(ا) سیاسی (ب) معاشرتی (ج) تجارتی (د) ثقافتی

۴۔ پاکستان ---- تجارتی ادارے (WTO) کا رکن ہے۔
(ا) ملکی (ب) علاقائی (ج) عالمی (د) ایشیائی

۵۔ زندگی کے ہر شعبے میں ---- کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔
(ا) روایت پسندی (ب) حقیقت پسندی (ج) ترقی پسندی (د) انقلاب پسندی

۶۔ قرضوں کی وجہ سے بین الاقوامی ---- میں ہمیں حقیقی باوقار مقام حاصل نہیں۔
(ا) مارکیٹ (ب) تنازعات (ج) برادری (د) بازار

2- درج ذیل جملوں کے سامنے صحیح جملوں کو صحیح پر اور غلط جملوں کے سامنے غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ سیاست اور معاشیات کا ایک دوسرے پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ صحیح۔غلط
۲۔ بیرونی قرض اور امداد کی بڑی حد تک حوصلہ شکنی ہونی چاہیئے۔ صحیح۔غلط
۳۔ عالمی بینک انسانی وسائل کی ترقی پر کام نہیں کر رہا۔ صحیح۔غلط
۴۔ دنیا کے شمال میں غریب جبکہ جنوب میں امیر ممالک کی اکثریت ہے۔ صحیح۔غلط
۵۔ پاکستان SAARC کا رکن ہے۔ صحیح۔غلط

۶۔ پاکستان کے قومی بجٹ کا بڑا حصہ فوجی مقاصد پر خرچ کیا جاتا ہے۔ صحیح۔غلط
۷۔ دنیا بھر میں سب سے زیادہ غیر ملکی سرمایہ کاری پاکستان میں ہے۔ صحیح۔غلط
۸۔ غیر ملکی مصنوعات کو قومی مصنوعات پر ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔ صحیح۔غلط

3- درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجیے:

ا۔ اقتصادی عالمگیریت (Globalization) کی تعریف کریں۔
۲۔ پاکستان کی اہم درآمدات اور برآمدات بیان کریں۔
۳۔ عالمی تجارتی اداروں کے پاکستان کی معیشت پر تین منفی اثرات تحریر کریں۔
۴۔ پاکستان کیوں علاقائی تجارتی سرگرمیوں میں دلچسپی لے رہا ہے؟

4۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں:

ا۔ خود انحصاری پر بنیاد معیشت کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔
۲۔ پاکستان کی معیشت پر اقتصادی عالمگیریت کے اثرات بیان کیجیے۔
۳۔ خود انحصاری پر بنیاد اقتصادیات کے لوازمات کیا کیا ہیں تفصیل سے لکھیں۔
۴۔ کسی دو کو تفصیلاً بیان کریں:
ا۔ عالمی بینک
۲۔ آئی ایم ایف
۳۔ ایشیائی ترقیاتی بینک
۵۔ بین الاقوامی اداروں کے معاشی پروگرام کے سیاسی اثرات بیان کیجیے۔
۶۔ بین الاقوامی معاشی اداروں کو موثر بنانے کیلئے آپ کیا تجاویز دیں گے۔ تفصیل سے تحریر کریں۔
۷۔ عالمی تجارت کے معاہدات کا پاکستان کی معیشت اور سیاست پر اثرات بیان کریں۔
۸۔ معاشی استحکام کے حصول میں پاکستان کی مشکلات کیا ہیں۔ تفصیلی تذکرہ کریں۔
۹۔ معاشی ترقی اور قرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے کیا اقدامات اُٹھائے جاسکتے ہیں اور قرض کے پاکستان کی پالیسیوں اور شہریوں پر کیا اثرات ہیں؟
۱۰۔ نوٹ لکھیں: براہ راست غیر ملکی امداد، اقتصادی گلوبلائزیشن، پائیدار ترقی۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

عملی سرگرمیاں:

۱۔ خود انحصاری کی اہمیت پر مضمون نویسی کا مقابلہ منعقد کریں۔
۲۔ اِس باب میں سے کلاس میں ایک کوئز کا اہتمام کریں۔
۳۔ "پاکستان کی معیشت پر غیر ملکی اثرات"۔ ماہر اقتصادیات کو کلاس میں دعوت دے کر اِس موضوع پر بحث مباحثہ کروائیں۔

NOT FOR SALE

باب ۴
بین الاقوامی تنازعات اور اُن کا حل

تدریسی مقاصد

اِس باب کے پڑھنے کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ گزشتہ نصف صدی کے تاریخی تناظر میں موجودہ عالمی تنازعات کی نشاندہی کر سکیں۔
۲۔ اُس عالمی تناظر کی نشاندہی کر سکیں جس میں تنازعات کی حل کیلئے بات چیت کو اِستعمال کیا گیا۔
۳۔ عالمی تنازعات کے وجوہات کی نشاندہی کر سکیں۔
۴۔ تنازعات کے حل کے موثر حکمت عملیوں کی نشاندہی کر سکیں (سچائی اور مصالحت جنوبی افریقہ)۔
۵۔ عالمی سطح پر ثالث اِداروں کی نشاندہی کر سکیں مثلاً اقوام متحدہ۔
۶۔ اقوام متحدہ کے عالمی عدالت انصاف کے افعال کو بیان کر سکیں۔
۷۔ عالمی تنازعات کے حل میں افراد کا کردار کا بطورِ ثالث اور بات چیت کنندہ وضاحت کر سکیں۔
۸۔ ایک اچھے ثالث اور گفت و شنید کنندہ کے خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔
۹۔ یہ تجاویز دے سکیں کہ اِن خصوصیات کو کیسے اپنایا جا سکتا ہے۔

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

تعارف:

جہاں اِنسان آباد ہوں تو وہاں باہمی مدد اور تعاون کے ساتھ ساتھ اِختلافات کا وجود پذیر ہونا بھی ایک قدرتی امر ہے۔ دو اِنسانوں کے درمیان تنازعہ پیدا ہوسکتا ہے۔ ایک خاندان یا قبیلہ کے اندر تنازعہ پیدا ہوتا ہے اور ہم وطن لوگوں کے درمیان تنازعات جنم لیتے ہیں۔ اِسی طرح ممالک کے درمیان اِختلافات وتنازعات کا پیدا ہونا بھی ایک قدرتی امر ہے۔ دُنیا میں پہلی اور دوسری جنگ عظیم اور ممالک کے درمیان جنگوں کی وجوہات بھی وسائل و بالادستی وغیرہ حاصل کرنے کیلئے تنازعات سے شروع ہوئیں۔ تنازعات پیدا ہوتے رہتے ہیں لیکن ممالک باہمی مشاورت، سوچ وفکر اور بہترین حکمت عملی کے ذریعے اِن تنازعات کو حل بھی کرسکتے ہیں۔

موجودہ عالمی تنازعات کا تاریخی پس منظر
(Historical Background of the Existing International Conflicts)

ا۔ فلسطین کا تنازعہ (Palestine Dispute):

جدید فلسطین مشرقِ وسطیٰ کا وہ علاقہ ہے جو بحیرہِ روم سے دریائے اُردن اور لبنان سے مصر کے جزیرہ نماء سینائی تک پھیلا ہوا ہے۔ فلسطینی علاقہ 1917ء میں ترکی سے برطانیہ کے کنٹرول میں چلا گیا۔ اُسی زمانے میں یہودیوں کی ایک عالمی تنظیم Zionism کے نام سے شروع کی گئی تھی جس کا مقصد دُنیا بھر میں پھیلے ہوئے یہودیوں کیلئے فلسطینی علاقے میں اِسرائیل کے نام سے ایک ریاست کا قیام تھا۔ برطانیہ نے بھی اِس مقصد کی حمایت کا اِعلان کیا تھا۔ عربوں کی واضح مخالفت کے باوجود یہودیوں نے فلسطینی علاقوں میں آنا شروع کیا اور 1947ء تک تقریباً 19 لاکھ کے قریب یہودی یہاں آباد ہوچکے تھے۔ اُسی سال اقوامِ متحدہ نے فیصلہ کیا کہ اِس علاقے کو دو ریاستوں یعنی فلسطین اور اِسرائیل میں تقسیم کیا جائے گا اور بیت المقدس (یروشلم) کو عالمی کنٹرول میں دیا جائے گا۔ اِسرائیل نے یہ فیصلہ تسلیم کیا لیکن عربوں نے علاقے کی تقسیم کی سخت مخالفت کی۔ اِس طرح 14 مئی 1948ء کو اِسرائیلی ریاست کے قیام کا اِعلان کیا گیا۔

اِسرائیل کے قیام کے وقت اِس علاقے میں 35 فیصد یہودی اور 65 فی صد فلسطینی آباد تھے۔ اِسرائیل کے وجود کو عرب دُنیا نے تسلیم نہیں کیا اور 49-1948ء میں عرب اِسرائیلی جنگ میں عربوں کو شکست ہوئی۔ اِسرائیل نے یروشلم کے نئے شہر اور فلسطین کے آدھے علاقے پر قبضہ کیا۔ اُردن نے پرانے یروشلم اور دریائے اُردن کے مغربی کنارے جبکہ مصر نے غزہ کی پٹی پر قبضہ کیا۔ سال 1967ء میں عرب اور اِسرائیل کے درمیان چھ دن کی جنگ ہوئی جس میں اِسرائیل نے دریائے اُردن کا مغربی کنارہ، غزہ کی پٹی اور مشرقی یروشلم پر قبضہ کیا۔ اِس سے فلسطینی بکھر گئے۔ دس لاکھ کے قریب اِسرائیل کے شہری بنے، اُنتالیس لاکھ مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی میں اور پچاس لاکھ کے قریب اُردن، لبنان، شام اور دیگر عرب ممالک میں پناہ گزین ہوئے۔ اِس دوران فلسطینی مجاہدین اور اِسرائیلیوں کے درمیان چھوٹی موٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ فلسطینی عوام پر ناقابلِ بیان ظلم کئے گئے اور مغربی ممالک اِسرائیل کا ساتھ دیتے رہے۔ 13 ستمبر 1993ء کو اوسلو کے مقام پر آزادی فلسطین کی تنظیم (Palestine Liberation Organization-PLO) کے سربراہ یاسر عرفات اور اِسرائیلی حکومت کے درمیان معاہدہ ہوا۔ غزہ کی پٹی اور مغربی کنارے کے کچھ علاقے مین فلسطین نیشنل اتھارٹی کے نام پر اپنی حکومت قائم کی گئی۔ لیکن اِس کے بدلے پی ایل او نے اِسرائیل کو بھی تسلیم کیا جس سے فلسطینی مجاہدین ناراض ہوئے اور اُنہوں نے حماس نامی تنظیم کے زیرِ قیادت اِسرائیل کو مٹانے اور فلسطینی ریاست کے قیام کیلئے مسلح جدوجہد کا عہد کیا ہے۔ بعد میں مستقل حل کیلئے پی ایل او اور اِسرائیل کے درمیان بات چیت 2010ء تک جاری رہی لیکن کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا اور اِس طرح اوسلو معاہدہ کا مستقبل بھی خطرے میں ہے۔ تاہم اِس مسئلے کے حل کیلئے فریقین گفت وشنید میں مصروف ہیں اور جو کچھ فلسطینی قومی آتھارٹی کی شکل میں نظر آرہا ہے یہ گفت وشنید کا ثمر ہے۔

۲۔ افغانستان کا تنازعہ (Afghan Dispute):

افغان تاریخ جنگوں سے بھری ہوئی ہے۔ موجودہ افغان تنازعہ اُس وقت شروع ہوا جب گیارہ ستمبر 2001ء کو امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک اور پینٹا گان پر ہوائی حملے ہوئے اور اُن میں مالی نقصان کے علاوہ ہزاروں افراد بھی مر گئے۔ امریکہ نے اِس کا دعوٰی ایک اِنتہاپسند مسلمان تنظیم القاعدہ پر کیا جس کی قیادت اُس وقت افغانستان میں طالبان حکومت کی مہمان تھی۔ امریکہ نے افغانستان میں طالبان سربراہ مملکت مُلا محمد عمر سے دو مطالبات کئے یعنی افغانستان میں القاعدہ کے تمام مراکز کا بند کرنا اور القاعدہ کی قیادت خصوصاً اُسامہ بن لادن کو امریکہ کے حوالے کرنا۔ افغان قیادت نے اِن مطالبات کو پورا کرنے سے اِنکار کیا اور امریکہ نے طالبان اور القاعدہ کے خلاف جنگ کا اِعلان کیا۔ اِس دہشت گردی کے خلاف عالمی

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

اِتحاد کے نام سے امریکہ نے اپنی حامیوں کو جمع کیا جس میں پاکستان کو بھی ڈرا دھمکا کر شامل کیا گیا۔ افغانستان پر ٹنوں کے حساب سے بارود برسایا گیا۔ چند مہینوں میں طالبان حکومت کا خاتمہ کیا گیا۔ کئی اہم طالبان والقاعدہ قائدین کو قتل کیا گیا اور کئی گرفتار کیے گئے۔ گرفتار قیدیوں کو کیوبا کے جیل 'گوانتاناموبے' میں غیر اِنسانی سزائیں دی گئیں۔ افغانستان میں القاعدہ کے تمام اہم پناہ گاہوں اور تربیت گاہوں کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔

افغانستان میں امریکہ نے اپنی حمایت یافتہ حکومت قائم کی ہوئی ہے جسے نیٹو اور چالیس سے زیادہ اتحادی ممالک کی حمایت حاصل ہے لیکن تاحال افغانستان میں امن نہیں ہے جس سے ہمارے قبائلی علاقے اور خیبر پختونخوا شورش میں ہیں۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ امریکہ اپنی خارجہ پالیسی میں حقیقت پسندی کا عنصر شامل کرتے ہوئے عالمی مسلمان تحریکوں کو دہشت گرد کہنے کی بجائے اُسے آزادی پسند تحاریک تسلیم کرے اور ظالم کا ساتھ دینے کی بجائے مظلوم کی دادرسی کرے تو شاید پھر کبھی بھی کوئی گیارہ ستمبر 2001ء جیسے واقعات دہرانے کی کوشش نہیں کرے گا۔ اِسلئے امریکہ اور اِسکے اِتحادیوں کو 'جیو اور جینے دو' کی پالیسی اِختیار کرنی چاہیئے۔

افغانستان کے مسئلے کے پائیدار حل کیلئے ضروری ہے کہ:

۱۔ امریکہ اور اتحادی افواج افغانستان سے نکل جائیں۔
۲۔ امریکہ مسلم دوست پالیسی اپنائے۔
۳۔ عالمی مسائل کو مساوات، اِنصاف اور ہمدردی کی بنیاد پر دیکھے جائیں۔
۴۔ جمہوریت کو پھلنے پھولنے دیا جائے اور ہمسایہ ممالک دیانتدارانہ کردار ادا کریں۔
۵۔ دیانتدار افغان قیادت کو آگے لایا جائے۔
۶۔ اقوام متحدہ اور اسلامی سربراہی کانفرنس موثر کردار ادا کریں۔
۷۔ ہر کسی کا باعزت طور پر جینے اور بقاء کا حق تسلیم کیا جائے۔
۸۔ امریکہ، افغان قیادت اور طالبان بیٹھ کر با مقصد مذاکرات کریں۔

عالمی تنازعات اور مسائل کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہوئے ایک نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ہر مسئلے میں اِنسانی جان و مال کے ضیاع کے بعد اقوام نے بالآخر مذاکرات کا راستہ اپنایا ہے۔ اِسلئے ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِس مسئلے کو سفارتی اور سیاسی انداز میں حل کیا جائے اور باہمی گفت و شنید کا راستہ اِختیار کیا جائے۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

۳۔ کشمیر کا تنازعہ (Kashmir Dispute)

پاک و ہند کی آزادی سے پہلے کشمیر ایک آزاد ریاست تھی۔ تین جون 1947ء کے تقسیم ہند کے منصوبے کے مطابق تمام ہندوستانی ریاستوں کو یہ حق دیا گیا تھا کہ ریاستوں کے حاکم اپنی ریاستوں کی جغرافیائی حدود دیکھیں کہ وہ بھارت کے نزدیک اور متصل ہیں یا پاکستان کے۔ دوسری بات یہ کہ ریاست میں مسلمانوں کی اکثریت ہے یا ہندوؤں کی۔ کشمیر کے راجہ نے اِن دونوں باتوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے بھارت سے اِلحاق کا اِعلان کیا۔ اِس پر کشمیری مسلمانوں نے اِعتراض کیا۔ پاکستان کے قبائلیوں نے کشمیر جا کر بھارت کے خلاف جہاد کا اِعلان کیا اور موجودہ آزاد کشمیر کو بھارت سے آزادی دلوائی جبکہ مقبوضہ کشمیر بھارت کے قبضے میں ہے۔ کشمیر کی جنگ کو روکنے کیلئے بھارت اقوام متحدہ پہنچ گیا اور اقوام متحدہ نے ایک قرارداد کے ذریعے کشمیر میں اِستصوابِ رائے کرا کے کشمیر کی مستقبل کا فیصلہ کرنے کی سفارش کی لیکن بھارت نے اِس پر بھی خاموشی اِختیار کی ہوئی ہے۔ مقبوضہ اور آزاد کشمیر کے درمیان لائن آف کنٹرول قائم کی گئی ہے۔

کشمیر میں عوام نے ہندوستان سے آزادی حاصل کرنے کیلئے جدوجہد شروع کر رکھی ہے۔ آل پارٹیز حریت کانفرنس عوام کی نمائندہ سیاسی اِتحاد ہے۔ بھارت نے تحریک آزادی کو دبانے کیلئے کشمیر میں فوج کا ایک بڑا حصہ متعین کیا ہوا ہے اور اب تک پانچ لاکھ کے قریب کشمیریوں کو شہید کیا گیا ہے۔ کشمیر کا مسئلہ پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک سنگین مسئلہ ہے جو کسی بھی وقت دونوں ممالک کے درمیان جنگ کا سبب بن سکتا ہے۔ دونوں ممالک ایٹمی طاقتیں ہیں اور کوئی ممکنہ جنگ پورے ایشیاء یا پھر شاید ساری دُنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے۔ یہ مسئلہ خطے کی ترقی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ اِس لئے اِسکا فوری حل ضروری ہے۔ اِس مسئلے کے ممکنہ حل درج ذیل ہیں:

۱۔ کشمیر کے دونوں حصوں کو آزادی دیکر ایک مسلمان ریاست قائم کی جائے۔
۲۔ دونوں حصوں کو تقسیم کر کے آزاد ریاستیں بنائی جائیں۔
۳۔ کشمیریوں کو خود فیصلہ کرنے کا اِختیار دیا جائے۔

دُنیا اور ایشیاء کے امن اور ترقی کیلئے اِس مسئلے کا حل بے حد ضروری ہے تا کہ دونوں ممالک اور کشمیری عوام اپنی توجہ ترقیاتی سرگرمیوں پر مرکوز کر سکیں۔ اِسلئے مسئلے کو بندوق کے ذریعے حل کرنے سے بہت بہتر ہے کہ بھارت، پاکستان اور کشمیری نمائندے گفت و شنید کے ذریعے اِس مسئلے کو حل کریں اور پاک۔ بھارت اعلیٰ سطحی مذاکرات کا عمل سنجیدگی کے ساتھ دوبارہ شروع کیا جائے۔

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۴۔ عراق کا تنازعہ (Iraq Dispute):

امریکی اِنتظامیہ نے صدر بُش کی نگرانی میں یہ فیصلہ کیا کہ عراق بڑے پیمانے پر تباہی کا اسلحہ (WMD) تیار کر رہا ہے جسے مہذب دُنیا کے خلاف اِستعمال کیا جا سکتا ہے۔ دراصل عراقی صدر صدام حسین دُنیا میں عموی اور مشرق وسطیٰ (عرب دُنیا) میں خصوصی طور پر امریکی مفادات کیلئے خطرہ تھا۔ اِس خطرے سے نمٹنے کیلئے تباہی کے اسلحے کا ڈرامہ رچا کر امریکہ نے عراق پر قبضہ جمانے کا پروگرام بنایا۔ عراق پر حملے اور قبضہ جمانے کی اہم وجوہات یہ تھیں:

۱۔ اِسرائیل کو صدام حسین کے جارحانہ عزائم سے بچانا۔
۲۔ صدام حسین کی حکومت اور ذات کا خاتمہ کیونکہ وہ امریکہ دُشمن تھا۔
۳۔ عراق دُنیائے عرب کے امریکی دوستوں کیلئے خطرہ تھا۔ کویت عرب میں امریکی سرگرمیوں کا مرکز ہے اور عراق نے کویت پر حملہ کر کے اِس پر قبضہ کیا تھا۔
۴۔ صدام حسین کی سربراہی میں امریکہ مخالف بلاک بننے کا خطرہ تھا۔
۵۔ علاقے میں فوجی کارروائی اور جدید جنگی آلات کی نمائش کرنا تا کہ خوف وہراس پھیلے اور لوگ امریکہ کی امان میں چلے جانے کو ترجیح دیں۔
۶۔ عراق میں امریکہ دوست حکومت قائم کی جائے۔
۷۔ عراق کے ممکنہ ایٹمی صلاحیت کے اِمکانات کو کچل دیا جائے۔
۸۔ چین پر دباؤ بڑھے۔
۹۔ عظیم اِسرائیل کے قیام کیلئے راستہ ہموار کر دیا جائے۔

امریکہ نے اِن مقاصد کے حصول کیلئے مارچ 2003ء میں عراق پر حملہ کیا۔ اِسرائیل نے امریکہ کی مکمل حمایت کی۔ چند دنوں میں عراق پر امریکہ نے قبضہ کر کے صدام حسین اور اُس کے ساتھیوں کو گرفتار کیا۔ سرسری یک طرفہ مقدمات چلا کے صدام حسین اور اُسکے ساتھیوں کو پھانسی دی گئی۔ کئی افراد کو بغداد کے ابوغریب جیل میں غیر اِنسانی سزائیں دی گئیں لیکن کہیں بھی تباہی کا اسلحہ نہیں ملا۔ امریکہ کے صدر بارک حسین اوبامہ نے عراق میں تباہی کا اسلحہ نہ ملنے پر معافی مانگ لی اور عراق سے امریکی افواج کے مرحلہ وار اِنخلاء کا اِعلان کیا۔ اِس وقت عراق میں امریکہ کو کئی مشکلات کا سامنا ہے مثلاً عالمی رائے عامہ اور امریکی رائے عامہ عراق پر قبضے کے خلاف ہے؛ اِنسانی حقوق کی خلاف ورزی ہو رہی ہے؛ شیعہ راہنما مقتدہ الصدر کو ایران کی حمایت حاصل ہے اور وہ امریکہ

کیلئے دردِ سر ہے؛ اِسلامی دُنیا میں امریکہ کے خلاف نفرتوں میں اضافہ ہو رہا ہے؛ صدام حسین کے پیروکار امریکہ کے خلاف سرگرم ہیں اور عراق پر قبضہ امریکی معیشت کیلئے بھی بڑا خطرہ ہے۔

اِس مسئلے کو حل کرنے کیلئے تمام متعلقہ فریقین کو بات چیت کا راستہ اِختیار کرنا چاہیئے اور اِس حوالے سے بات چیت کی جو سرگرمیاں ہوئی ہیں اُنہیں فعال بنایا جائے۔

۵۔ اِیران کا ایٹمی تنازعہ: (Iran Dispute)

اِیران کے ایٹمی پروگرام پر امریکہ اور اِیران کے درمیان شدید تنازعہ موجود ہے۔ اِیران کا موقف ہے کہ اِیران پرامن مقاصد یعنی بجلی کی پیداوار اور صحت کے شعبہ میں ایٹمی ٹیکنالوجی کے اِستعمال کیلئے یورینیم افزودہ کر رہا ہے اور اِیران نہیں چاہتا کہ یورینیم کو اتنا افزودہ کرے کہ جس سے ایٹمی اسلحہ بن سکے۔ امریکہ اور دیگر یورپی ممالک کا خیال ہے کہ اِیران پوشیدہ طور پر یورینیم کو اُس حد تک افزودہ کر رہا ہے جس سے ایٹم بم بن سکتا ہے۔ اِس کے ساتھ امریکی حکام کا موقف ہے کہ اِیران کو یورینیم کی خطرناک حد تک افزودہ کرنے سے منع کرنے کیلئے وہ کوئی بھی راستہ اِختیار کر سکتے ہیں۔ امریکہ نے 2009ء کے دوران کوشش کی کہ اِیران کو سفارتی انداز میں ایسا کرنے سے منع کرے۔ امریکہ اور دیگر یورپی اقوام کی کوششوں سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے اِیران کے خلاف پابندیاں لگانے کے حق میں ووٹ دیا۔ امریکہ نے سال کے آخر میں ایک بار پھر گفت وشنید کا راستہ اِختیار کیا لیکن ابھی تک کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا۔

اِیران ایٹمی مواد کے عدم پھیلاؤ (NPT) کے معاہدے کا دستخط کنندہ ہے۔ یہ معاہدہ اِیران کو ایٹمی ٹیکنالوجی کے پرامن اِستعمال کا حق دیتا ہے لیکن مغربی دُنیا اِیران کے اِسلامی اِنقلاب 1979ء سے اتنی خوف زدہ ہے کہ وہ اِیران کی ایٹمی صلاحیت کو اپنے لئے اور اِسرائیل کے لئے شدید خطرہ سمجھتی ہے۔ یہ خوف اُس وقت بڑھ گیا جب یہ خبریں پھیلیں کہ اِیران نے شمالی کوریا سے ایسے میزائل حاصل کئے ہیں جو ماسکو سمیت یورپ کے کئی ممالک کو نشانہ بنا سکتی ہے۔ اِیران نے کہا ہے کہ اِیران کا ایٹمی پروگرام جاری رہے گا جس سے امریکہ کو پریشانی لاحق ہے۔ دونوں فریقین مساوات کی بنیاد پر بیٹھ کر مسئلے کا حل تلاش کریں تو خطے کے عوام کیلئے بہتر ہوگا۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۶۔ شمالی کوریا کا ایٹمی تنازعہ : (North Korean Atomic Dispute)

اِیران کی طرح شمالی کوریا بھی مغربی تنقید کا نشانہ ہے کیونکہ اُن کے بقول شمالی کوریا ایٹمی مواد کے عدم پھیلاؤ کے معاہدے کا رُکن ہوتے ہوئے بھی ایٹمی اسلحہ بنانے کی کوشش کررہا ہے۔امریکی صدر اوبامہ کے مطابق شمالی کوریا عدم پھیلاؤ کے معاہدہ کے حوالے سے اپنے فرائض پوری نہیں کررہا۔شمالی کوریا اکتوبر 2006ء میں زیرِزمین ایٹمی دھماکہ کرچکا ہے اور اِسکا باقاعدہ اِعلان بھی کیا ہے۔مغربی دُنیا کے سائنسی اِداروں نے اِس کی تصدیق بھی کی۔ شمالی کوریا کے حکام نے بیجنگ میں چینی اور امریکی حکام کے ساتھ اکتوبر 2003ء میں گفت وشنید میں یہ تسلیم کیا کہ اُن کے پاس ایٹمی اسلحہ موجود ہے۔ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ شمالی کوریا مزید ایٹمی اسلحہ حاصل کرنے اور اِسے برآمد کرنے کا اِرادہ رکھتا ہے۔شمالی کوریا نے پلوٹونیم کو بھی حاصل کیا جو ایٹمی اسلحے کی موجودگی کو ثابت کرتا ہے۔

۷۔ پاک بھارت معاملات : (Pak-India Affairs)

پاکستان اور بھارت روایتی حریف ہیں اور اِن کے درمیان کئی سنجیدہ مسائل موجود ہیں۔جن مسائل میں مذاکرات کا راستہ اِختیار کیا گیا ، وہی مسائل حل ہوئے اِسلئے ضرورت اِس بات کی ہے کہ دیگر مسائل کے حل کیلئے بھی مذاکرات کا راستہ اِختیار کیا جائے:

پاک بھارت دریاوؤں کی تقسیم کا تنازعہ:

اِس وقت ہندوستان اور پاکستان کے درمیان پاکستان کے پانی پر ہندوستان میں زیرِتعمیر تین ڈیموں کا تنازعہ ہے۔اِن تین منصوبوں میں بگلیہار ڈیم، وولر بیراج اور کشن گنگا ڈیم شامل ہیں جو پاکستان کو آنے والے پانی پر تعمیر ہورہے ہیں۔ایک طرف پاکستان کو پہلے سے پانی کی قلت کا سامنا ہے جبکہ دوسری طرف پاکستان کے حصے میں آنے والے دریاؤں پر بھارت ڈیم بنانے کا منصوبہ شروع کرچکا ہے۔مقبوضہ کشمیر کے ذریعے بھارت کو اِن دریاؤں تک رسائی کی سہولت حاصل ہے۔یہ سندھ طاس معاہدہ کی خلاف ورزی ہے۔اِن ڈیموں کی تعمیر پر پاکستان نے اِحتجاج کیا ہے۔اِن منصوبوں سے پاکستان کے نیلم جہلم کا منصوبہ بھی متاثر ہوسکتا ہے۔پاکستان کا موقف ہے کہ بھارت اِن ڈیموں کو ہتھیار کے طور پر اِستعمال کرسکتا ہے۔اِن پر گفت وشنید کا سلسلہ چلتا رہا ہے اور اقوامِ متحدہ کو بھی اِس مسئلے کے حل کیلئے اِستعمال کیا جارہا ہے۔

NOT FOR SALE

پاک بھارت 1965ء اور 1971ء کی جنگیں:

پاکستان اور بھارت کے درمیان 1965ء کی جنگ کی تباہی کے بعد سابقہ سویت یونین کی حکومت کی خواہش پر روس کے شہر تاشقند میں بات چیت ہوئی اور تاشقند کا معاہدہ طے ہوا۔اِس طرح 1971ء کی لڑائی کے بعد پاکستان اور بھارت کے درمیان بھارت کے شہر شملہ میں کامیاب مذاکرات ہوئے اور دونوں ممالک کے درمیان امن کا معاہدہ طے پایا۔ یعنی ممالک کو یہ اِحساس تو ہے کہ مسائل کو بات چیت کے ذریعے حل کیا جائے اور جنگ کے ذریعے مسائل کو حل نہیں کیا جاسکتا لیکن اِس سوچ پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

پاک بھارت اور کشمیر:

کشمیر دونوں ممالک کے درمیان ایک سنگین اور خطرناک مسئلہ ہے جو نہ صرف اِس خطے کو بلکہ ساری دُنیا کو ایٹمی جنگ کی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔پاکستان اور بھارت کے درمیان اِس مسئلے کی وجہ سے کئی بار جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی ہے۔ساری دُنیا کی خواہش ہے کہ دونوں ممالک اِس مسئلے کو باہمی بات چیت کے ذریعے حل کریں لیکن بھارت کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے گفت وشنید کا عمل ابھی تک کامیابی کے ساتھ شروع نہ کیا جاسکا۔

عالمی سطح پر تنازعات کے حل کیلئے گفت وشنید کا اِستعمال
(Use of Negotiations to Settle International Disputes)

دُنیا کی تاریخ میں ایسے بے شمار تنازعات کا ذکر موجود ہے جنہیں یا تو گفت وشنید کے ذریعے حل کیا گیا یا حل کرنے کی کوشش کی گئی۔پہلی جنگِ عظیم کے بعد کئی بین الاقوامی تنازعات نے سر اُٹھایا تھا۔جنگ عظیم اول کے خاتمے کے بعد اقوامِ عالم کا فرانس کے شہر پیرس کے قریب امن کانفرنس منعقد کی گئی۔کافی غور وخوض اور گفت وشنید کے بعد کئی اہم مسائل وتنازعات کو حل کردیا گیا۔

شمالی کوریا کی حکومت نے 1993-94ء میں ایٹمی مواد کے عدم پھیلاؤ کے معاہدہ (NPT) سے کنارہ کشی اِختیار کی اور ایٹمی پروگرام جاری رکھنے کا اِعلان کیا۔امریکی صدر بل کلنٹن نے اِس مسئلے کو گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کی پالیسی

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

اِختیار کی۔ دونوں ممالک کے درمیان بات چیت شروع ہوئی اور تفصیلی گفت وشنید کے بعد معاہدہ تک پہنچ گئے۔ شمالی کوریا ایٹمی پروگرام بند کرنے پر راضی ہوئی اور اِس کے بعد امریکہ، جنوبی کوریا اور جاپان نے مشترکہ طور پر شمالی کوریا کو دو ایٹمی ری ایکٹر دیئے۔ ایک دہائی کے بعد یہ معاہدہ اُس وقت خطرے میں پڑ گیا جب دُنیا کہنے لگی کہ شمالی کوریا کے پاس ایٹمی اسلحہ بنانے کی صلاحیت موجود ہے۔

فلسطینیوں اور اِسرائیل کے درمیان فلسطینی ریاست کے قیام کے حوالے سے عرصۂ دراز سے جنگ جاری ہے۔ اِس جنگ میں فریقین کو سخت مالی و جانی نقصان بھی پہنچا ہے۔ اِسرائیلی فوج فلسطینیوں پر حملے کر رہی ہے جبکہ فلسطینی مسلح تنظیمیں اسرائیل کو نشانہ بناتی رہی ہے۔ امریکی حکومت کی مداخلت سے فلسطینی نمائندوں اور اِسرائیل کے درمیان اوسلو (ناروے) میں 1993ء میں گفت وشنید شروع ہوئی۔ طویل گفت وشنید کے بعد فریقین اُصولوں کے اِعلامیئے پر راضی ہوئے۔ اِس میں فلسطینی قیادت (یاسر عرفات) نے اِسرائیل کو تسلیم کیا اور اِسرائیل نے فلسطینی اکثریتی علاقوں میں مرحلہ وار اِنتقالِ اِقتدار پر رضامندی ظاہر کی۔ اِس گفت وشنید کو جاری رکھا گیا اور 95-1994ء کے معاہدات کے بعد محمود عباس کی قیادت میں فلسطینی نیشنل اتھارٹی قائم کی گئی۔ فلسطینیوں کو غزہ کی پٹی اور دریائے اُردن کے مغربی کنارے کے بعض حصوں میں خودمختاری دی گئی۔ اِس کے بعد اُردن اور اِسرائیل کے درمیان بات چیت شروع ہوئی اور دونوں ممالک کے درمیان معاہدہ ہوا۔

پاک بھارت 1965ء کی جنگ کے بعد کے تنازعات کو گفت وشنید اور سوویت یونین کی ثالثی کے ذریعے معاہدہ تاشقند کے ذریعے حل کیا گیا۔ پاک بھارت 1971ء، کی جنگ کے بعد کے تنازعات کو بھارت کے شہر شملہ میں دونوں ممالک کی قیادت کے باہمی بات چیت کے ذریعے حل کیا گیا۔

عالمی تنازعات کی وجوہات
(Causes of International Disputes)

بین الاقوامی تنازعات کی کئی اہم وجوہات ہیں اور سب سے اہم آزادی کا مسئلہ ہے۔ دُنیا میں اکثر عالمی مسائل آزادی کی تحریکوں کی وجہ سے ہیں۔ آزادی ہر اِنسان اور قومیت کا حق ہے۔ لیکن جب حریت پسندوں کے راستے میں رکاوٹیں

NOT FOR SALE

پیدا کی جاتی ہیں تو شدید مسائل جنم لیتے ہیں۔ جن ممالک سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے وہی ملک مسائل کا سب سے بڑا سبب ہوتے ہیں۔ حریت پسندوں کو کچلا جاتا ہے؛ اِنسانی حقوق کی خلاف ورزیاں کی جاتی ہیں اور غیر اِنسانی سرگرمیاں کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے مسئلہ مزید شدت اِختیار کر جاتا ہے۔ پھر عالمی اِداروں اور بڑی طاقتوں کا فریق بننا یا جانبدار رہنا مزید بربادی کا سبب بنتا ہے۔ مثال کے طور پر چیچنیا کے عوام روس سے آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن روس حریت کی تحریک کو کچلنا چاہتا ہے۔ سابقہ یوگوسلاویہ سے بوسنیا اور کوسوو نے مالی و جانی قربانی دے کر آزادی حاصل کی۔ فلسطین کے لوگ اِسرائیل سے آزادی حاصل کرنے کی کوشش میں ناقابل بیان مصائب سے گزر رہے ہیں۔ نگورنو کاراباغ کے لوگ آرمینیاء کی مدد سے آذربائیجان سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اِن تحریکوں کا عالمی تعلقات پر گہرا اثر ہے۔

پہلی جنگ عظیم کے بعد معاہدہ ورسیلز (Versailles) اور اقوامِ متحدہ کے منشور میں قومیتوں کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ خود کرنے کا حق رکھتے ہیں جسے حق خود اِرادیت کہا جاتا ہے۔ جب بعض قومیتیں یہ حق اِستعمال کرنا چاہتی ہیں تو اِن علاقوں پر قابض اقوام اِن لوگوں کا یہ حق تسلیم نہیں کرتے۔ اِس طرح عالمی مسائل جنم لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر کشمیر کے لوگوں کو اقوام متحدہ نے ایک قرارداد کے ذریعے حق خود اِرادیت دیا ہوا ہے لیکن بھارت انہیں یہ حق اِستعمال نہیں کرنے دیتا۔

اکثر تنازعات کے پیچھے علاقے کی ملکیت کا مسئلہ ہوتا ہے۔ پاک وہند کی جنگیں بھی عموماً علاقہ کے تنازعہ پر ہوئیں۔ اِس طرح فلسطین کے عوام اور اِسرائیلی حکومت کے درمیان مسئلہ بنیادی طور پر علاقے کا ہے۔ عراق۔ ایران جنگ بھی ایک خاص علاقے یعنی شط العرب پر ہوئی تھی۔ ایک اور اہم وجہ وسائل پر قبضہ ہے۔ عراق اور کویت کے درمیان جنگ کی بنیادی وجہ تیل پر ملکیت تھی۔ اِس وقت چند وسطی ایشیائی ممالک، روس اور اِیران کا کیپیین تالاب کی ملکیت پر مسئلہ ہے کیونکہ یہ تالاب دُنیا کا سب سے بڑا تالاب ہے جو قدرتی وسائل سے بھرا ہوا ہے۔ دُنیا کے اکثر ممالک کے درمیان معاشی وسائل اور عالمی تجارت میں بالادستی پر غیر صحت مند مقابلہ شروع ہے جو کسی مقام پر ٹکراؤ کا سبب بن سکتا ہے۔

اکثر عالمی تنازعات کی بنیاد اندرونی خانہ جنگی یا بغاوتیں ہوتی ہیں۔ سری لنکا ایک طویل عرصے تک خانہ جنگی کا شکار رہا۔ تامل ٹائیگر نامی تنظیم نے وہاں کی زندگی اجیرن بنا رکھی تھی۔ عالمی تنازعات کے اسباب میں بڑی طاقتوں کا منفی رویہ اور طرزِ عمل بھی ہوتا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات میں خوشگواری پیدا کرنے کیلئے بڑی طاقتوں کو مناسب کردار ادا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن یہ ممالک ذاتی مفادات کی روشنی میں بین الاقوامی تعلقات کو چلاتے ہیں جو مسائل، مایوسی، حق

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

تلفی، نااِنصافی اور جانبداری کا موجب بنتا ہے اور تنازعات حل ہونے کے بجائے مزید پیچیدہ اور لاینحل بن جاتے ہیں۔ اِس وقت امریکہ، برطانیہ، جرمنی، فرانس، روس اور دیگر عالمی طاقتیں عالمی امن کیلئے مناسب کردار ادا نہیں کر رہے۔ اُلٹا یہ ممالک کمزور ممالک کا اِستحصال کرتے رہے ہیں۔ عالمی اِداروں کی کمزور اور حوصلہ شکن کارکردگی، اِن اِداروں کی بے بسی اور جانبداری اور بڑی طاقتوں کا عالمی قانون کی خلاف ورزی بھی بین الاقوامی مسائل کا سبب بنتے ہیں۔ اگر دو عالمی جنگوں اور امریکہ وسابقہ سویت یونین کے درمیان سرد جنگ کا تجزیہ کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ بنیادی طور پر نظریات کے درمیان ٹکراؤ اِن عالمی بربادی کا سبب تھا۔ امریکہ کی کوشش رہی ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام کو فروغ حاصل ہو جبکہ سویت یونین اشتراکی نظام کو پھیلانا چاہتا تھا۔ شمالی کوریا اور جنوبی کوریا کے درمیان 1950-53ء کی جنگ نظریاتی اِختلاف کی بنیاد پر تھی۔ افغانستان میں روس کی مداخلت بھی نظریہ کے پھیلاؤ کی وجہ سے تھی۔ اسلحہ کی دوڑ بھی جنگوں کا سبب رہی ہے۔ دونوں عالمی جنگوں کی وجوہات میں ممالک کے درمیان اسلحہ کی دوڑ بھی شامل ہے۔ آج تو ممالک کے درمیان ایٹمی اسلحہ کی دوڑ جاری وساری ہے جو کسی عظیم عالمی بربادی کی وجہ بن سکتی ہے۔

تنازعات کے حل کیلئے موثر حکمتِ عملیاں
(Effective Strategies for Successful Settlement of Conflicts)

عالمی تنازعات کے موثر حل کیلئے کئی حکمتِ عملیاں اِختیار کی جاسکتی ہیں۔ ایک موثر حکمتِ عملی کے بغیر تنازعات کو اچھے طریقے سے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ مثال کے طور پر جب ممالک سچائی کے ساتھ میدان میں اُترتے ہیں اور دیانتداری کے ساتھ یہ عزم کرتے ہیں کہ مسائل کو ہر حالت میں حل کرینگے تو کوئی وجہ نہیں کہ مسائل حل نہ ہوں۔ ہر وہ کام جو جذبے، ہمت اور حکمت کے ساتھ کیا جائے تو وہ ضرور رنگ لاتا ہے۔ ہم اگر اپنے اِردگرد دیکھیں تو ہمارے محلے، گاؤں یا شہر وغیرہ میں ایسے گھمبیر مسائل ہوتے ہیں جنہیں حکومت بھی حل نہیں کرسکتی۔ لیکن جب عوام ایک عزم، اِحساس، سچائی اور حکمت وتدبر کے ساتھ میدان میں اُترتے ہیں تو مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ عالمی سطح پر کشمیر کا مسئلہ دیکھئے۔ ظاہراً تو بھارت عالمی دباؤ کی وجہ سے پاکستان کے ساتھ اعلیٰ سطح پر مذاکرات کیلئے تیار ہوجاتا ہے اور مذاکرات کے کئی دور بھی ہوجاتے ہیں لیکن بھارت چونکہ سچائی کے ساتھ میدان میں

NOT FOR SALE

نہیں اُترتا للہٰذا یہ مسئلہ حل نہیں ہورہا۔ اِس طرح فلسطین کے مسئلہ پر فلسطینی اور اِسرائیلی قیادت کے درمیان امریکہ کے کہنے پر کئی مذاکراتی دور ہوئے۔ لیکن اِسرائیل چونکہ دل سے یہ مسئلہ حل کرنا نہیں چاہتا اور وہ مذاکرات میں سنجیدہ اور سچا نہیں ہے اِسلئے یہ مسئلہ طول پکڑتا جارہا ہے۔ اِسلئے ریاستوں کو مسائل کی حل کیلئے سنجیدگی اور سچائی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

تصفیہ : (Conciliation)

بین الاقوامی مسائل کے حل کیلئے تصفیہ کرنا بھی ایک موثر راستہ ہے۔ تصفیہ متضاد گروہوں یا لوگوں کے درمیان اِختلاف کا خاتمہ اور دوستانہ ماحول کا قیام ہوتا ہے۔ لوگوں، گروہوں یا ریاستوں کے درمیان تنازعہ حل کرکے انہیں دوبارہ دوست بنانے کو تصفیہ کہا جاتا ہے۔ سال 1948ء میں جنوبی افریقہ میں سفید فام برسرِ اِقتدار آئے۔ جنوبی افریقہ میں نسل پرستی، نسلی اِمتیاز اور عدم مساوات بطورِ رواج موجود تھے۔ 1948ء کے بعد نسلی اِمتیاز کو قانونی تحفظ دی گئی۔ سفید فاموں کی بالادستی قائم کرنے کا باقاعدہ سرکاری پروگرام شروع کیا گیا۔ سفید فاموں کی حکومت نے اِقتصادی اِستحصال، سیاسی بالادستی اور سماجی اِستحقاق کو جائز قرار دیا۔ غیر مساوی تعلیم، سفید فاموں کی خصوصی تحفظ، ملازمتوں میں اِمتیاز اور رہائشی جدائی کو یقینی بنایا گیا۔ سال 1950ء میں ایک قانون کے ذریعے چاروں بنیادی نسلی گروہوں یعنی سفید فام، سیاہ فام، کولورِڈز (نہ کالے نہ سفید) اور ایشیائی لوگوں کیلئے جدا رہائشی علاقے مقرر کرنے کا قانون منظور کیا گیا۔ سیاہ فاموں کیلئے سفید فاموں کے علاقے تک رسائی اور دونوں کا باہمی شادی غیر قانونی قرار دیا گیا۔ سیاہ فاموں کیلئے شہروں میں بغیر اِجازت کے 72 گھنٹے سے زیادہ گھومنے پھرنے پر انہیں گرفتار کیا جاتا تھا۔ لاکھوں لوگوں کو گرفتار کیا گیا اور اِنسانی حقوق کی سنگین خلاف ورزیاں کی گئیں۔

سابقہ حکومت کی نسلی اِمتیاز کی پالیسی اور اِس بنیاد پر کی گئیں مظالم کی تحقیقات کیلئے نیلسن منڈیلا کی حکومت نے 1995ء میں سچائی اور تصفیہ کمیشن (Truth and Reconcilliation Commission) قائم کیا۔ اپریل 1996ء میں اِس سترہ رُکنی کمیشن نے پادری ڈِسمانڈ ٹوٹو کی قیادت میں کام شروع کیا۔ کمیشن میں تمام نسلوں کو نمائندگی دی گئی تھی۔ کمیشن کا مقصد 1960ء سے 1994ء تک مظلوم اور نسل پرستی کے شکار یا نشانہ بننے والے لوگوں کو سننا تھا۔ کمیشن نے اُن لوگوں کو معافی دینے کے بارے میں بھی سوچنا تھا جنہوں نے نسلی بنیاد پر زیادتی کرنے کا اِعتراف کیا تھا۔ اُن لوگوں کو بھی بدلے کے طور پر کچھ دینا تھا جو نسلیت کے شکار بن چکے تھے۔ اِس کمیشن کا مقصد مظلوموں کی دادرسی کرنا اور مستقبل میں ایسے واقعات رونماء ہونے کا راستہ روکنا بھی تھا۔ سچائی اِختیار کرنے والوں اور اِعتراف کرنے والوں کو براہ راست عوام کو دکھایا گیا۔ کمیشن کو سابقہ حکمرانوں کے نامناسب، غیر مساویانہ اور نسلی اِمتیازات روا رکھنے کے بے شمار ٹھوس شواہد ملے۔ کمیشن نے پندرہ ہزار مظلوموں کے داستانیں سنیں اور 1998ء میں اپنی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ میں نسلی اِمتیازات کی نشاندہی کی

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

گئی۔ ارکان نے اپنی تجاویز بھی پیش کیں اور ایک ایسے نظام کی سفارش کی جس میں اِنسانی حقوق کا اِحترام ہو۔ نسلی اِمتیازات کے شکار لوگوں کیلئے اِمداد اور دادرسی کے اِقدامات بھی تجویز کئے گئے۔

ثالثی یا مصالحت (Mediation):

تنازعات کی موثر حل کیلئے ثالثی یا مصالحت کی حکمتِ عملی بھی اِختیار کی جاسکتی ہے۔ اِس حوالے سے اقوامِ متحدہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ عرب اِسرائیل مسئلے سے کئی اور ضمنی تنازعات نے جنم لیا ہے۔ اِسرائیل اور شام کا دریائے اُردن کے پانی پر اور فوج سے خالی کردہ علاقے کے اِستعمال پر اِختلافات کی وجہ سے دونوں ممالک کے درمیان سرحدی جھڑپیں ہوئیں۔ اِس طرح شام، مصر، لبنان اور اُردن کے اِسرائیل سے اختلافات میں مزید اضافہ ہوا۔ اِن معاملات پر قابو پانے کیلئے اقوام متحدہ نے ثالثی کی کوششیں کیں لیکن کامیاب نہ ہوسکیں۔ سال 1967ء میں عرب اِسرائیل کے درمیان چھ دن کی جنگ ہوئی جس میں مصر کی فضائی قوت کو جنگ کے پہلے دن ہی تباہ کردیا گیا۔ اِسرائیل نے غزہ کی پٹی اور جزیرہ نما سینائی پر قبضہ کیا۔ اِسرائیل نے مشرقی بیت المقدس، دریائے اُردن کے مغربی کنارے اور گولان کے علاقوں پر بھی قبضہ کیا۔ نومبر 1967ء میں اقوام متحدہ کے سلامتی کونسل نے قرارداد نمبر 242 کے ذریعے اِسرائیل کو مقبوضہ علاقوں کے مشروط اِنخلاء کیلئے کہا۔ شرط یہ تھی کہ عرب ممالک بھی اِسرائیل کو تسلیم کرے اور امن کے ساتھ رہیں۔ تاہم فریقین اِن شرائط کو ماننے کیلئے تیار نہ ہوئے۔

اقوام متحدہ نے 48-1947ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر میں جاری جنگ کو روکنے کیلئے جنگ بندی کے احکامات جاری کئے۔ اقوام متحدہ نے آزاد اور مقبوضہ کشمیر کے درمیان ایک عارضی خط لائن آف کنٹرول (LOC) کے نام سے قائم کی۔ اِس خط کی نگرانی کیلئے اقوامِ متحدہ کی نگران فوجی گروہ کا قیام عمل میں لایا گیا اور ساتھ یہ بھی تسلیم کیا گیا کہ کشمیریوں کو اپنی سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کیلئے حق خود ارادیت حاصل ہے۔ لیکن فریقین خصوصاً بھارت اپنی ہٹ دھرمی پر قائم ہے اور مسئلہ حل ہونے کی بجائے مزید پیچیدہ ہوتا جارہا ہے۔ اقوام متحدہ عالمی مسائل و تنازعات حل کرنے کیلئے ایک اہم اِدارہ ہے لیکن ضرورت اِس امر کی ہے کہ اِس اُدارے کو بااِختیار بنایا جائے تاکہ یہ اپنے فیصلوں کو منوا سکے۔

عالمی قائدین سچائی اور دیانت کے ساتھ اگر آگے آئیں تو کئی مسائل کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

عالمی و علاقائی اِدارے بھی اگر دیانتداری سے چاہیں تو کئی تنازعات ختم کرسکتے ہیں مثلاً اِسلامی

NOT FOR SALE

سربراہی کانفرنس، عرب لیگ، خلیجی تعاون کونسل، نیٹو، سارک، اِقتصادی تعاون کی تنظیم، دولتِ مشترکہ اور یورپی یونین وغیرہ۔ کئی ممالک بھی اِس پوزیشن میں ہیں کہ اگر سچائی کے ساتھ آگے آئیں تو کئی مسائل ختم کئے جاسکتے ہیں مثلاً امریکہ، روس، چین، جرمنی، فرانس، آسٹریلیا، سعودی عرب، ترکی، پاکستان، برازیل، جنوبی افریقہ، برطانیہ اور کینیڈا وغیرہ۔

عالمی عدالتِ اِنصاف کے فرائض
(Functions of International Court of Justice)

بین الاقوامی عدالتِ اِنصاف یا عالمی عدالت اقوام متحدہ کا کلیدی حصہ ہے۔ یہ عدالت اقوام متحدہ کے منشور کی روشنی میں 1945ء میں قائم کی گئی۔ یہ عدالت اقوام متحدہ کے منشور کی روشنی میں کام کرتی ہے۔ یہ رکن ممالک کے درمیان قانونی مسائل حل کرتی ہے اور اقوام متحدہ اور اِس کی مختلف ایجنسیوں کو بین الاقوامی قانون کے متعلق سوالات کے بارے میں قانونی رائے بھی دیتی ہے۔ اِس کا صدر مقام نیدرلینڈ کے شہر ہیگ میں ہے۔ اقوام متحدہ کے تمام رکن ممالک اِس عدالت سے رجوع کرسکتے ہیں۔ کوئی غیر رکن بھی اُس حالت میں فریق بن سکتا ہے جب وہ ملک اقوام متحدہ کے طے شدہ شرائط مانے اور عدالت کے اِخراجات میں حصہ ڈالے۔

عدالت میں کیس دو طریقوں سے لایا جاسکتا ہے۔ پہلا طریقہ یہ ہے کہ فریقین رضامندی سے اپنا مسئلہ عدالت کو پیش کریں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک فریق یک طرفہ طور پر درخواست عدالت میں پیش کرے جب درخواست دہندہ کو یہ یقین ہو کہ فریق مخالف کسی معاہدے کی روشنی میں عدالت کا فیصلہ ماننے کا پابند ہے۔ فریقین پہلے سے اِعلان کرتے ہیں کہ انہیں عدالت کا فیصلہ قبول ہوگا۔ عدالت فیصلہ کرتے ہوئے بین الاقوامی قانون کا سہارا لیتی ہے۔ عدالت کا فیصلہ فریقین کو تسلیم کرنا پڑتا ہے اور اِسکے خلاف کسی بھی فریق کو اپیل کرنے کا اِختیار حاصل نہیں۔ اقوام متحدہ کے منشور کی روشنی میں اگر کوئی فریق عدالت کے فیصلے پر عمل نہ کرے تو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کو فیصلہ نافذ کرنے کیلئے اِقدامات اُٹھانے کا اِختیار حاصل ہے۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

بین الاقوامی تنازعات میں ثالثی اور گفت وشنید کیلئے افراد کا کردار
(Role of Personalities in Mediation)

عالمی مسائل اور تنازعات میں عالمی شہرت یافتہ افراد ثالثی اور گفت وشنید کیلئے نمایاں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ماضی میں ایسی شخصیات کردار ادا بھی کر چکی ہیں۔ اقوام متحدہ کا سیکرٹری جنرل اپنے عہدے کی اہمیت کی وجہ سے عالمی سطح پر مقبول شخصیت ہوتا ہے۔ کوئی بھی ملک اُس کی بات یا رائے کو آسانی سے نظر انداز نہیں کر سکتا۔ اقوام متحدہ کے منشور کے مطابق وہ ایک سفارتکار اور ثالث بھی ہے۔ وہ عالمی مسائل پر عالمی اتفاقِ رائے پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل بانکی مون صومالیہ کے مسئلے پر منعقد عالمی کانفرنس میں شرکت کیلئے انقرہ گئے تھے جہاں موقع کی مناسبت سے انہوں نے ترکی کی حکومت سے درخواست کی کہ ترکی قبرص اور آرمینیا کے ساتھ اپنے مسائل پُرامن طریقے سے حل کرے۔ آپ نے ترکی کی قیادت کو مخاطب کرتے ہوئے استنبول میں ایک یونیورسٹی میں خطاب کرتے ہوئے کہا ''آیئے! آرمینیا کے ساتھ آپ کے نئے سفارتی تعلقات قائم کرتے ہیں۔ آیئے! قبرص میں مواقع سے فائدہ اُٹھانے کیلئے راستہ ہموار کرتے ہیں۔'' لہٰذا اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل روایتی اختیارات اور کردار سے ہٹ کر سیاسی طریقوں سے مسائل حل کرنے میں مدد کر سکتا ہے۔

امریکہ کے قومی سلامتی کے مشیر کیسنجر نے اکتوبر 1970ء میں پاکستان کا دورہ کیا۔ اِس دورے کے دوران آپ نے صدر پاکستان آغا محمد یحیٰی خان سے ملاقات کی۔ اِس ملاقات میں یحیٰی خان نے کیسنجر کیلئے چین جانے کا راستہ ہموار کیا۔ اِس طرح یحیٰی خان کی کوشش سے کیسنجر چین کے دورے پر چلے گئے۔ اُس نے امریکی صدر رچرڈ نکسن کیلئے راستہ ہموار کیا۔ رچرڈ نکسن پہلے امریکی صدر تھے جنہوں نے عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کیا۔ اِس طرح دونوں ممالک کے درمیان تعلقات اِستوار ہوئے اور چین بھی اقوام متحدہ کا ممبر بنا۔

پاکستان اور بھارت کے درمیان 1965ء میں جنگ ہوئی۔ جنگ کے بعد روس کے وزیر اعظم کوسیجن نے 4 جنوری 1966ء کو بھارت کے وزیر اعظم لال بہادر شاستری اور پاکستان کے صدر ایوب خان کے درمیان تاشقند میں بات چیت کا اِہتمام کروایا۔ کوسیجن کی کوششوں سے دونوں ممالک کے درمیان تاشقند میں امن کا معاہدہ ہوا۔ خلیج کی ایک جنگ روکنے کیلئے پاکستانی وزیر اعظم نواز شریف نے ذاتی دلچسپی لے کر کئی ممالک کا دورہ کیا اور ایک سفر کے دوران اُن کا طیارہ بھی

نشانہ بنا لیکن وہ طیارے سمیت بچ گئے۔

اِس وقت دُنیا کا خطرناک ترین خطہ فلسطین کی سرزمین ہے۔ اِسرائیل اور فلسطینیوں کے درمیان جنگ 1948ء میں اِسرائیل کے قیام سے شروع ہوئی۔ اِس جنگ میں طرفین کو مالی وجانی نقصان کا سامنا کرنا پڑا ہے اور سرزمینِ عرب ایک ہولناک تباہی کے کنارے پر ہے۔ امریکی صدر نے دونوں قوموں کو کئی بار بات چیت کرنے پر مجبور کیا اور امریکی صدر کی قیادت میں اہم معاہدات ہوئے۔ مثال کے طور پر 1993ء میں اوسلو معاہدہ جس میں تنظیم آزادی فلسطین نے اِسرائیل کو تسلیم کیا اور اِسرائیل نے غزہ کی پٹی اور دریائے اُردن کے مغربی کنارے کے چند علاقوں میں فلسطینی نیشنل اتھارٹی قائم کرنے کا اِعلان کیا۔ اِس کے بعد بھی امریکی صدر نے دونوں کو بات چیت کرنے کیلئے آمادہ کیا۔ اِس سلسلے میں امریکی صدر کلنٹن، جارج بش اور اوبامہ کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ 1920ء اور لیگ آف نیشنز کے قیام میں سب سے زیادہ کردار اُس وقت کے امریکی صدر وِلسن کا رہا۔ اس نے عالمی تباہی روکنے اور ایک عالمی اِدارے کی قیام میں ذاتی دلچسپی لے کر کامیاب جدوجہد کی۔

اِن چند مثالوں سے بات ثابت ہوجاتی ہے کہ عالمی تنازعات میں افراد کے انفرادی اور ذاتی کردار اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ خصوصاً ایسی قیادت جنہیں عالمی شہرت حاصل ہو وہ بین الاقوامی مسائل کے حل میں مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ایک اچھے ثالث اور گفت وشنید کرنے والے کے خواص
(Qualities of Negotiator/Mediator)

تنازعات کی ثالثی میں ثالث کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ خاص طور پر جائزاتی ثالثی میں ثالث کی اہمیت سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا۔ چونکہ یہ ایک اہم کام ہے اور ایک عام آدمی کا کام نہیں اِسلئے ایک ثالث اور گفت وشنید کرنے والے میں کئی خواص کا ہونا لازمی ہے۔ ایک ثالث یا گفت وشنید کرنے والے کے اہم خواص درج ذیل ہیں:

۱۔ ثالث ایک منصف کی طرح ہوتا ہے اِسلئے ثالث غیر جانبدار، مخلص اور دیانتدار ہونا چاہیئے۔ اُسے کسی فریق کی طرف جھکاؤ نہیں رکھنا چاہیئے۔ وہ اِخلاص اور ذاتی جذبۂ خیر کے ساتھ آگے آئے اور اسے دیانتداری کا خوب مظاہرہ کرنا چاہیئے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۲۔ ثالثی کرنا، گفت وشنید کرنا یا کروانا ایک ہنر ہے لہٰذا ثالث کو فریقین کی نفسیات سمجھنے کی صلاحیت ہونی چاہیئے ۔ ثالث کی توجہ اِس بات پر ہو کہ فریقین مستقبل میں چیزوں کو کن زاویوں سے دیکھنا پسند کرتے ہیں۔ ثالث کو فریقین کی نبض پر ہاتھ رکھ کر آگے جانا چاہیئے ۔

۳۔ ایک اچھے ثالث کیلئے تجربہ کار ہونا چاہیئے ۔ تجربہ جتنا زیادہ ہوگا معاملہ اُتنا ہی جلدی اور آسانی سے حل ہوگا۔ اِسلئے ثالث تجربہ کار، سرد مزاج اور صابر ہونا چاہیئے ۔ اگر وہ جذباتی اور گرم مزاج ہو تو مسئلہ حل ہونے کی بجائے مزید خراب ہوسکتا ہے۔

۴۔ مذاکرات، بات چیت اور ثالثی پر ماحول کا بہت اثر ہوتا ہے۔ ثالث یا مذاکرات کار کیلئے ماحول پر نظر رکھنے کی صلاحیت ہونی چاہیئے ۔ ثالث ماحول کو اپنے قابو میں رکھے لیکن ماحول، شرکاء اور فیصلہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہ کرے۔

۵۔ ثالث کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایک معتدل، پرسکون، محفوظ اور خوشگوار ماحول کو یقینی بنائے۔

٦۔ ثالث کیلئے صاحبِ کردار ہونا بھی لازمی ہے۔ ثالث ایسا کردار ادا کرے کہ دونوں فریقین اُس کے کردار سے مطمئن ہوں۔

۷۔ مذاکرات کار کیلئے ضروری ہے کہ جن معاملات پر اِختلاف ہو وہ اُن معاملات میں ماہر ہو تا کہ مسئلے کی جڑ تک آسانی سے پہنچا جاسکے۔ ثالث کیلئے اِنصاف پسند ہونا بھی بے حد اہم ہے۔

۸۔ ثالث اِنصاف پسند اور تعلیم یافتہ ہونا چاہیئے ۔

اچھے ثالث وگفت وشنید کرنے والے کی خصوصیات کیسے اپنائی جاسکتی ہیں۔ تجاویز
(How to Adopt Qualities of A Good Mediator and Negotiator)

ہر اِنسان ایک اچھا ثالث اور گفت وشنید کرنے والے کی خصوصیات کو اپنا سکتا ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ہر اِنسان میں مسائل وتنازعات کو حل کرنے کا جذبہ ہونا چاہیئے ۔ اِنسانی زندگی کا مقصد اِنسانی معاشرہ میں امن کا قیام ہونا ضروری ہے۔ اگر ثالثی اور گفت وشنید کرنے والوں کی قربت حاصل رہے اور اُن کی سرگرمیوں پر نظر ہو تو یہ ہنر سیکھا جاسکتا ہے۔ اِس مقصد کیلئے مشاہدہ اور مطالعہ بھی بہت ضروری ہے جس کے ذریعے ثالثی اور گفت وشنید کے لوازمات سے واقفیت حاصل کی

NOT FOR SALE

جاسکتی ہے۔ اپنے گھر، خاندان اور گاؤں یا شہر میں ہونے والی ثالثی اور گفت وشنید کی سرگرمیوں میں حصہ لینا چاہیئے اور ہر پہلو پر نظر رکھنی چاہیئے ۔ ثالث بننے کیلئے قربانی کا جذبہ ہونا چاہیئے ۔ بے لوث خدمت اور ذاتی نقصان کی قیمت ادا کر کے ایک فرد بہترین ثالث یا گفت وشنید کرنے والا بن سکتا ہے کیونکہ اِس راستے میں جانی ومالی قربانی دینے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اِنصاف پسندی کو زندگی کا لازمی حصہ بنانا پڑتا ہے کیونکہ ثالثی اور گفت وشنید کا مقصد تنازعے کا مبنی بر اِنصاف فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ ثالث بننے کیلئے قانون اور رسم ورواج کے علاوہ مذہبی احکامات وتعلیمات سے بھی واقفیت ضروری ہے کیونکہ اکثر فیصلے قانون، رسم ورواج اور مذہبی اُصولوں کی روشنی میں کرنے پڑتے ہیں اور تنازعات کے ایسے حل پائیدار ہوتے ہیں۔ اچھے ثالث یا گفت وشنید کرنے والے کی خصوصیات پہلے بیان کی گئی ہے۔ اگر اِن میں اکثر خصوصیات کو اپنایا جائے تو کوئی بھی فرد ثالث اور گفت وشنید کرنے والا بن سکتا ہے۔ ایک اچھے شہری کیلئے لازمی ہے کہ وہ تنازعات کی ثالثی اور فریقین کے درمیان بات چیت کی صلاحیت رکھے۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا۔ 14 مئی 1948ء کو اِسرائیلی ریاست کے ــــــ کا اِعلان کیا گیا۔

۲۔ امریکہ اور اِسکے ــــــــ کو جیو اور جینے دو کی پالیسی اِختیار کرنی چاہیئے ۔

۳۔ سری لنکا ایک طویل عرصے تک اندرونی ــــــــ کا شِکار رہا ہے۔

۴۔ عالمی عدالت انصاف کا صدر مقام نیدرلینڈ کے شہر ــــــــ میں ہے۔

۵۔ ثالث بننے کیلئے ــــــــ کا جذبہ ہونا چاہیئے ۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

2۔ درج ذیل سوالات کے لیے موزوں جواب یعنی (ا،ب،ج یا د) منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانے میں لکھیں۔

۱۔ فلسطینی علاقہ 1917ء میں ---------- سے برطانیہ کے کنٹرول میں چلا گیا۔

(ا) ایران (ب) افغانستان (ج) چین (د) ترکی

۲۔ گیارہ ستمبر 2001ء کو ---------- کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر نیویارک اور پینٹاگان پر ہوائی حملے ہوئے۔

(ا) کینیڈا (ب) برطانیہ (ج) جاپان (د) امریکہ

۳۔ شمالی کوریا اکتوبر 2006ء میں زیر زمین ---------- دھماکہ کر چکا ہے۔

(ا) بارودی (ب) تباہ کن (ج) ایٹمی (د) تفریحی

۴۔ دونوں عالمی جنگوں کی وجوہات میں ممالک کے درمیان ---------- کی دوڑ بھی شامل ہے۔

(ا) اِقتدار (ب) لالچ (ج) پیسے (د) اسلحہ

۵۔ کوسیجن کی کوششوں سے پاکستان اور بھارت کے درمیان ---------- میں امن کا معاہدہ ہوا۔

(ا) تاشقند (ب) ثمرقند (ج) بخارا (د) دہلی

۶۔ ثالث کیلئے ---------- پسند ہونا بھی بےحد اہم ہے۔

(ا) اِنصاف (ب) روایت (ج) رُجعت (د) اِنقلاب

3۔ درج ذیل جملوں میں صحیح جملوں کیلئے صحیح اور غلط جملوں کیلئے غلط پر نشان لگائیں:

۱۔ گیارہ ستمبر 2011ء کو امریکہ کے ورلڈ ٹریڈ سنٹر اور پینٹا گان پر ہوائی حملے ہوئے۔ صحیح۔غلط

۲۔ امریکہ نے مارچ 2003ء میں عراق پر حملہ کیا۔ صحیح۔غلط

۳۔ پاک بھارت جنگ 1965ء کے بعد تاشقند کا معاہدہ ہوا۔ صحیح۔غلط

۴۔ تنازعات کی حل کیلئے ثالثی ایک غیر موثر طریقہ ہے۔ صحیح۔غلط

۵۔ اِس وقت دُنیا کا خطرناک ترین خطّہ اُردن کی سرزمین ہے۔ صحیح۔غلط

۶۔ لائن آف کنٹرول پاکستان اور چین کے درمیان ایک عارضی سرحد ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ گفت وشنید کا مقصد تنازعات کا مبنی بر اِنصاف فیصلہ کرنا ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE

۸۔ شمالی کوریا کے پاس ایٹمی اسلحہ موجود ہے۔ صحیح۔غلط

4۔ کالم ملائیں:

کالم الف۔	کالم ب۔
اِنقلاب	طالبان
القاعدہ	جنگ
مشرق	کوریا
شورش	وسطی
مغربی	ایران
شمالی	زدہ
سرد	کنارہ

5۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

۱۔ اِسرائیلی ریاست کب اور کہاں وجود پذیر ہوئی؟

۲۔ لائین آف کنٹرول کیا ہے؟

۳۔ اوسلو کا معاہدہ کب اور کہاں ہوا اور اِسکی اہم باتیں کیا تھیں؟

۴۔ ثالث یا گفت وشنید کرنے والے کی خصوصیات بیان کریں۔

6۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیجئے:

۱۔ موجودہ عالمی تنازعات کا تاریخی پس منظر تحریر کیجئے۔

۲۔ عالمی تنازعات کی وجوہات کی نشاندہی کریں۔

۳۔ تنازعات کے موثر حل کیلئے حکمت عملیاں کیا ہوسکتی ہیں؟

۴۔ عالمی ثالثی میں اقوامِ متحدہ کے کردار اور عالمی عدالتِ اِنصاف کے افعال پر نوٹ تحریر کریں۔

۵۔ بین الاقوامی تنازعات میں ثالثی اور گفت وشنید کیلئے افراد کا کردار بیان کریں۔

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

عملی سرگرمیاں:

۱۔ مسئلہ کشمیر پر ایک تقریری مقابلہ منعقد کیجیے۔

۲۔ پرامن طریقوں سے تنازعات حل کرنے کیلئے کیا کیا اِقدامات اُٹھائے جاسکتے ہیں۔ اِس موضوع پر بات چیت کیلئے اپنے علاقے کا مشہور ثالث یا امن جرگہ کے رُکن کو کلاس میں دعوت دیں۔

۳۔ فرضی فریقین بنا کر اُن کا تنازعہ حل کرنے کیلئے کلاس میں گفت وشنید اور ثالثی کا مظاہرہ کریں۔

NOT FOR SALE

باب ۵

علمی مہارتیں (Intellectual Skills)

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہوجائیں گے کہ وہ:

۱۔ انٹرنیٹ سے مفید معلومات حاصل دینے والی ویب سائٹس کی نشاندہی کرسکیں۔

۲۔ ویب سائٹس سے معلومات کو پڑھ سکیں اور دلائل کی منطقی ساخت کی نشاندہی کرسکیں اور نتائج حاصل کرنے کیلئے مناسبت کا تعین کرسکیں۔

۳۔ طلبہ اپنی مرضی کے مطابق مسائل پر مبنی سرکاری کاغذات کا جائزہ لے سکیں۔

۴۔ معلومات کو ایسے ترکیبی عمل سے گزاریں کہ معقول نتائج تک پہنچا جاسکے۔

۵۔ جمع شدہ معلومات کی بنیاد پر دلیل سازی کرسکیں۔

۶۔ اپنی دلیل کو اثبات اور حقیقی معلومات کا سہارا دے سکیں۔

۷۔ جمع کردہ معلومات کی بنیاد پر مسائل کے حل کیلئے مختلف طریقوں کی نشاندہی کرسکیں۔

۸۔ ہر ممکنہ حل کا فوائد و نقائص کی روشنی میں جائزہ لے سکیں۔

۹۔ مسائل کے حل کیلئے ایک سرکاری پالیسی تجویز کرسکیں۔

۱۰۔ معلومات کے پھیلاؤ کیلئے مختلف اقسام کے ذرائع یعنی نیوز لیٹر، بلیٹن بورڈ، میڈیا اور الیکٹرانک ڈیٹابیس کا اِستعمال کرسکیں۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ویب سائٹس کا اِستعمال (Use of Website)

جدید ٹیکنالوجی اور کمپیوٹر نے تو سائنس، علم، مواصلات اور معلومات کی دُنیا میں اِنقلاب برپا کیا ہے۔ انٹرنیٹ نے دُنیا کے ہر حصے کو آپس میں باندھ دیا ہے۔ اِسی لیے تو اِسے WWW یعنی World Wide Web کہا جاتا ہے یعنی دُنیا کا ہر حصہ انٹرنیٹ کے ذریعے مکڑی کے جال کی طرح آپس میں منسلک ہے۔ یعنی یہ سمجھئے کہ اگر آپ کے گھر میں کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولت ہے تو دُنیا آپ کے سامنے آپ کی میز پر ہے۔ جہاں آپ کو لمحوں میں ہر قسم کی معلومات تک رسائی حاصل ہو جاتی ہے۔ تحقیق کاروں اور طالب علموں کیلئے انٹرنیٹ ایک تحفے سے کم نہیں۔

جب آپ کو کسی موضوع پر معلومات درکار ہوں تو ویب سائٹ پر جائیے اور معلومات حاصل کیجئے۔ دُنیا بھر کے اِدارے اپنے ویب سائٹس بناتے ہیں اور اکثر ویب سائٹس مفت میں آپ کو قیمتی معلومات فراہم کرتی ہیں۔ اکثر کتابوں، رسائل، اخبارات، میگزین، اِشتہارات اور میڈیا میں معروف ویب سائٹس کے نام دیئے جاتے ہیں جنہیں اِستعمال کیا جاسکتا ہے۔ ویب سائٹ اِنٹرنٹ پر کسی فائل کا پتہ ہوتا ہے جس کے ذریعے آپ اُس فائل تک پہنچ سکتے ہیں۔ اِس قسم کی معلومات اِنٹرنٹ کے علاوہ دیگر روایتی ذرائع سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں لیکن انٹرنیٹ سے حاصل کردہ معلومات تازہ ترین ہوتی ہیں۔ ویب سائٹس کا اِستعمال بالکل اِس طرح ہے گویا کہ آپ ایک جدید ترین لائبریری کا اِستعمال کر رہے ہوں۔

کمپیوٹر اِنٹرنٹ میں کئی سرچ اِنجن ہیں جن میں آپ ویب سائٹ کا پتہ دیکر مطلوبہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ اُن اِنجنوں میں اہم ترین گوگل (Google)، یاہو (Yahoo)، ایم ایس این (MSN)، اَلٹا وِسٹا (Alta Vesta) وغیرہ ہیں۔ عام طور پر گوگل کا اِستعمال کیا جاتا ہے۔ جب آپ اپنا کمپیوٹر انٹرنیٹ آن کرتے ہیں تو پہلے گوگل کھولیئے اور پھر گوگل میں اپنا مطلوبہ ویب سائٹ کا پتہ دیں یا پسندیدہ موضوع دیں۔ اِسے کھولیئے۔ آپ کو مطلوبہ نتائج سکرین پر آجائیں گے۔ یہاں ایک بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بعض چیزوں کو آپ صرف پڑھ سکتے ہیں اور انہیں اپنے کمپیوٹر میں اُتار (Download) نہیں کر سکتے کیونکہ اُسے copyright کے قانون کے تحت اُتارنے کی اِجازت نہیں ہوتی۔ اگر ایسے مواد کو پھر بھی اُتارا گیا تو آپ کے خلاف قانونی کارروائی کی جاسکتی ہے۔

NOT FOR SALE

ویب سائٹس سے معلومات پڑھنا اور مقصد کے حصول کیلئے اُن کی نشاندہی

(To Get Information from websites and to identify websites to gain Objectives)

جب آپ اپنی پسندیدہ اور مطلوبہ ویب سائٹ کھولتے ہیں تو سینکڑوں ہزاروں کی تعداد میں مواد یعنی لیکچرز، کتب، تقاریر، مضامین، بحث مباحثے اور دیگر متعلقہ چیزیں سکرین پر نمودار ہوتی ہیں۔ آپ ایک ایک کر کے کھولیئے اور اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق مواد پڑھیئے اور اُتاریئے۔ یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ کاپی رائٹ کی خلاف ورزی نہ ہو اور ایسا مطلوبہ مواد پسند کریں جو غیر جانبدارانہ اور معتبر ذرائع سے ہو۔ اچھا طریقہ یہ ہے کہ بہترین مواد کو ایک فائل میں اُتارا جائے تاکہ آپ کے پاس مواد کا محفوظ ذخیرہ موجود ہو اور پھر تسلی سے اس مواد کو پڑھا جائے۔ اِس کا فائدہ یہ ہوگا کہ آپ کی توجہ موضوع پر مرکوز رہے گی۔ انٹرنیٹ معلومات کی ایسی دُنیا ہے کہ اِنسان شاید عمر بھر میں اِس کا بہت معمولی حصہ بھی نہیں پڑھ سکتا اور پھر اِنسان اتنی گہرائیوں میں چلا جاتا ہے کہ اصل مقصد بھول جاتا ہے۔

انٹرنیٹ اور اچھے ویب سائٹس کے ذریعے طلباء وطالبات اپنی پسند کی سرکاری وستاویزات کا جائزہ لے سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر سوکس کا طالب العلم انٹرنیٹ پر پاکستان کا دستور 1973ء اصلی حالت میں مکمل تفصیلات کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ اگر کوئی چاہے تو آئین کی اٹھارویں اور اُنیسویں ترامیم کو بھی تفصیل کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ اِقتصادیات کا طالب العلم بجٹ 2010ء کو مکمل تفصیلات کے ساتھ پڑھ سکتا ہے۔ الغرض حکومت کی ہر اہم دستاویز نیٹ پر موجود ہوتی ہے۔ اگر طلبہ وطالبات چاہیں تو اِن دستاویزات کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اب علم حاصل کرنے کیلئے شاید کہیں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ انٹرنیٹ کی ایجاد سے علم ہماری میز پر آگیا ہے۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم اِس سہولت کا مثبت، تخلیقی اور موثر اِستعمال کر سکیں۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ آج کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے اِستعمال کے بغیر علم نامکمل ہے کیونکہ زندگی کے ہر شعبے میں کمپیوٹر نے ایک کلیدی مقام حاصل کیا ہوا ہے۔

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

معلومات کو جمع کر کے ترتیب دینا اور نتیجے تک پہنچنا

(To Collect and Arrange Information-To Conclude)

معلومات جمع کرنے کے مختلف ذرائع ہیں مثلاً مشاہدہ، اِنٹرویو، سوالنامہ، دستاویزات کا مطالعہ اور انٹرنیٹ کا اِستعمال۔ کسی خاص موضوع پر معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ تحریری معلومات کو ایک فائل میں جمع کیا جاتا ہے۔ آڈیو اور ویڈیو معلومات کو الیکٹرانک آلات میں جمع کیا جاتا ہے اور انٹرنیٹ سے حاصل کردہ معلومات کو کمپیوٹر میں محفوظ کیا جاتا ہے۔ موضوع کے بارے میں کم معلومات حاصل ہوں یا زیادہ بہر حال اُنہیں محفوظ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اب جمع شدہ معلومات کو کئی معیاروں کی روشنی میں ترتیب دیا جاتا ہے۔ یعنی لکھے ہوئے مواد کو ایک طرف رکھنا۔ ریکارڈ شدہ معلومات کو دوسری طرف رکھنا اور کمپیوٹر کی معلومات کو ایک اور طرف جمع کرنا۔ پھر اِن معلومات کو معتبر ذرائع، معتبر تحریر کرنے والے، زمان و مکان، موضوع سے زیادہ نزدیک ہونے یا کسی اور بنیاد پر ترجیحاً ترتیب دیا جاتا ہے۔ انہیں صفحہ نمبر دیا جاتا ہے اور اگر ضروری ہو تو پنسل سے نوٹ بھی تحریر کیے جاتے ہیں۔ غیر ضروری مواد کو جدا کر دیا جاتا ہے۔ موضوع کے اِعتبار سے اب جمع کردہ اور ترتیب شدہ مواد کا مطالعہ شروع کیا جاتا ہے۔ اچھی بات یہ ہے کہ اپنے اِس مطالعہ کو لکھا بھی جائے۔ ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ حوالہ جات بھی تحریر کیے جائیں۔ ایک اہم بات یہ ہے کہ جمع شدہ مواد ضروری ہو یا غیر ضروری اِنہیں مطالعہ اور جائزہ کے بعد ضائع نہیں کرنا چاہیئے۔ مواد کو ترتیب کے ساتھ فائل میں بند کر کے اُس کے اُوپر مواد کے بارے میں نوٹ اور تاریخ لکھنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ یہی مواد اِسی تحقیق یا کسی اور تحقیق میں کام آئے۔ یہ جمع شدہ اور ترتیب شدہ مواد ایک طویل محنت کا نتیجہ ہوتا ہے اور معتبر حوالہ بھی۔ اِسلئے اِن کی حفاظت ضروری ہے۔

اب اِس مطالعہ اور جائزہ سے نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔ یعنی جو مسئلہ ہمیں درپیش تھا اور جسے سمجھنے اور حل کرنے کیلئے ہمیں معلومات جمع کرنی تھیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ اِن جمع شدہ مواد سے ہم کیا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ ہر تحقیق کنندہ اپنی رپورٹ میں نتائج بھی اخذ کرتا ہے جو مسئلہ کو سمجھنے اور اِسے حل کرنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ اگر اِس کے باوجود ہم نتیجہ اخذ کرنے کے قابل نہیں تو مطلب یہ کہ ہماری ساری محنت ضائع ہوئی اور ہم نے معلومات جمع کرنے میں کہیں غلطی کی۔ اِسلئے اِن تمام باتوں کا پہلے سے ذہن میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

NOT FOR SALE

جمع شدہ معلومات کی بنیاد پر دلیل سازی

(Argument Making Based on Collected Information)

تحقیق کا ایک اہم مرحلہ یہ بھی ہے کہ جو مطالعہ کیا گیا ہے یا جائزہ لیا گیا ہے تو اُس کی بنیاد پر دلیل سازی کی جائے۔ مثال کے طور پر ہمیں یہ مسئلہ درپیش تھا کہ ایک ملک 'الف' میں سیاسی عدم اِستحکام کا بنیادی سبب کیا ہے؟ ہم نے مختلف ذرائع سے معلومات جمع کیں۔ مشاہدہ کیا اور کئی عوامل کو نوٹ کیا گیا۔ کئی اہم سیاستدانوں کے اِنٹرویو لئے یا ذرائع ابلاغ سے اُن کے اِنٹرویو جمع کئے۔ اہم کتابوں اور ذاتی ڈائریوں سے اِستفادہ کیا۔ ماہرین سے سوالناموں کے ذریعے معلومات حاصل کیں۔ سب سے اہم یہ کہ انٹرنیٹ کے ذریعے اِس مسئلے پر تفصیلی معلومات حاصل کیں۔ اِن معلومات کو ترتیب دینے کے بعد غور سے پڑھا اور نتائج حاصل کئے۔ ہمیں یہ اندازہ ہوا کہ اُس ملک میں کئی قومیتیں آباد ہیں لیکن وہاں کا سیاسی نظام وحدانی ہے۔ ہمیں گزشتہ معلومات اور مطالعہ سے یہ بات معلوم ہو چکی تھی کہ کثیر القومی ممالک میں وحدانی طرزِ حکومت ناکام ہوتا ہے اور وہاں مسائل ختم ہونے کی بجائے مزید بڑھتے ہیں۔ ہم اِس نتیجہ پر پہنچے کہ اُس ملک 'الف' میں وحدانی طرز حکومت سیاسی عدم اِستحکام کی بنیادی وجہ ہے اور اِس مسئلے کو ختم کرنے کیلئے وہاں ایک معیاری وفاقی نظام کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ دلیل سازی کی کہ کسی بھی کثیر القومی ملک میں سیاسی اِستحکام لانے کیلئے وہاں ایک معیاری وفاق کی ضرورت ہوتی ہے۔

اِس دلیل سازی کے بعد ایک اور اہم مرحلہ دلیل سے موافقت رکھنے والی حقیقی معلومات جمع کرنے کا ہے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ جو دلیل سازی کی گئی ہے تو آیا دُنیا میں پہلے سے ایسی کوئی مثال ہے جو ہماری دلیل کی سچائی کو ثابت کرے۔ اِس مقصد کیلئے کئی کثیر القومی ممالک کے دساتیر کا مطالعہ کرنا پڑے گا۔ اِس مقصد کیلئے لائبریریوں، ماہرین اور انٹرنیٹ سے اِستفادہ کرنا پڑے گا۔ جب ہم معلومات جمع کر کے اُسی طرح ترتیب دے کر اِن کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کئی نتائج حاصل کرنے کے قابل بن جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم نے ملائشیا، بھارت اور امریکہ کے دساتیر اور سیاسی تاریخ کے بارے میں معلومات حاصل کیں اور نتائج حاصل کئے گئے کہ اِن ممالک نے کثیر القومی معاملے کو معیاری وفاقیت سے حل کرایا ہے۔ اِس طرح اِن حقیقی معلومات نے ہماری پیش کردہ دلیل کی سچائی ثابت کی۔

تحقیق میں یہ بات اہمیت کی حامل ہے کہ دلیل بنا کر اُسے حقیقی معلومات کا سہارا دیا جاتا ہے۔ اِس طرح غلطی کی گنجائش نہیں رہتی اور تحقیق کا ثمر بھی مل جاتا ہے۔ تاہم یہ بات بالکل واضح ہے کہ اِنٹرنٹ نے یہ کام بہت ہی آسان کر دیا

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ہے۔اگر اِنٹرنٹ نہ ہوتا تو شاید مذکورہ ممالک کے دساتیر حاصل کرنے کیلئے ہمیں کئی سفارتخانوں سے معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی جو کہ ایک لمبا اور مہنگا عمل ہے۔

معلومات کی روشنی میں مسائل کے حل کے طریقے
(Methods to Solve Propblems in the Light of Information)

مسائل کے حل کیلئے کئی ممکنہ طریقے ہوسکتے ہیں۔ ہر مسئلے کے نقائص اور فوائد ہوتے ہیں۔اب مسئلے کے بہترین حل کیلئے کئی ممکنہ طریقوں میں سے سب سے بہتر کا اِنتخاب کرنا ہے۔ اِس کے لئے ضروری ہے کہ ہر طریقے کو بیان کیا جائے اور ہر ایک کی خوبیوں اور خامیوں کا جائزہ لیا جائے۔ مثال کے طور پر مسئلہ 'غربت' ہے۔اب غربت کی وجوہات، نتائج اور اِس پر قابو پانے کے طریقوں کو تلاش کرنا ہے۔ اِس کیلئے معلومات جمع کی جاتی ہیں۔ وہی طریقے یعنی مشاہدہ، اِنٹرویو، سوالنامہ، کتب اور انٹرنیٹ وغیرہ اِستعمال کر کے معلومات حاصل کی جاتی ہیں اور ترتیب و مطالعہ کے بعد اِس مسئلے کی وجوہات، نتائج اور ممکنہ حل معلوم ہوجاتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک ممکنہ حل روزگار کی فراہمی ہے۔ اگر لوگوں کو روزگار کے مواقع دیئے جائیں تو غربت میں کمی کی جاسکتی ہے۔ اِس حل کے فوائد یہ ہیں کہ لوگ اِس قابل ہوجائیں گے کہ وہ کما سکیں گے اور اپنی زندگی میں آسودگی لاسکیں گے۔ چھوٹا سا سرمایہ جمع کر کے کاروبار شروع کیا جاسکتا ہے۔ روزگار سے ملک میں ترقی بھی ہوجائے گی اور بے روزگاری کم ہوکر جرائم میں بھی کمی واقع ہوگی۔ حکومت کیلئے بھی مشکلات کم ہوں گی۔ اِس حل کی خامیاں بھی ہیں یعنی حکومت روزگار کے مواقع فوری طور پر کہاں سے پیدا کرے گی۔ روزگار کی فراہمی میں حکومت ترجیحات کیسے متعین کرے گی۔ اِس میں اقرباء پروری، بدعنوانی اور کئی قسم کے تعصبات کارفرما ہوسکتے ہیں۔ غربت کے خاتمہ کیلئے دوسرا طریقہ آبادی پر قابو پانا ہے۔ اِس حل کے فوائد یہ ہونگے کہ آبادی کنٹرول کرنے سے وسائل پر بوجھ نہیں پڑے گا اور غربت کے اِمکانات کم ہوجائیں گے۔ منصوبہ بندی کے ساتھ لوگ پیدا ہونگے تو اُن کی پرورش اور تربیت میں آسانی ہوگی اور اچھی صحت مند قوم بنے گی۔ ملازمتوں کے مواقع زیادہ ہوں گے اور ملک میں تربیتِ یافتہ افرادی قوت ہوگی۔ لیکن اِس حل کے نقائص بھی ہیں مثلاً آبادی پر قابو پانے کی کوشش میں مذہبی حلقوں کی طرف سے دباؤ کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اِس کے لئے ایک وسیع منصوبے اور

NOT FOR SALE

پروگرام کی ضرورت ہوگی جس پر کافی خرچہ بھی آئے گا۔ ہوسکتا ہے کہ کوششوں اور خرچے کے باوجود آبادی میں اضافہ کو نہ روکا جاسکے۔ تیسرا ایک حل صنعتوں کا قیام ہے۔ اگر صنعتیں لگائی جائیں تو ایک طرف ملک ترقی کرے گا اور دوسری جانب لوگوں کی آمدنی ہوگی۔ ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے کاروبار بھی پیدا ہونگے۔ لوگوں میں فنی تعلیم حاصل کرنے کا رُجحان بڑھ جائے گا۔ ماہر افرادی قوت میں اضافہ ہوگا۔ دوسری جانب خامیاں یہ ہیں کہ حکومت اتنے کارخانے کیسے لگائے گی۔ پیسہ کہاں سے آئے گا۔ عالمی اِداروں سے قرض لے کر ملک کو مزید قرضدار بنایا جائے گا اور اِبتداء میں لوگوں کو فنی تربیت کیسے دی جائے گی۔ ایک اور طریقہ یہ بھی ہے کہ لوگوں کو بیرونِ ملک بھیجا جائے۔ اِس کے فوائد یہ ہونگے کہ ملک میں باہر سے پیسہ آئے گا۔ عوام کا بھی مالی فائدہ ہوجائے گا۔ کم محنت پر زیادہ سرمایہ ہاتھ آئے گا۔ اُسی پیسے کو یہاں لگا کر سرمایہ کاری کی جاسکتی ہے اور اِس طرح پائیدار ترقی کا عمل شروع ہوسکتا ہے۔ اِس حل کے نقائص یہ ہیں کہ حکومت کو دیگر ممالک سے معاہدات کرنے پڑیں گے جو کہ ایک محنت طلب اور مشکل کام ہے۔ لوگ ماہر نہیں ہوتے اِسلئے انہیں بیرونِ ملک بھی مزدوری کرنی پڑتی ہے جو دیارِ غیر میں کوئی آسان کام نہیں۔ لوگوں کو بیرونِ ملک بھیجنے کیلئے پیسہ کہاں سے آئے گا یہ بھی ایک مسئلہ ہے۔ اکثر لوگ جاہلیت کی وجہ سے بیرونِ ملک ایسے کام کر جاتے ہیں جو ملک کی بدنامی کا باعث بھی بنتا ہے۔

اب مذکورہ طریقوں میں سے کسی ایک حل یا کئی حل ملا کر ایک مناسب اور قابلِ عمل طریقہ اِختیار کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ہر معاملے کو ہر زاویے سے دیکھنا پڑے گا تا کہ کم خرچ میں زیادہ کام آسانی سے کیا جاسکے۔

مسائل حل کرنے کیلئے سرکاری پالیسی کی تجویز
(Proposal To Make Government Policy to Solve Problems)

معلومات کی بنیاد پر محقق اِس قابل ہوجاتا ہے کہ وہ حکومت کو مناسب پالیسی یا قانون سازی کی تجاویز دے سکیں جسے پالیسی پیپر کہا جاتا ہے۔ حکومت کو بھی ایسی مدلّل اور مثبت تجاویز کی ضرورت ہوتی ہے۔ پالیسی پیپر تیار کرنے کا مرحلہ وار طریقہ کچھ اِس طرح ہے:

۱۔ مسئلے کی نشاندہی (مسئلہ کیا ہے)۔

۲۔ مسئلے کے ممکنہ تین چار حل۔

NOT FOR SALE

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۳۔ ہر ممکنہ حل کے نمایاں فوائد ونقائص کیا ہیں۔

۴۔ سب سے بہترین حل کی سفارش۔

۱۔ مسئلے کی نشاندہی:

سب سے پہلے مسئلہ (Problem) کی نشاندہی کی جاتی ہے کہ مسئلہ کیا ہے اور یہ کہ اِس مسئلے کی اہمیت کیا ہے۔ایک مستحکم معاشرہ کا قیام ہم سب کی ذمہ داری ہے۔اِس سے پہلے کہ مسئلہ سر اُٹھا کر پیچیدہ ہوجائے اُسے سمجھنے اور اِسکی نشاندہی کی ضرورت ہوتی ہے۔مثال کے طور پر اِمتحانی نظام میں خامیاں ایک اہم مسئلہ ہے۔

۲۔ مسئلے کے ممکنہ تین چار حل:

اب اِس مسئلے کے کم از کم تین چار ممکنہ حل مفروضے (Hypotheses) پیش کرنے ہونگے۔مثال کے طور پر اِمتحانی نظام میں اِصلاح کیلئے درج ذیل ممکنہ حل مفروضے ہیں:

الف۔ ہر مہینے اُستاد اپنے شاگردوں کی جائزہ رپورٹ تیار کرے اور اُسی رپورٹوں کے نمبرز مقرر کئے جائیں۔

ب۔ اِمتحان لینے والے اِداروں سے بدعنوان ملازمین کو نکالا جائے اور اچھی شہرت کے ملازمین کی حوصلہ افزائی کی جائے۔پیشہ ور لوگوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور انہیں اِمتحانی ڈیوٹیوں سے دور رکھا جائے۔دیانتدار لوگوں کو ممتحن مقرر کیا جائے اور اُن کی حوصلہ افزائی ہو۔

ج۔ اِمتحانی مراکز پر جانچ پڑتال کا نظام موثر بنایا جائے۔پرچہ جات کی تیاری اور چیکنگ کا عمل موثر بنایا جائے اور اِس میں حق تلفی کے اِمکانات ختم کرنے کیلئے دیانتدار اساتذہ سے کام لیا جائے۔

د۔ اِمتحانی عملہ کی مراعات میں خاطر خواہ اضافہ ہو۔

۳۔ ہر ممکنہ حل کے فوائد ونقائص:

بہترین حل تلاش کرنے کیلئے ہر ممکنہ حل کا تفصیلی تنقیدی جائزہ لینا پڑتا ہے۔مثال کے طور پر ہر مہینے اُستاد اپنے شاگردوں کی جائزہ رپورٹ تیار کرے اور اُسی رپورٹوں کے نمبرز مقرر کئے جائیں۔اِس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اِس سے بچے کی اصل قابلیت کا اندازہ ہوسکے گا۔بالکل بنیادی سطح پر صحیح جائزہ بھی لیا جاسکے گا۔استاد کا وقار بھی مجروح نہیں ہوگا۔طلبہ وطالبات بھی پریشانیوں سے بچ جائیں گے۔اِس کا نقصان یہ ہے کہ اُستاد ذاتی پسند ناپسند سے کام لے سکتا ہے لیکن پھر بھی اِس کے اِمکانات کم ہیں۔دوسرا حل یہ ہے کہ بدعنوان عملہ کی حوصلہ شکنی اور دیانتدار لوگوں کی حوصلہ افزائی ہو۔یہ بھی اچھی بات ہے۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

اِس قسم کی پالیسی اپنانے سے اچھے لوگ میدان میں آئیں گے کیونکہ اُن کی حوصلہ افزائی ہوگی۔لیکن یہ ایک مشکل عمل ہے اور ہر اُستاد کو جانچنا اِتنا آسان نہیں۔ایک اور تجویز جانچ پڑتال اور چیکنگ کے نظام کو موثر بنانا ہے۔اِس کا فائدہ یہ ہے کہ غلطیاں کم ہونگی اور کسی کی حق تلفی نہیں ہوگی۔اِس کا نقصان یہ ہے کہ اِمتحان کے اِبتدائی مراحل میں یہ حل شاید اتنا کارآمد نہیں اور یہ وقتی ثابت ہوسکتا ہے۔آخری حل یہ ہے کہ اِمتحانی عملہ کی مراعات میں خاطر خواہ اضافہ ہو۔اِس کی خوبی یہ ہے کہ عملہ مالی طور پر مطمئن ہوجائے گا اور اِمتحانی نظام میں بہتری آجائیگی۔اِس کی خامی یہ ہے کہ اگر مراعات کے باوجود وہ باز نہ آئیں تو پھر بھی یہ نظام ناکامی اور بدعنوانی کا شکار رہے گا۔

۴۔ سب سے بہترین حل کی سفارش:

تمام تجاویز کا خوب تنقیدی جائزہ لے کر یہ فیصلہ کیا جاسکتا ہے کہ مسئلے کا بہترین حل کیا ہے۔مذکورہ تجاویز کا جائزہ لیتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ تجویز نمبر ا زیادہ مفید ہے۔

معلومات اور اِطلاعات کے پھیلاؤ کے طریقے
(Methods to Disseminate Information)

معلومات اور اِطلاعات کے پھیلاؤ کے مختلف طریقے اِستعمال کئے جاتے ہیں جن میں اہم درج ذیل ہیں:

نیوز لیٹر: (News Letters)

نیوز لیٹر سے مراد وہ شائع شدہ معلومات یا اِطلاعات ہوتی ہیں جو کسی مخصوص گروہ کے مفادات سے متعلق ہوں۔اِس قسم کی معلومات معاشرہ یا اِداروں کے ارکان وملازمین میں مقررہ اوقات میں پھیلائی جاتی ہیں۔اِس طریقہ کے مطابق مفاداتی گروہوں اور تنظیموں کے ارکان کو اُن کے تنظیم کی سرگرمیوں اور مفادات وغیرہ کے بارے میں مسلسل معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔اکثر اِدارے عوام الناس کو اِدارہ ھذا اور اِس کی سرگرمیوں کے بارے میں ایک مخصوص مدت کے بعد شائع شدہ معلومات فراہم کرتے ہیں۔

بُلیٹن بورڈز (Bulletin Boards):

بُلیٹن یک موضوعی خبر یا خبروں کو کہا جاتا ہے۔کسی سرکاری اِعلان کو بھی بُلیٹن کہا جاتا ہے۔بُلیٹن بورڈز کو دو معنوں میں لیا جاسکتا ہے۔ایک سادہ اور عام معنیٰ یہ ہے کہ کسی اِطلاع یا معلومات کو اِدارے کے نوٹس بورڈ پر پن کرکے لگایا جاتا

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ہے۔اِس طرح کئی لوگوں کو اِطلاع مل جاتی ہے۔مثال کے طور پر داخلہ کے نوٹس کالجوں کے نوٹس بورڈز پر لگائے جاتے ہیں اسی طرح میرٹ لسٹ یا پھر کسی انٹرویو میں کامیاب اُمیدواروں کی لسٹ نوٹس بورڈ پر لگائی جاتی ہے۔یا کسی عدالت وغیرہ کے ہر نئے فیصلے کو بورڈ پر لگایا جاتا ہے۔

ذرائع ابلاغ (Media):

ذرائع ابلاغ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے یعنی پرنٹ میڈیا اور اِلیکٹرانک میڈیا۔پرنٹ میڈیا وہ ہے جو تحریری انداز میں معلومات رسائی کو ممکن بناتا ہے مثال کے طور پر اخبارات، رسائل، کُتب، وال چارٹنگ، پوسٹرز اور بینرز وغیرہ۔اِلیکٹرانک میڈیا وہ ہے جو الیکٹرانک آلات مثلاً ریڈیو، ٹی وی، کمپیوٹرز اور فون وغیرہ کے ذریعے معلومات پھیلاتا ہے۔معلومات کی دُنیا میں اِن دونوں ذرائع کو بہت اہمیت حاصل ہے اور آج کے دور میں ذرائع ابلاغ معلومات و اِطلاعات پھیلانے کے موثر ترین ذرائع ہیں۔

ذرائع ابلاغ آزاد جمہوریت کا دل ہے۔ یہ معلومات کے حوالے سے حکومت اور عوام کے درمیان رابطے کے ذرائع ہیں۔ یہ دونوں کے درمیان قومی معلومات بہم پہنچانے کا وسیلہ ہے۔الیکٹرانک میڈیا اور پریس کے ذریعے لوگ اپنی تجاویز اور شکایات پالیسی ساز اداروں تک پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ دوسری جانب میڈیا حکومت کا چہرہ عوام کو دکھاتا ہے۔ یہ سیاسی مواصلات اور سیاسی تعلیم کا بہت مضبوط ذریعہ ہے۔حکومت کی سرگرمیوں اور فیصلوں کا تنقیدی جائزہ اور تجزیہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہوتا ہے۔سیاسی معلومات ایک دوسرے تک پہنچانا ایک بہترین جمہوری نظام کی نشانی ہے اور یہ اُس وقت ممکن ہے جب ذرائع ابلاغ کے کردار کی اہمیت کو تسلیم کیا جائے۔ وہ ممالک جہاں ذرائع ابلاغ پر پابندی نہ ہو تو ان کو بجا طور پر جمہوری نظام پر فخر کرنا چاہیئے۔

اِلیکٹرانک ڈیٹا بیس : (Electronic Database)

معلومات و اِطلاعات پھیلانے کا یہ جدید طریقہ ہے۔اِس میں معلومات کو کمپیوٹر میں جمع کیا جاتا ہے جو ڈیٹا بیس کہلاتا ہے۔اِن معلومات کو پھر ای میلز اور ویب سائٹس کے ذریعے پھیلایا جاتا ہے۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا۔ انٹرنیٹ سے حاصل کردہ معلومات۔۔۔۔۔۔۔ہوتی ہیں۔

۲۔ مختلف ذرائع سے معتبر۔۔۔۔۔۔۔۔حاصل کر کے انہیں جمع کیا جاتا ہے۔

۳۔ کمپیوٹر انٹرنیٹ میں کئی سرچ۔۔۔۔۔۔۔ہوتے ہیں۔

۴۔ آج کمپیوٹر اور۔۔۔۔۔۔۔کے اِستعمال کے بغیر علم نامکمل ہے۔

۵۔ جمع شدہ اور ترتیب شدہ مواد ایک طویل۔۔۔۔۔۔۔کا نتیجہ ہوتا ہے۔

2۔ درج ذیل سوالات کے لیے موزوں جواب یعنی ا، ب ج یا د منتخب کر کے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانے میں لکھیں۔

ا۔ انٹرنیٹ نے دُنیا کے ہر حصے کو آپس میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔ ☐
(ا) جدا کیا ہوا (ب) باندھ لیا (ج) نمایاں کرلیا (د) لڑا دیا

۲۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔پر ہر قسم کی معلومات اور ویب سائٹس موجود ہوتی ہیں۔ ☐
(ا) سی ڈی (ب) کیسٹ (ج) انٹرنیٹ (د) جہاز

۳۔ کثیر القومی ممالک میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔طرزِ حکومت ناکام ہوتی ہے۔ ☐
(ا) پارلیمانی (ب) وفاقی (ج) جمہوری (د) وحدانی

۴۔ جمع شدہ اور۔۔۔۔۔۔۔۔۔مواد ایک طویل محنت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ☐
(ا) ترتیب شدہ (ب) ضائع شدہ (ج) مطالعہ شدہ (د) گرم شدہ

۵۔ کسی۔۔۔۔۔۔۔۔اِعلان کو بھی بُلیٹن کہا جاتا ہے۔ ☐
(ا) پُرانے (ب) معلوم (ج) سرکاری (د) مزاحاً

3۔ درج ذیل جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ انٹرنیٹ کا مطلب ہے 'مچھلی جال'۔ صحیح۔غلط

۲۔ کوئی سرکاری دستاویز انٹرنیٹ پر موجود نہیں ہوتی۔ صحیح۔غلط

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۳۔ گوگل سرچ طلباء وطالبات کیلئے بہت مفید ہے۔ صحیح۔غلط
۴۔ انٹرنیٹ سے مواد ڈاون لوڈ کرتے وقت کاپی رائٹ کی کوئی اہمیت نہیں۔ صحیح۔غلط
۵۔ جمع شدہ معلومات کوئی معیاروں کی روشنی میں ترتیب دیا جاتا ہے۔ صحیح۔غلط
۶۔ مسائل حل کرنے کیلئے معلومات جمع کرنا اہم نہیں۔ صحیح۔غلط
۷۔ آزاد ذرائع ابلاغ جمہوریت کا دل ہے۔ صحیح۔غلط

4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:
ا۔ ویب سائٹ سے کیا مراد ہے؟
۲۔ WWW سے کیا مراد ہے اور یہ کن معنوں میں اِستعمال کیا جاتا ہے؟
۳۔ ویب سائٹ کھولنے اور معلومات تک پہنچنے کا طریقہ کیا ہے؟
۴۔ اگر انٹرنیٹ نہ ہوتا تو معلومات جمع کرنے میں کیا مشکلات حائل ہوتیں؟
۵۔ غربت کے خاتمہ کیلئے اور کیا کچھ کیا جاسکتا ہے۔ چند تجاویز دیں۔

5۔ درج ذیل سوالوں کے تفصیلی جواب دیں:
ا۔ ویب سائٹ کے اِستعمال کا طریقہ تفصیل سے بیان کریں۔
۲۔ ویب سائٹ سے معلومات کیسے حاصل کی جاتی ہیں۔ اِن کی ترتیب، دلیل سازی اور دلائل کی جانچ پڑتال کیسے کی جاسکتی ہے؟
۳۔ معلومات اور اِطلاعات کے پھیلاؤ کے مختلف طریقے بیان کیجئے۔

عملی سرگرمیاں:

ا۔ کلاس میں مختلف گروپ بنا کر ہر ایک گروپ مختلف مسائل پر پالیسی پیپر تیار کریں۔
۲۔ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی خوبیوں اور خامیوں پر مضمون نویسی کا مقابلہ منعقد کریں۔
۳۔ کلاس میں انٹرنیٹ کے ماہر کو دعوت دیں اور اُس سے اہم ویب سائٹس اور انٹرنیٹ کے مزید بہتر اور صحت مند اِستعمال کے بارے میں سوالات کریں۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

باب ۶
سیاسی جماعتیں اور سماجی تحاریک

تدریسی مقاصد

اِس باب کو پڑھنے کے بعد طلبہ اِس قابل ہوجائیں گے کہ وہ:
ا۔ لفظ ''سیاسی جماعت'' کی وضاحت کرسکیں۔
۲۔ پاکستان میں جمہوریت کی ترقی میں سیاسی جماعتوں کے کردار کا تعین کرسکیں۔
۳۔ ایک سیاسی جماعت کی حکومتی کارکردگی کو اُس کے منشور کی روشنی میں متعین کرسکیں۔
۴۔ یہ بیان کرسکیں کہ کیسے ایک سیاسی جماعت کی تنظیم اور ساخت تقسیمِ اختیارات، جماعت کے اِتحاد اور اِنتخابی صداقت کو متاثر کرتے ہیں۔
۵۔ لفظ 'سماجی تحریک' کی وضاحت کرسکیں۔
۶۔ پاکستان کی ترقی بطورِ اِسلامی، جمہوری اور فلاحی ریاست میں سماجی تحریکوں کی اہمیت کو واضح کرسکیں۔
۷۔ اُن عوامل کا تجزیہ کرسکیں جو کہ تحریکِ حقوقِ نسواں، تحریک برائے بحالیِ جمہوریت اور عدلیہ کی آزادی کیلئے وکلاء کی تحریک کے آغاز کا سبب بنے۔
۸۔ کسی مقامی کمیونٹی میں فروغِ امن کیلئے طریقوں کی شناخت کرسکیں۔
۹۔ ایک پرامن اندازِ حیات کے عزم کا مظاہرہ کرسکیں۔

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

سیاسی جماعتیں

سیاسی جماعت کی تعریفیں (Definitions of Political Party):

سیاسی جماعت لوگوں کا ایک منظم اِجتماع ہے جو سیاسی طاقت حاصل کرنے کیلئے سرگرم ہو۔ سیاسی جماعت کی مختلف تعریفیں کچھ یوں ہیں:

۱۔ رابرٹ ریناؤ کے مطابق "سیاسی جماعت لوگوں کی ایک منظم کوشش ہے جو پروگراموں اور نظریات میں ایسے مقابلہ پر یقین رکھتی ہے جسکے ذریعے وہ انتخابات جیتنے اور سرکاری عہدوں تک رسائی کی خواہش مند ہوتی ہے۔ اِس وعدے کے ساتھ کہ اگر اس کے اُمیدوار کامیاب ہوئے تو وہ جماعتی وعدوں اور پروگرام کو قانون میں تبدیل کرینگے۔"

۲۔ ڈکشنری آف پالیٹکس کے مطابق "سیاسی جماعت ایسے لوگوں کے ایک منظم گروہ کا نام ہے جن کی پالیسی کی ترجیحات اور نظریہ میں یکسانیت ہو۔"
بنجمن ڈیسرائیلی کے مطابق "سیاسی جماعت ایک منظم رائے کا نام ہے۔"

۳۔ انکارٹا انسائیکلوپیڈیا کے مطابق "یہ ایک تنظیم ہے جو ایک اِجتماعی سیاسی نظریہ، آئینی حکومت یا حزبِ اختلاف پر یقین رکھے۔"
برٹانیکا انسائیکلوپیڈیا کے مطابق "سیاسی جماعت افراد کا وہ منظم گروہ ہے جو سیاسی طاقت حاصل کرے اور اسے استعمال کرے۔"

۴۔ لارڈ برائس کے مطابق "سیاسی جماعت افراد کے ایسے اجتماع کا نام ہے جو رضا کارانہ طور پر سیاسی مقاصد کے حصول کیلئے متحد ہوں۔"

۵۔ گیٹل کے خیال میں "شہریوں کے ایک منظم گروہ کا نام جو اپنی رائے دہندگی کی قوت سے حکومت پر اختیار حاصل کرنا اور اپنے اُصولوں کو نافذ کرنا چاہتے ہیں۔"
پروفیسر بختیار کے مطابق "سیاسی جماعت ایک منظم افرادی گروہ ہے جو آئین، منشور، رضا کاروں اور قیادت پر اساس ہے۔ جو دستوری طریقوں سے حکومت حاصل کرنے کی کوشش کرے اور پھر اپنے منشور کو عملی شکل دے۔"

پاکستان میں جمہوریت کے فروغ کیلئے سیاسی جماعتوں کا کردار
(Role of Political Parties in Pakistan to Strengthen Democracy)

سیاسی جماعتیں جمہوریت اور سیاسی نظام کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ سیاسی نظام میں سیاسی جماعتیں ہی حرکت پیدا کرتی ہیں۔ کسی بھی جمہوری نظام میں سیاسی جماعتیں بہت زیادہ خدمات سرانجام دیتی ہیں۔ ہر سیاسی جماعت کی قومی مسائل کے بارے میں اپنی ایک مخصوص اندازِ فکر یا سوچ ہوتی ہے۔ ہر پارٹی میں ایک تحقیقی سیل ہوتا ہے۔ اِسی سیل کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ قومی مسائل کے بارے میں معلومات جمع کرے اور اہم ترین مسائل منتخب کرے۔ یہی تحقیقی سیل اُن قومی مسائل کا ممکنہ حل اپنے پروگرام یا منشور کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ عوام کی تائید حاصل کرنے کیلئے یہ پروگرام مختلف طریقوں سے عوام میں پھیلایا جاتا ہے۔ عوام اِس پروگرام میں دلچسپی لیتے ہیں اور جماعتوں میں شامل ہوتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کا پروگرام اُس وقت اہمیت حاصل کرتا ہے جب کسی ملک میں بہت ساری جماعتیں ہوں اور اُن میں نظریاتی اِختلافات زیادہ ہوں۔ پارٹی پروگرام بنانا ایک اِنتہائی مشکل عمل ہے۔ اِسکی تیاری کیلئے مطالعہ، تحقیق اور عوامی نفسیات جاننا بہت ضروری ہے۔ سیاسی جماعتیں جلسوں، جلوسوں، مظاہروں، تقاریر، پرنٹ میڈیا اور سوشل میڈیا بیانات وغیرہ کے ذریعے عوام میں سیاسی شعور اُجاگر کرتی ہیں اور اُنہیں قومی مسائل کے بارے میں بتاتی ہیں۔ عام لوگوں کو چونکہ سیاست اور قومی مسائل کے بارے میں علم نہیں ہوتا لہٰذا وہ سیاسی جماعتوں کے ذریعے قومی معاملات اور مسائل کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔ سیاسی جماعتیں مفادات کی تشکیل، مفادات کے اِجتماع، سیاسی مواصلات اور سیاسی شمولیت کا اہم ترین ذریعہ ہیں۔

سیاسی جماعتیں عوامی خواہشات اور مفادات کی ترجمان ہوتی ہیں۔ یہ حکومتی اِداروں اور مجاز حکام تک عوامی مشکلات پہنچاتی ہیں۔ یہ عوامی مفادات کی محافظ ہوتی ہیں۔ سیاسی جماعت ایک اِنتہائی منظم گروپ ہوتا ہے جو فشاری اور مفاداتی گروہوں سے زیادہ موثر انداز میں عوامی مفادات کی ترجمان اور محافظ ہوتی ہیں۔ جماعت حکومت پر دباؤ ڈالنے اور مخصوص مفادات کو حکومتی اِداروں تک پہنچانے کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ تمام سیاسی جماعتوں کے واضح سیاسی پروگرام ہوتے ہیں۔ اِن پروگراموں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے سیاسی جماعتیں اِقتدار تک پہنچنے کی کوشش کرتی ہیں اور اس مقصد کیلئے وہ قانونی راستے اِختیار کرتی ہیں۔ یعنی انتخابات۔ سیاسی جماعتیں عام اِنتخابات کیلئے اپنے اُمیدوار نامزد کرتی ہیں۔ اُن کی حمایت کرتی ہیں اور اُن کیلئے اِنتخابی مُہم چلاتی ہیں۔

اِنتخابات میں عوام سیاسی جماعتوں کو اُن پر اُنکی مرضی کے مطابق حکومت کرنے کا اختیار دیتے ہیں جسے عام اِصطلاح میں مینڈیٹ کا نام دیا جاتا ہے۔ اُن سیاسی جماعتوں کا احترام کیا جاتا ہے جو عوامی مینڈیٹ کی قدر کرتی ہیں۔ اِنتخابات کے نتیجے

NOT FOR SALE NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

میں جیتنے والی جماعت یا جماعتیں قانون کے مطابق حکومت بناتی ہیں۔ آج عالمی سطح پر حکومت تک رسائی کا طریقہ عوام کی اکثریت کی طرف سے حمایت ہے۔ جب پارٹی حکومت بناتی ہے تو پھر حکومتی طاقت کے ذریعے اپنے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرتی ہے۔ اگر کوئی جماعت اپنے پروگرام کو عملی شکل دینے میں ناکام ہو تو اسے آئندہ انتخابات میں بُری طرح شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دُنیا بھر میں حکومت سازی کا مقبول طریقہ یہی ہے۔ سیاسی جماعتوں کے ذریعے تشکیل پانے والی حکومت عوامی حکومت ہوتی ہے۔

کسی بھی مؤثر اور مستحکم سیاسی نظام اور جمہوری معاشرے کی تشکیل کیلئے حزبِ اِختلاف کا ہونا اِنتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اپوزیشن حکومتی پارٹی کو اس کا منشور، پروگرام اور عوام سے کئے ہوئے وعدے یاد دلاتی ہے۔ اگر حکومتی جماعت اپنے اِختیارات اور قانونی حدود سے تجاوز کرے تو حزبِ اِختلاف اُس پر کڑی تنقید کرتی ہے اور اُسے اپنے دائرۂ کار کے اندر رکھنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہ حکومتی جماعت پر ایک قدغن ہوتی ہے۔ ترقی پذیر ممالک میں المیہ یہ ہے کہ نہ حکومتی جماعت اپوزیشن کو برداشت کرتی ہے اور نہ اپوزیشن اپنا جائز کردار ادا کرتی ہے بلکہ اپوزیشن کا مقصد کسی بھی طریقے سے حکومتی جماعت کو بدنام کرنا ہوتا ہے اور اُن کا ایک ہی مقصد 'اِختلاف برائے اِختلاف' ہوتا ہے۔

سیاسی جماعتیں دوطرفہ کردار ادا کرتی ہیں۔ یہ ایک طرف عوام کے مسائل حکومت تک پہنچاتی ہیں جبکہ دوسری اور سرگرمیاں عوام تک پہنچاتی ہیں۔ یہ باہمی رابطے کا ذریعہ ہیں اور یہ رابطہ سیاسی نظام کے اِستحکام اور بہتری کیلئے اہمیت کا حامل ہے۔ کسی ریاست بالخصوص کثیرالنسلی ریاستوں میں بعض اوقات چھوٹی نسلیں عام اِنتخابات کے نتیجے میں نمائندگی حاصل نہیں کر پاتیں۔ اُن کی قومی سیاست میں نمائندگی نہیں ہوتی اور اُن کے مسائل حل نہیں ہوتے۔ ایسے حالات میں ایسی چھوٹی اور غیر نمائندہ نسلیں فِشاری گروہ (پریشر گروپ) بن جاتے ہیں اور اپنے مسائل اِسی پلیٹ فارم سے حل کروانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایسے گروہ بالآخر سیاسی جماعتوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔ یہ جماعتیں پھر اِن قومیتوں کے مسائل موثر انداز میں آگے پیش کرتی ہیں۔

سیاسی جماعتوں کی ساخت اور بناوٹ
(Structure/Composition of Political Parties)

سیاسی جماعت سیاسی نظام کا ایک باقاعدہ اور اہم ترین حصہ ہے۔ یہ سیاسی نظام کے اندر ایک ماتحت نظام کے طور پر کام کرتا ہے۔ ہر ریاست میں سیاسی جماعت کی بناوٹ اور ساخت مختلف ہوتی ہے لیکن اس کے بعض عناصر

ایک جیسے ہوتے ہیں۔ ہر جماعت نیچے سے اوپر تک مکمل طور پر منظم ہوتی ہے اور اِسکے اپنے عہدیدار ہوتے ہیں۔ ہر جماعت کا اپنا جھنڈا، نظریہ اور سیاسی نعرہ ہوتا ہے۔ عام طور پر ایک سیاسی جماعت چار عناصر یعنی منشور، آئین، رضاکار اور قیادت سے مل کر بنتی ہے۔ کسی بھی سیاسی جماعت کے یہ چار عناصر جماعت کے اندر اِتحاد کا سبب ہوتے ہیں۔

1۔ منشور: سیاسی جماعت ملک کے اہم ترین مسائل جمع کرتی ہے اور اِن مسائل میں سے فوری اور شدید نوعیت کے مسائل منتخب کرتی ہے۔ اِن مسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے سیاسی جماعتیں اپنا منشور یا پروگرام تیار کرتی ہیں۔ قیادت اِس منشور کی منظوری دیتی ہے۔ منشور کسی سیاسی جماعت کا وہ پروگرام ہوتا ہے جس کے ذریعے جماعتیں اپنے کارندوں میں اضافہ کرتی اور لوگوں کو سیاسی جماعتوں میں شامل کرتی ہیں۔ اِسی منشور کی بناء پر سیاسی جماعتیں اِنتخابات میں حصہ لیتی ہیں اور انتخابات جیتنے کے بعد حکومت بنا کر اپنے منشور کو عملی جامہ پہناتی ہیں۔ اِسی منشور کی روشنی میں پالیسی سازی اور قانون سازی کی جاتی ہے۔ منشور دراصل اُس تفصیلی پروگرام کا نام ہے جو لوگوں کی خواہشات اور نفسیات کی روشنی میں تیار کیا جاتا ہے۔ کسی سیاسی جماعت کی کامیابی کا اِنحصار اُسکے منشور کی دلکشی اور مقناطیسیت پر ہے۔ وہ منشور کامیاب ہوتے ہیں جو فوری اہمیت کے قومی معاملات اور مسائل کے بارے میں ہوں۔ بعض سیاسی جماعتیں علاقائی مفادات، نسلی، طبقاتی اور فرقہ ورانہ مفادات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے منشور تیار کرتی ہیں۔ اِس قسم کی سیاسی جماعتیں عام طور پر قومی سیاست کے دھارے سے دور رہتی ہیں۔ منشور سازی ایک مشکل اور حساس معاملہ ہے۔ ہر جماعت میں ایک ریسرچ سیل ہوتا ہے جو تحقیق اور غور و خوض کے بعد منشور کا مسودہ تیار کرتا ہے۔ اِس کیلئے وسیع علم اور تجربے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہ منشور کسی خاص علاقے، نسل، صوبے یا زبان وغیرہ کی بنیاد پر تیار کیا جاتا ہے۔ اِس طرح یہ جماعت پھر اِنتخابات اور تقسیم اِختیارات پر ایک اور حوالے سے اثر انداز ہوتی ہے۔

2۔ آئین / دستور: کسی جماعت کا آئین اُس دستاویز کا نام ہے جو ہمیں سیاسی جماعت کی ساخت اور بناوٹ کے بارے میں بتاتا ہے۔ جماعتوں کے دستور اِس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ جماعت کے عہدیداروں کا اِنتخاب کس طرح ہوگا؟ کتنی مدت کیلئے ہوگا؟ وغیرہ وغیرہ۔ یہی آئین اُنکے اِختیارات اور برطرفی کا طریقۂ کار بھی واضح کرتا ہے۔ یہ صرف قیادت کے بارے میں معلومات فراہم نہیں کرتے بلکہ اُوپر سے نیچے تک تمام جماعتی اِداروں کی ساخت تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ یہ ایک رسمی دستاویز نہیں بلکہ جماعت کے تمام عہدیدار اور کارکن اِس کا اِحترام اور پابندی کرتے ہیں۔ اگر کوئی عہدیدار یا رُکن پارٹی آئین کی خلاف ورزی کرے تو اُسے سزا دی جاتی ہے اور یہاں تک کہ پارٹی سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ یہ آئین سیاسی جماعت کو منظم رکھتا ہے۔ وہی جماعتیں زیادہ موثر اور کامیاب ہوتی ہیں جو اپنے آئین پر عمل کرتی ہیں۔ جن جماعتوں کے

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

دساتیر برائے نام یا رسمی ہوتے ہیں اُنکی عزت نہیں کی جاتی اور ایک مہذب معاشرہ میں اِیسی جماعتوں کا بچنا محال ہوتا ہے۔ آئین جماعت کے اندر تقسیم اختیارات کا وسیلہ ہوتا ہے اور پارٹی کی قیادت میں درجہ بہ درجہ اِختیارات تقسیم ہوتے ہیں۔ جماعتیں ایک منشور کی روشنی میں اِنتخابات میں حصہ لیتی ہیں۔ اِنتخابات میں جماعتی شرکت اِنتخابی نظام کی بہتری اور شفافیت کا موجب بنتی ہے کیونکہ جماعتوں کی اِنتخابی نظام پر نظر ہوتی ہے۔

3۔ رضا کار: سیاسی جماعتیں ارکان کے بغیر ایک کھوکھلے جسم کی طرح ہیں۔ سیاسی جماعت پروگرام تیار کرتی ہے اور اسے عوام تک پہنچاتی ہے۔ اگر اِس پروگرام میں اثر ہو تو لوگ اِس میں دلچسپی لینا شروع کرتے ہیں اور اِس سیاسی جماعت میں رُکنیت حاصل کرتے ہیں۔ یہ رُکنیت رضا کارانہ ہوتی ہے اور اِن کو کسی قسم کی تنخواہ نہیں دی جاتی بلکہ پارٹی اُمور چلانے کیلئے یہی رضا کار اپنی جیب سے چندہ دیتے ہیں۔ یہ رضا کار قیادت کی ہدایات کے مطابق چلتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے جوش اور جذبے سے اپنی پارٹی کے پروگرام اور نظریئے کو عوام میں پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں تا کہ پارٹی کی رُکنیت میں اضافہ ہو۔ ارکان قیادت کا اِنتخاب کرتے ہیں۔ یہی رضا کار اِنتخابات، جلسوں، جلوسوں اور مظاہروں وغیرہ میں سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں۔ پارٹی کے یہ رضا کار اپنی پارٹی کیلئے ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ رُکنیت پارٹی کے آئین کے مطابق دی جاتی ہے۔ کسی رضا کار کی رُکنیت اُس وقت معطل کی جاسکتی ہے جب وہ پارٹی کے منشور اور آئین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ پارٹیوں کی کامیابی کا دارومدار متحرک ارکان (Activists) پر ہے۔ زیادہ سے زیادہ رضا کار ارکان جمع کرنے کیلئے پارٹی کا کردار، قیادت کی علمیت شخصیت اور پارٹی منشور پر ہے۔ اگر پارٹی پروگرام اُس ملک کے شہریوں کی نفسیات اور رُجحانات کا آئینہ دار ہو اور پارٹی کے ذرائع مواصلات موثر ہوں تو زیادہ سے زیادہ لوگ پارٹی میں شامل ہونگے۔ رضا کاروں میں نظریہ کی یکسانیت اور نظریہ کیلئے جدوجہد جماعتی اِتحاد کا سبب بنتا ہے۔ پارٹی منظم رہتی ہے اور رضا کار اِنتخابات میں کلیدی اور تنقیدی کردار ادا کرتے ہیں۔

4۔ قیادت: کوئی بھی منظم اِنسانی گروہ قیادت کے بغیر مکمل نہیں۔ سیاسی جماعتیں منظّم گروہ ہوتی ہیں اور یہ منتخب قیادت کے ذریعے چلتی ہیں۔ قیادت ہمیشہ قومی سطح پر جانی پہچانی شخصیات ہوتی ہیں جن کا ایک سیاسی تجربہ ہوتا ہے اور وہ دوراندیش ہوتے ہیں۔ ایک لیڈر ہمیشہ ذہین اور قومی مسائل سے باخبر ہوتا ہے۔ بعض اوقات قیادت کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اِسے اِنتقامی کارروائیوں اور تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کسی بھی سیاسی جماعت کی کامیابی کا زیادہ تر اِنحصار قیادت پر ہے۔ عام کارکن اور ذیلی اِدارے قیادت کے احکامات اور ہدایات پر خوشی سے عمل کرتے ہیں اور اپنی قیادت کا بے حد اِحترام کرتے ہیں۔ قیادت جماعت کا مغز ہوتی ہے اور پارٹی کی بقاء کا اِنحصار قائد کی صلاحیتوں پر ہوتا ہے۔ عام لوگ قیادت کا نزدیک سے

مشاہدہ کرتے ہیں اور اِس کا کردار جانچتے ہیں اور پھر اُس پارٹی کیلئے قومی سیاست میں جگہ مختص کرتے ہیں۔ لوگ قائد کی ہر بات نوٹ کرتے ہیں اور اُس پر تبصرہ کرتے ہیں۔ کسی بھی سیاسی جماعت میں اہم ترین عہدے چیئرمین، صدر، جنرل سیکرٹری، پریس سیکرٹری، فنانس سیکرٹری وغیرہ ہوتے ہیں۔ اِن کے درمیان اِختیارات کی باقاعدہ تقسیم ہوتی ہے۔

اگر سیاسی جماعتیں اُصولوں اور قاعدوں کی بنیاد پر بنائی گئی ہوں تو پھر یہ جماعتیں جمہوریت کی روح ثابت ہوتی ہیں۔ اِن کی سوچ تعمیری اور تخلیقی ہوتی ہے۔ آئین میں تقسیمِ اختیارات کو قومی مفادات کی روشنی میں دیکھتی ہیں۔ یہی جماعتیں جماعتی اِتحاد کی ترقی کا باعث بنتی ہیں اور اِنتخابی نظام کی اہمیت پر یقین یا اِعتماد رکھتی ہیں جو کہ ایک کامیاب سیاسی نظام کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔

سیاسی جماعت کی حکومت کا اُسکے منشور کی روشنی میں کارکردگی
Government of a Political Party and its Performance in the light of its Manifesto

ہر سیاسی جماعت کا ایک لازمی عنصر جماعت کا منشور (Charter/Manifesto) ہے۔ ہر سیاسی جماعت ملک کے اہم مسائل کی نشاندہی کرکے اُن مسائل کو حل کرنے کیلئے پروگرام یا تجاویز مرتب کرتی ہیں جسے منشور کہا جاتا ہے۔ اِسی منشور کی روشنی میں سیاسی و اِنتخابی وعدوں کی شکل میں جماعتیں اِنتخابات میں حصہ لیتی ہیں۔ جب عوام کی اکثریت اِن وعدوں اور پروگراموں سے متفق ہو تو وہ جماعت اِنتخابات جیت کر (عوامی مینڈیٹ حاصل کرکے) حکومت بناتی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ووٹ ہمیشہ کسی جماعت کے منشور یا پروگرام کو دیکھ کر دینا چاہیئے۔ جب اکثریتی جماعت حکومت بناتی ہے تو پھر اپنے وعدوں اور منشور کو عملی شکل دینے کیلئے قانون سازی کرتی ہے۔ مسائل کو حل کرنے کیلئے پارٹی اپنی تجاویز کو قانون میں تبدیل کرتی ہے۔ ترقی یافتہ دُنیا میں یہی طریقہ ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے سیاسی نظام مستحکم ہوتے ہیں۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ جماعتیں برسرِ اِقتدار آکر اپنے منشور اور پروگرام نظر انداز کرتی ہیں اور ایک منفی سیاسی ثقافت وجود پذیر ہوجاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ہمارا سیاسی نظام غیر مستحکم رہتا ہے۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

حکومت کے دوران یا جب اکثریتی جماعت آئینی مدت مکمل کرے تو آئندہ اِنتخابات سے پہلے یہ دیکھنا بہت ضروری ہے کہ حکومتی جماعت نے اپنے وعدوں پر عمل کیا ہے یا نہیں۔ اِس سے ہمیں اُس جماعت کی اصلیت اور حقیقت معلوم ہوجاتی ہے۔ اِسی تحقیق کی روشنی میں آئندہ اِنتخابات میں اُس جماعت کو ووٹ دینے یا نہ دینے کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔

پارٹی منشور اور پارٹی کی کارکردگی میں موازنہ کا طریقہ یہ ہے کہ برسرِاقتدار جماعت کا تحریری منشور اُٹھائیں۔ یہ منشور پارٹی کے دفاتر، اخبارات، رسائل اور اِنٹرنیٹ وغیرہ پر موجود ہوتے ہیں۔ اچھا طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی جماعت کی ویب سائٹ پر جاکر وہاں سے تازہ ترین منشور ڈاؤن لوڈ کیجئے۔ پھر اِسکے ہر نقطے کا پارٹی کی حکومتی کارکردگی سے موازنہ کریں۔ یہ دیکھیں کہ اِس جماعت نے اپنے کتنے وعدے پورے کئے۔ یہاں یہ بات مدِنظر ہو کہ کوئی بھی جماعت سیاست میں ممکنہ غیر یقینی صورتِ حال کی وجہ سے سوفی صد اپنے منشور کو عملی شکل دینے کی اہلیت نہیں رکھتی۔ تاہم یہ دیکھنا چاہیئے کہ اکثر وعدوں پر عمل کیا گیا یا نہیں۔ اگر اِس پر عمل کیا جائے اور عوام اِس بات کو سمجھ لیں تو ایک بہترین سیاسی ثقافت وجود پذیر ہوسکتی ہے جو ہماری سیاست کو مستحکم کرنے کا سبب ہوگا۔ ذیل میں موازنہ کیلئے پاکستان کی تین بڑی سیاسی جماعتوں کے منشور پیش کئے جارہے ہیں۔ جن کا موازنہ تاریخ کی کتابوں میں موجود اُن کی سابقہ کارکردگی سے کیا جاسکتا ہے۔

ا۔ پاکستان پیپلز پارٹی:

اِس جماعت نے بےنظیر بھٹو کی قیادت میں ایک اِنتخابی منشور کا اِعلان کیا تھا۔ منشور کے اہم نکات میں خودمختاری، ترقی، عدم مرکزیت، اِختیارات کی نچلی سطح تک ترسیل، تنظیم سازی کا حق، مقامی خود اِختیاری نظام کا قیام، بچوں، محنت کشوں، خواتین، اقلیتوں اور مظلوموں کے حقوق کا تحفظ، عوامی خدمت، جیل اِصلاحات، بدعنوانی کا خاتمہ، غربت کا خاتمہ، وسائل کی مساویانہ تقسیم، صنعت کاری، قواعد کی نرمی، جدید کاشتکاری، جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ، تعلیم سب کیلئے اور پانچ سال میں 90 فیصد شرح خواندگی، طلبہ تنظیموں کی بحالی، ثقافت کا تحفظ، سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی، چالیس ہزار میگاواٹ بجلی کی فراہمی، بہترین مواصلاتی نظام، منشیات کے خلاف جنگ، رہائشی اِنتظام، داسو اور بھاشا ڈیموں کی تعمیر، بیرون ملک پاکستانیوں کا تحفظ، سیاسی اِنتقام کا خاتمہ اور مساوات، دوستی اور امن پر بنیاد خارجہ پالیسی۔ دفاع کو مضبوط بنانا شامل تھی۔

۲۔ پاکستان مسلم لیگ (نواز):

اِس جماعت کے منشور کے اہم نکات میں پرامن دُنیا کیلئے جدوجہد، مساوی مواقع پر مبنی اور اِسلام کے عین مطابق

معاشرہ کا قیام، جنگ وجدل سے پاک اور پرامن مقابلے اور گفت وشنید پر بنیاد دُنیا کی خواہش، مساوی بنیاد پر عالمی اِقتصادی نظام کیلئے کوششیں، تمام عدم مساوات کا خاتمہ، اِنسانی تہذیب کا اِحترام، جمہوریت اور خود اِختیاری، قائداعظم اور علامہ اقبال کی خواہشات کے عین مطابق جدید پاکستان کا قیام، عوام کی خدمت گار حکومت کا قیام، عوامی فلاح، سب کیلئے تعلیم، اِنصاف، تحفظ، وقار اور روزگار کے مواقع، اقرباء پروری اور بدعنوانی سے پاک حکومت، اِقتصادی خوشحالی، بھوک اور افلاس سے نجات، صحت کے مواقع، قومی اِداروں کی مضبوطی، اچھی حکمرانی، اِنسانی وسائل کی ترقی، اِسلامی دنیا کے مفادات کا خیال، غربت کا خاتمہ، دفاع کو مضبوط کرنا اور فوج کو سول اِداروں کا ماتحت بنانا، اساتذہ کو ایوارڈز دینا۔ تعلیم کیلئے انسپکشن نظام متعارف کرنا، قومی تقاضوں کے مطابق نصاب سازی، پی ایچ ڈی کی حوصلہ افزائی، قابل پاکستانی نوجوانوں کو میٹرک سے پی ایچ ڈی تک 100 تکبیر وظائف دینا، سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی، سوشل ایکشن پروگرام کا قیام، وفاقی اور صوبائی دارالحکومتوں میں جدید ٹیچنگ ہسپتالوں کو یقینی بنانا، معیاری ادویات کی سہل فراہمی، بچوں کا تحفظ، صاف پانی کی فراہمی، ایڈز سے بچاؤ کی آگہی، ای پی آئی پروگرام کو موثر بنانا، طب کی حوصلہ افزائی، ہسپتالوں میں اضافہ، زکوٰۃ فنڈ سے غرباء کا مفت علاج۔ عدالتوں کی کارکردگی میں اضافہ اور ججوں کی تقرری کے طریقہ کار میں ترامیم، زکوٰۃ اور بیت المال کے نظام میں اِصلاحات، پنشن لینے والوں اور اُن کے اہل خانہ کیلئے مراعات، آئین اور قانون کی بالادستی، پارلیمنٹ کو موثر بنانے کیلئے اِصلاحات، ملازمین کی تنخواہوں میں معقول اضافہ، سڑکوں کی تعمیر، دیہات کی ترقی، شفاف نجکاری، خودروزگار سکیموں کا اجراء، زراعت اور صنعت کی ترقی، انفارمیشن ٹیکنالوجی کی ترقی، ماحول اور جنگلات کا تحفظ، تیل اور گیس کی تلاش، ایران اور وسطی ایشیاء سے گیس کا حصول، مکانات کی فراہمی، خواتین کی ترقی، نوجوانوں کی ترقی، مزدوروں کی فلاح، اقلیتوں کا اِحترام، سمندر پار پاکستانیوں کے مفادات کا تحفظ، کھیلوں کی ترقی، فنون اور ثقافت کی ترقی۔

۳۔ پاکستان تحریک انصاف:

اس جماعت کے منشور کے اہم نکات میں قومی احتساب بیورو کی خود مختاری اور استعداد کار میں اضافہ، بلدیاتی اداروں کے اختیارات میں اضافہ، پولیس کے محکمے سے سیاسی مداخلت کا خاتمہ، عدالتی اصلاحات کے ذریعے فوری انصاف کی فراہمی، خیبر پختونخوا میں ضم شدہ اضلاع کی خصوصی مالی معاونت، بلوچستان میں سیاسی مفاہمت، جنوبی پنجاب صوبے کے قیام کے لئے بھرپور کوشش، گلگت بلتستان کو سیاسی اور معاشی حقوق کی فراہمی، غربت کا خاتمہ، اقلیتوں کے آئینی حقوق کا تحفظ، قومی معاملات میں سمندر پار

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

پاکستانیوں کا کردار، ایک کروڑ نوکریاں، پچاس لاکھ گھر، سیاحت کا فروغ، چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی بحالی، آئی ٹی شعبے کی ترقی، ایف۔بی۔آر میں اصلاحات، ویلتھ فنڈ کا قیام، عوام کے لیے سرمائے کی فراہمی، سی پیک بطور گیم چینجر، توانائی کے بحران کو قابو کرنا، دیہی علاقوں کو بجلی کی فراہمی، پانی کے ضیاع کو روکنا۔ آبی تنازعات کا حل، پیداواری لاگت میں کمی، ویلیو ایڈیشن، زرعی شعبے کی اصلاح، لائیو سٹاک کے شعبے میں بہتری، دودھ میں خود کفالت، گوشت کی پیداوار بڑھانا، ماہی گیری کی صعنت کی بحالی، سکول، جامعات، ووکیشنل ٹریننگ سینٹرز اور دینی مدارس میں اصلاحات، صحت کارڈ میں وسعت، نوجوانوں پر خصوصی سرمایہ کاری، 10 ارب درخت لگانا، تنازعہ کشمیر کا حل، اسلحہ کا عدم پھیلاؤ۔ قرضہ اتارنے کی کوششیں، درآمدات پر کنٹرول، برآمدات میں اضافہ، ڈیفالٹ ہونے کا خطرہ ٹالنا، مغربی سرحد پر چوکیوں کا قیام، ہمسایہ ممالک اور امریکہ سے برابری کی سطح پر تعلقات، مسئلہ کشمیر کو بین الاقوامی سطح پر اُجاگر کرنا اور فوج کے ساتھ مثالی تعلقات شامل ہیں۔

سماجی تحریک
(Social Movements)

سماجی تحریک اِجتماعی رویّوں کی ایک بڑی شکل ہے۔ سماجی تحریک زندگی میں ایک نئی ترتیب کے قیام کیلئے اِجتماعی کوشش ہے مثلاً حقوقِ نسواں کی تحریکیں اور مختلف مذہبی تحریکیں وغیرہ۔ مختلف ماہرین نے اِسکی تعریف کچھ یوں کی ہے۔

ا۔ میٹا سپنسر (Meta Spencer): ”سماجی تحریک زندگی میں جدت اور نئی ترتیب لانے کیلئے اِجتماعی کوشش ہے۔“

۲۔ ہارٹن اینڈ ہنٹ (Horton and Hunt): سماجی تحریک کسی تبدیلی کی ترقی یا مزاحمت کیلئے اِجتماعی کوشش ہے۔“

۳۔ ٹرنر اینڈ کلین (Turner and Killian): سماجی تحریک اُن اجتماعی کوششوں کا نام ہے جن کے ذریعے موجودہ سماجی ترتیب کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ یہ کوششیں موجود سماجی نظام میں کسی مسئلہ کو ٹھیک کرنے سے لیکر زندگی کے مکمل نئے نظام کے قیام تک ہیں۔ ڈاکٹر انور عالم کے مطابق ”تبدیلی کیلئے اِجتماعی کوشش کو سماجی تحریک کہا جاتا ہے۔“

۴۔ برٹانیکا اِنسائیکلوپیڈیا کے مطابق ”مشترکہ نظریہ رکھنے والے افراد کا گروہ جو کئی عمومی مقاصد حاصل کرنے کیلئے اجتماعی طور پر سرگرم ہو۔“

سماجی تحریکوں کی کئی اقسام ہوتی ہیں مثال کے طور پر سیاسی تحریکیں، ثقافتی تحریکیں، عوامی حقوق کی تحریکیں، اِصلاحی تحریکیں، مزاحمتی تحریکیں، مذہبی تحریکیں اور انقلابی سماجی تحریکیں وغیرہ۔ سماجی تحریکوں کی تشکیل میں جن اہم عوامل نے کردار ادا کیا اُن میں تعلیم، صنعتی ترقی، اِنسانی حقوق کے شعور کی بیداری، شہری زندگی، اظہارِ رائے کی آزادی، سیاسی بیداری، جمہوریت، نوآبادیاتی نظام کی مخالفت اور معاشی آزادی وغیرہ شامل ہیں۔ جدید سماجی تحریکیں تو اب جدید ٹیکنالوجی اور اِنٹرنٹ کو اِستعمال کر رہی ہیں تاکہ عالمی سطح پر لوگوں کو متحرک کیا جا سکے۔

NOT FOR SALE

پاکستان کو بطورِ اِسلامی، جمہوری اور فلاحی ریاست کے بنانے میں سماجی تحاریک کی اہمیت
(Importance of Social Movements to Make Pakistan an Islamic, Democratic and Welfare State)

پاکستان کو اِسلام، جمہوریت اور عوامی فلاح و بہبود کیلئے قائم کیا گیا۔ اِن مقاصد کے حصول کیلئے پاکستان کی تاریخ میں بہت ساری سماجی تحاریک نے جنم لیا اور اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ پاکستان میں سیاسی و سماجی تغیر کیلئے سول سوسائٹی کی کئی تنظیموں نے عوامی مفادات اور مطالبات کو پالیسی سازوں تک پہنچانے کی سعی کی۔ پاکستان کو صحیح اِسلامی ریاست بنانے کیلئے کئی مذہبی تحاریک نے جنم لیا۔ دستور 1956ء کو اِسلامی بنانے کیلئے علماء نے ایک تحریک شروع کی اور اُنہوں نے اپنی تجاویز کو بائیس نکات کی شکل میں پیش کیا۔ اِسی طرح ایوب خان کے دستور 1962ء میں ملک کا نام صرف جمہوریہ پاکستان رکھا گیا اور ملک میں کئی غیر اِسلامی قوانین نافذ کئے گئے۔ اِن کے خلاف مذہبی تحریک نے جنم لیا اور ایوب خان کو مجبوراً ملک کا نام 'جمہوریہ پاکستان' کی جگہ 'اِسلامی جمہوریہ پاکستان' رکھنا پڑا۔ اِسی طرح اِس دستور میں بنیادی اِنسانی حقوق کے بارے میں بھی خاموشی تھی لیکن سماجی آواز نے دستور میں ترمیم کرنے اور بنیادی اِنسانی حقوق کو شامل کرنے پر ایوب خان کو مجبور کیا۔

اِن تنظیموں نے بیس کروڑ سے زائد عوام کی آواز حکومتی ایوانوں تک نہ صرف پہنچائی بلکہ اکثر مطالبات منوائے۔ اِن تنظیموں میں ٹریڈ یونین، وکلاء کی تنظیمیں، اساتذہ کی تنظیمیں، دہقانوں کی تنظیمیں، خواتین اور بچوں کے حقوق کی تنظیمیں، صحافیوں کی تنظیمیں، طلبہ تنظیمیں اور خیراتی و فلاحی اِدارے وغیرہ شامل ہیں۔ اِن تنظیموں نے باقاعدہ تحریکوں کی شکل اِختیار کی اور ملک کو صحیح معنوں میں جمہوری اور فلاحی ریاست بنانے میں فعال اور فیصلہ کُن کردار ادا کیا۔ خواتین کی تنظیموں اور تحریکوں نے حکومتوں کو آئینی اِصلاحات پر مجبور کیا اور آج پاکستان کے ایوانوں میں خواتین کو بھرپور نمائندگی حاصل ہے۔ یہ تحاریک قانون ساز اِداروں کو اِسلامی، جمہوری اور فلاحی قانون سازی پر مجبور کرتی ہیں۔ اِسلئے پاکستان میں شرعی قوانین، بچوں اور خواتین کے حقوق کے قوانین، اقلیتوں کے قوانین اور ماحولیات کے تحفظ کے قوانین وغیرہ بنائے گئے ہیں۔ فلاحی مقاصد حاصل کرنے کیلئے پاکستان میں کئی تحریکیں شروع کی گئی ہیں مثال کے طور پر انصار برنی ٹرسٹ، عبدالستار ایدھی ٹرسٹ، شہزاد

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

رائے زندگی ٹرسٹ اور ابرار الحق سہارا ٹرسٹ وغیرہ۔

پاکستان میں خواتین کی سماجی تحریک نے اہم کردار ادا کیا۔ خواتین کی موجودہ تحریک کی جڑیں پاکستان وومن ایکشن فورم (WAF) میں ہیں۔ یہ خواتین اور خواتین کے اِداروں کے ایک غیر رسمی اِتحاد کا نام ہے۔ اسی فورم نے خواتین کے کئی مسائل پر آواز بلند کی۔ مثال کے طور پر خواتین کے ساتھ ظلم کے خلاف آواز اور آگہی پیدا کرنا اور خواتین کو قانونی مدد اور دیگر خدمات کی مفت فراہمی وغیرہ۔ انہی چیزوں نے خواتین کی سماجی تحریک کو سہارا دیا اور 1981ء کے بعد پاکستان میں یہ تحریک موثر طور پر سرگرم ہے کہ پاکستان کو حقیقی معنوں میں ایک اِسلامی، جمہوری اور فلاحی ریاست بنانے میں مدد دے۔ اِن کے اہم مسائل میں قانونی حقوق، تشدد اور سیاسی نمائندگی وغیرہ شامل ہیں۔ پاکستان موجودہ عالمی مسائل کی وجہ سے اِنتہاپسندی کا شکار ہے اور انتہاپسندانہ رُجحانات فروغ پا رہے ہیں۔ یہ مسئلہ پاکستان کی اِسلامی، جمہوری اور فلاحی ساکھ کے خلاف ہے۔ پاکستان میں انتہاپسندانہ سوچ کی مزاحمت کیلئے ''خودی'' کے نام سے ایک سماجی تحریک شروع کی گئی ہے جو نوجوانوں پر مشتمل ہے۔ یہ تحریک انتہاپسندی کو جڑوں سے اُکھاڑنے کیلئے جمہوری ثقافت کی ترقی اور صحت مند بحث ومباحثے کی وکالت کر رہی ہے۔

2007ء میں پاکستان میں وکلاء تحریک نے عالمی شہرت حاصل کی۔ یہ ایک ایسی عوامی احتجاجی تحریک تھی جو جنرل پرویز مشرف کے 9 مارچ 2007ء کے آمرانہ فیصلے کے ردِعمل میں شروع ہوئی۔ اِس آمرانہ فیصلے کی روشنی میں پاکستان کے چیف جسٹس کو اسلئے اپنے عہدے سے ہٹایا گیا تھا کہ وہ ایک آمر کے غیر جمہوری احکامات اور طرزِ عمل کے سامنے جھکنے سے انکار کر رہا تھا۔ پاکستان سپریم کورٹ بار ایسوسی ایشن نے جنرل مشرف کے اِس اقدام کو عدلیہ کی آزادی پر حملے سے تعبیر کیا۔ اِس تحریک کی وجہ سے اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کو بحال کیا گیا اور آج پاکستان میں عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہے۔ آزاد عدلیہ ہی جمہوری وفلاحی نظام کے قیام میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

افغانستان سے پاکستان کے شمال مغربی علاقوں میں داخل ہونے والی جنگ نے ملک میں افراتفری اور خوف کی حالت پیدا کی۔ اِس کے ردِعمل میں پاکستان میں ڈاکٹروں، وکلاء، ماہرینِ تعمیرات اور دیگر تعلیم یافتہ پیشہ ور افراد نے پاکستانیوں میں حب الوطنی اُجاگر کرنے کیلئے 13 مئی 2009ء کو ''نوجوانوں کی قومی پرچم تحریک'' شروع کی۔ اِس کا طریقہ کار یہ تھا کہ ہر گاڑی پر پاکستانی جھنڈے کا سٹکر ہو۔ اِس تحریک نے خوب مقبولیت حاصل کی۔ اِن تحاریک کے علاوہ پاکستان میں اِسلامی، جمہوری اور فلاحی نظام کو قائم کرنے کیلئے لاتعداد چھوٹی بڑی تحریکیں اور افراد مصروفِ عمل ہیں اور اِن کے

NOT FOR SALE

مثبت کردار سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

سماجی تحاریک کے وجوہات
Causes of Social Movements)

پاکستان میں سماجی تحاریک کی اہم وجوہات یا اسباب درج ذیل ہیں:

ا۔ سیاسی وجوہات (Political Causes):

پاکستان کے غیر مستحکم سیاسی حالات نے سماجی تحاریک کیلئے راستہ ہموار کیا۔ پاکستان میں اکثر فوجی آمریت رہی ہے اور اِقتدار کی طوالت نے سنجیدہ لوگوں کو پریشان کیا۔ جب سیاسی سرگرمیوں پر پابندیاں رہیں تو پس منظر میں سماجی تحریکوں نے اِس خلا کو پُر کیا۔ جمہوریت کا خاتمہ بھی سماجی تحریکوں کے آغاز کا سبب بنا۔ جمہوریت کی بحالی اور ترقی کیلئے لوگ اُٹھے اور مختلف راستوں سے ہوتے ہوتے ہوئے تحاریک کی شکل اپنائی۔ اِن حکومتوں نے جمہوری اقدار کو پامال کیا۔ اِن حکومتوں نے ایسے اقدامات اُٹھائے جو اِسلام، جمہوریت اور فلاحی سوچ کی کھلی خلاف ورزی تھی۔ اِن حکمرانوں کے خلاف زبردست تحریکیں شروع ہوئیں۔ ایوب خان کی آمریت کے خلاف تحریک، جنرل ضیاء کے خلاف تحریک برائے بحالی جمہوریت اور جنرل مشرف کے خلاف وکلاء کی تحریک وغیرہ شروع ہوئیں۔

غیر قانونی فیصلے اور عدلیہ کی آزادی پر حملے بھی زبردست سماجی تحاریک کا سبب بنے۔ جنرل مشرف نے ہنگامی حالت کا اعلان کر کے اعلیٰ عدلیہ کے ججوں کو چیف جسٹس آف پاکستان سمیت برطرف کیا۔ یہ ایک غیر قانونی اور غیر دستوری فیصلہ تھا جس نے عوام کو للکارا۔ تمام وابستگیوں سے بالاتر ہو کر پاکستان کی تاریخ میں ایک زبردست تحریک شروع کی گئی۔ وکلاء میدان میں اُترے۔ غیر سرکاری تنظیموں نے ساتھ دیا۔ صحافی بھی نکلے۔ سیاسی جماعتوں نے ساتھ دیا۔ الغرض زندگی کے ہر شعبہ سے منسلک لوگ میدان میں اُترے اور ایسی کامیاب تحریک چلائی کہ نہ صرف عدلیہ بحال اور آزاد ہوئی بلکہ آمریت کی بنیادیں بھی ہل گئیں۔ سماجی تحریکوں کی اِبتداء اور اِنکی مضبوطی میں پاکستان اور عالمی ذرائع ابلاغ نے بہت کلیدی کردار ادا

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

کیا۔ پاکستان کے پرائیویٹ چینلز نے عوام کا ساتھ دیا اور اُن کی حوصلہ افزائی کی۔ میڈیا نے ہر میدان میں لوگوں کی بیداری میں کمال کی حد تک کردار ادا کیا۔ کسی بھی سیاسی نظام کی کامیابی کا اِنحصار سیاسی جماعتوں کے فعال کردار پر ہوتا ہے۔ پاکستان میں اکثر سیاسی جماعتوں نے اپنا جائز کردار ادا نہیں کیا جو انہیں ادا کرنا چاہیئے تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سیاسی جماعتوں کی جگہ سماجی تحاریک نے سر اُٹھا کر اِس خلاء کو پُر کیا۔ بعض اوقات سیاسی حکومتوں نے غیر جمہوری روش اختیار کی اور اِس طرزِ عمل کے خلاف تحریکیں شروع ہوئیں۔

۲۔ معاشی وجوہات (Economic Causes):

پاکستان میں سماجی تحریکوں کی سرگرمی کا ایک اہم سبب معاشی وجوہات بھی ہیں۔ پاکستان میں غریب اور امیر کے درمیان فرق میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اِس کے ردِّ عمل میں اشتراکی نوعیت کی تحاریک نے جنم لیا۔ صنعتی ترقی نے بھی کئی تنظیموں اور تحاریک کو جنم دیا۔ مزدوروں نے اپنے حقوق کیلئے آواز بلند کی اور تحاریک کی شکل اِختیار کی۔ مختلف پیشہ ورانہ گروہوں نے گروہی مفادات کو حاصل کرنے کیلئے تنظیمیں بنائیں اور کبھی کبھار اِن تنظیموں نے مشترکہ مفادات کیلئے اِتحاد کر کے ایک بڑی تحریک کی شکل اِختیار کی۔

۳۔ مذہبی وجوہات (Religious Causes):

پاکستان میں مذہبی احیاء اور آئینی اِصلاحات کیلئے تحاریک نے سر اُٹھایا۔ مثال کے طور پر تحریکِ نظام مصطفیٰ، تحریک اسلامی، سنی اتحاد تحریک، تحریک ختم نبوت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم اور تبلیغی تحریک وغیرہ۔ حال ہی میں مذہبی جماعتوں، مذہبی تنظیموں اور علماء نے دفاع پاکستان کونسل کے نام سے ایک تحریک شروع کی ہے۔

۴۔ دیگر وجوہات (Other Causes):

سماجی تحریکوں کے کئی متفرقہ اسباب بھی ہیں مثلاً نسلی، لسانی اور اِنسانی حقوق وغیرہ۔ کئی نسلی ولسانی گروہ محرومیت کی بناء پر سماجی تحاریک شروع کرتے ہیں اور ملکی پالیسی سازی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اِنسانی حقوق خاص طور پر حقوقِ نسواں کے حوالے سے ملک میں خواتین کی تحریک نے نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ میڈیا، نصاب، صنعتی اِنقلاب اور جدیدیت وغیرہ نے سیاسی شعور اُجاگر کیا اور بیداری پیدا ہوئی۔ لوگ اپنے آباؤاجداد کے برعکس قومی زندگی میں شرکت کرنے لگے۔ لوگوں کو کئی چیزوں کا اندازہ ہوا اور اِس طرح سماجی تحاریک بھی شروع ہوئیں۔ ترقی یافتہ دُنیا میں غیر سرکاری تنظیموں، سول سوسائٹی،

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

فشاری و مفاداتی گروہوں اور دیگر انسانی گروہی سرگرمیوں نے پاکستانی عوام کو بیدار کیا اور اِسکی وجہ سے یہاں بھی سماجی تحریکوں کا آغاز ہوا۔

مقامی سطح پر امن کے فروغ کے طریقے
(Ways of Promoting Peace at Local Level)

علاقائی یا مقامی برادری میں امن کے فروغ کیلئے کئی طریقے بروئے کار لائے جاسکتے ہیں۔ آج کی برادریاں روایتی برادریاں نہیں رہیں۔ کئی عوامل کی وجہ سے ہر جگہ سماجی تغیرات رونماء ہو رہے ہیں۔ اِنسانی رویّوں میں تبدیلی محسوس کی جا رہی ہے۔ تاہم پھر بھی مقامی سطح پر امن کے قیام کیلئے ایک طریقہ انجمن سازی کا ہے۔ اہل علاقہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ برادری میں موجود نفرتوں اور تصادم کے خاتمہ کیلئے انجمن بنائی جائیں جہاں کئی لوگ رضا کارانہ طور پر رضائے الٰہی کیلئے سرگرم عمل ہو۔ بزرگ لوگ جرگے بنا کر امن کیلئے بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ حکومتی اِداروں سے تعاون کیا جاسکتا ہے۔ شعور اُجاگر کرنے کیلئے متعدد اِقدامات اُٹھائے جاسکتے ہیں۔ یہی انجمنیں کھیل کود کا اِہتمام کرسکتی ہیں اور دیگر صحت مند تفریحی سرگرمیاں شروع کی جاسکتی ہیں جہاں لوگ فرصت کے لمحات گزار سکیں اور اُن کی فکر تخریبی کی بجائے تعمیری رہے۔

بدامنی میں سب سے زیادہ اہم کردار جہالت اور ناخواندگی کا ہوتا ہے۔ تعلیم یافتہ معاشروں میں امن رہتا ہے اور جاہل معاشروں میں بدامنی۔ یہ بھی ایک طریقہ ہے کہ مقامی سطح پر تعلیم کی فروغ کیلئے کوششیں کی جائیں۔ اِجتماعی طور پر لوگوں کو اپنے بچوں اور بچیوں کو تعلیمی اِداروں میں بھیجنے پر قائل کیا جاسکتا ہے۔ اگر چند پڑھے لکھے لوگ ایک عزم اور ولولے کیساتھ مہم چلائیں تو علاقے کی حالت بدلی جاسکتی ہے۔ فارغ لمحات میں مفت ٹیوشن کا اِنتظام کیا جاسکتا ہے۔ والدین کو مختلف طریقوں سے ترغیب دی جاسکتی ہے۔ غریب قابل طالب علموں کی مالی اعانت کی جاسکتی ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ لوگوں کو بدامنی کے نقائص اور امن کے فوائد کے بارے میں واقفیت دی جائے۔ عدم تشدد کا پرچار کرنا بہت ضروری ہے اِس مقصد کیلئے برادری کے پڑھے لکھے نوجوانوں کو دنیا کے ان بڑے لوگوں کے افکار اپنانے چاہیے جنہوں نے عدم تشدد کے ذریعے معاشرے کی خدمت کی۔ آج کے جدید دور میں عدم تشدد کا پرچار یقیناً آسان ہے۔ معاشرہ میں لوگوں کو برداشت، قبولیت اور رواداری کا درس دینا ہوگا۔ اِس کیلئے سیاسی جماعتیں، میڈیا، مسجد اور علماء، تعلیمی اِدارے اور دیگر سماجی اِدارے بھرپور کردار ادا کر سکتے ہیں۔ ہر فرد کو کشادہ دلی کا مظاہرہ کرنا ہوگا اور دلیل کے ساتھ دوسرے کو قائل کرنا ہوگا نہ کہ جبر و قوت سے۔ بندوق سے مسائل کبھی حل نہیں

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ہوتے اور ہر جنگ کے بعد بات چیت کرنی پڑتی ہے۔مسائل جوش سے نہیں ہوش سے حل ہوتےاہیں۔ہوش کیلئے دماغ کا اِستعمال کرنا پڑتا ہے۔ایک اوراہم طریقہ حقوق وفرائض سے واقفیت ہے۔بدامنی اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب لوگ اپنے اور دوسروں کے حقوق میں فرق نہیں کر سکتے۔پھر اہم مسئلہ یہ بھی ہے کہ لوگ حقوق کی بات تو کرتے ہیں لیکن اپنے فرائض سے روگردانی کرتے ہیں۔ضرورت اِس بات کی ہے کہ لوگوں کو نہ صرف حقوق وفرائض سے واقف بنایا جائے بلکہ حقوق وفرائض میں توازن بھی پیدا ہو۔

سب سے بڑی بات یہ ہے کہ امن کا اِرادہ اور عزم ہو اور ایک دیرپا حکمت عملی ہو۔اگر کسی برادری میں اکثر لوگ یہ اِرادہ کریں کہ اپنے ماحول اور برادری کو بدامنی کی تاریکیوں سے نکالنا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہاں امن کے چراغ روشن نہ ہوں۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجئے:

ا۔ سیاسی جماعتیں عوامی خواہشات اور۔۔۔۔۔۔۔۔کی ترجمان ہوتی ہیں۔

۲۔ ووٹ ہمیشہ کسی جماعت کے۔۔۔۔۔۔۔۔یا پروگرام کو دیکھ کر دینا چاہیئے۔

۳۔ جدید سماجی تحریکیں تو اب جدید ٹیکنالوجی اور۔۔۔۔۔۔۔۔کو اِستعمال کر رہے ہیں۔

۴۔ آزاد عدلیہ ہی۔۔۔۔۔۔۔۔و فلاحی نظام کے قیام میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

۵۔ لوگ حقوق کی بات تو کرتے ہیں لیکن اپنے۔۔۔۔۔۔۔۔سے روگردانی کرتے ہیں۔

2۔ درج ذیل سوالات کے لیے موزوں جواب یعنی ا،ب،ج یا د منتخب کرکے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانے میں لکھیں۔

ا۔ جولائی 1972ء میں۔۔۔۔۔۔۔۔کے مقام پر بھارت اور پاکستان کے درمیان امن کا معاہدہ ہوا۔

(ا) شملہ (ب) بمبئی (ج) آگرہ (د) دہلی ☐

۲۔ کراچی سٹیل ملز میں توسیع کیلئے۔۔۔۔۔۔۔۔نے ایک بلین ڈالر فراہم کئے۔

NOT FOR SALE

(ا) چین (ب) ایران (ج) منگولیا (د) روس ☐

۳۔ مسلم لیگ کی حکومت نے پہلی بار سٹیٹ بینک آف پاکستان کو۔۔۔۔۔۔۔۔دی۔

(ا) چھٹی (ب) رقم (ج) خودمختاری (د) سزا ☐

۴۔ میڈیا نے ہر میدان میں لوگوں کی۔۔۔۔۔۔۔۔میں کمال کی حد تک کردار ادا کیا۔

(ا) بیداری (ب) دل آزاری (ج) بدحالی (د) مشکلات ☐

۵۔ معاشرہ میں لوگوں کو برداشت،۔۔۔۔۔۔۔۔اور رواداری کا درس دینا ہوگا۔

(ا) بیداری (ب) محنت (ج) قبولیت (د) ہمت ☐

3۔ صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ سیاسی جماعتوں کے دساتیر اور ملکی دستور میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا۔ صحیح۔غلط

۲۔ یہ دیکھنا ضروری نہیں کہ سیاسی جماعتوں نے اکثر وعدوں پر عمل کیا یا نہیں۔ صحیح۔غلط

۳۔ مستحکم سیاسی نظام کیلئے حزبِ اِختلاف زہرِ قاتل سے کم نہیں۔ صحیح۔غلط

۴۔ سیاسی جماعتیں اور سماجی تحاریک ایک چیز کے دو نام ہیں۔ صحیح۔غلط

۵۔ صنعتی ترقی نے کئی تنظیموں اور تحاریک کو جنم دیا۔ صحیح۔غلط

۶۔ پاکستان موجودہ عالمی مسائل کی وجہ سے اِنتہاپسندی کا شکار ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ مسائل ہمیشہ بندوق سے حل ہوتے ہیں۔ صحیح۔غلط۔

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

4۔ کالم ملائیں:

کالم۔الف	کالم۔ب
سیاسی	نفسیات
عوامی	تغیر
ہنگامی	آمریت
حقوق	شعور
سماجی	پسندی
فوجی	ثقافت
جمہوری	وفرائض
اِنتہا	حالات

5۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب دیں:

۱۔ سیاسی جماعت کی تعریف کریں۔

۲۔ ووٹ کس بنیاد پر دینا چاہیئے؟

۳۔ فوجی آمریت سے کیا مراد ہے؟

۴۔ سماجی تحریک کی تعریف کریں۔

۵۔ سماجی تحریکوں کے چند اقسام بیان کریں۔

6۔ درج ذیل سوالات کے جواب تفصیل سے تحریر کریں:

۱۔ پاکستان میں جمہوریت کے اِستحکام میں سیاسی جماعتوں کا کردار بیان کیجیے۔

۲۔ کسی ایک سیاسی جماعت کے حکومت کا اُسکے منشور کی روشنی میں جائزہ لیں۔

۳۔ سیاسی جماعتوں کی ساخت اور تنظیم پر تفصیلی نوٹ تحریر کریں۔

۴۔ پاکستان کو بطورِ اِسلامی، جمہوری اور فلاحی ریاست بنانے میں سماجی تحاریک کی اہمیت واضح کیجئے۔

۵۔ وہ عوامل بیان کریں جو سماجی تحاریک کے آغاز کا سبب بنے۔

۶۔ مقامی سطح پر امن کے فروغ کیلئے تجاویز پیش کریں۔

عملی سرگرمیاں:

۱۔ اِسی باب میں کوئز کا اہتمام کریں۔

۲۔ پاکستان میں سیاسی جماعتوں کے فوائد و نقائص پر تقریری مقابلہ منعقد کریں۔

۳۔ کلاس میں گروپ بنا کر مختلف سیاسی جماعتوں کے منشور کے اہم نکات پر مشتمل چارٹ بنائیں۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

باب ۷

امن اور تنوع
Peace and Diversity

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ لفظ 'امن' کی تعریف کر سکیں۔
۲۔ ایک پر امن معاشرہ کے اہمیت کی وضاحت کر سکیں۔
۳۔ ایک پر امن معاشرہ کے خصوصیات کی نشاندہی کر سکیں۔
۴۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے وجوہات کی نشاندہی کر سکیں۔
۵۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے نتائج کی نشاندہی کر سکیں۔
۶۔ اُن گروہوں کی نشاندہی کر سکیں جو مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں سے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔
۷۔ اِن الفاظ کے تعریف کر سکیں: اِمتیازات، تنوّع، تعصب، سٹیریو ٹائپ اور قربانی کا بکرا بنانا۔
۸۔ متنوع معاشروں کے نمایاں خدوخال بیان کر سکیں۔
۹۔ پاکستانی سماج میں تنوّع کے مسائل کی نشاندہی کر سکیں۔
۱۰۔ ہماری زندگیوں اور ہمارے معاشرہ میں مختلف ثقافتوں، اقدار اور عقائد کے حصوں کی نشاندہی کر سکیں۔
۱۱۔ تنوّع کے حوالے سے پاکستانی اور عالمی ثقافتوں میں فرق کر سکیں۔
۱۲۔ اُن طریقوں کی نشاندہی کر سکیں جن کے ذریعے عالمی تنوّع کو مضبوط بنایا جا سکے۔
۱۳۔ پاکستان میں اقداری تنوّع کے طریقوں کی نشاندہی کر سکیں۔
۱۴۔ ایک طرزِ حیات کے اُن اجزاء کی نشاندہی کر سکیں جو معاشرہ میں تنوّع اور رواداری کے فروغ کا باعث بنتے ہیں۔

امن
(Peace)

امن جنگ کی ضد کو کہا جاتا ہے اور اِس کے مختلف تعاریف کچھ اِس طرح ہیں:

۱۔ اِنکارٹا اِنسائیکلوپیڈیا کے مطابق ''امن جنگ یا تنازعہ سے آزادی، شور اور افراتفری سے پاک کیفیت اور ملک میں عدم تشدد و عدم افراتفری کا نام ہے۔''
۲۔ ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق ''امن اِضطراب، شور اور افراتفری سے آزاد حالت کو کہا جاتا ہے۔''
۳۔ جم ایڈوانس پریکٹیکل ڈکشنری کے مطابق ''امن صلح، سکون، سلامتی اور آسودگی کی کیفیت کا نام ہے۔''

جنگ اور تشدد غیر اِنسانی افعال ہیں اور اِن کے ذریعے کسی کے جان و مال کو نقصان پہنچانا غیر اخلاقی سرگرمی ہے۔ تاریخ میں امن کا تصور ہمیشہ اخلاقیات، خدائی مرضی اور اِقتصادی و سماجی افادیت سے منسلک رہا ہے۔ کوئی اخلاقی ضابطہ یا مذہب بدامنی نہیں چاہتا۔ لوگوں کی اکثریت امن کی خواہشمند ہوتی ہے۔

تیسری دُنیا کی ممالک میں بدامنی کا ایک بڑا سبب یہ ہے کہ بعض افراد یا گروہ غیر قانونی طور پر طاقت کا اِستعمال کرتے ہیں حالانکہ آئین اور قانون کی رو سے طاقت کے اِستعمال کا اِختیار صرف سرکاری اِداروں کو حاصل ہے۔ تاہم حکومت کو بھی بلا ضرورت طاقت کا اِستعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ صرف ایسے حالات میں حکومتی طاقت اِستعمال کی جائے جب قومی یا اجتماعی مفادات اِس کا تقاضا کریں۔

پُر امن معاشرے کی اہمیت
(Importance of Peaceful Society)

اِنسانی معاشرہ، ریاست و حکومت اور قانون کا بنیادی مقصد امن کا قیام ہے۔ معاشرتی زندگی و اِداروں کے قیام سے پہلے بدامنی تھی۔ اِنسان کی زندگی میں سکون نہیں تھا۔ مشکلات اور لاقانونیت نے زندگی اجیرن بنا رکھی تھی۔ اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو اِنسانی مشکلات و خطرات اور پریشانیوں کا مقابلہ کرنے کیلئے معاشرتی زندگی وجود پذیر ہوئی جس نے سب سے

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

پہلے رسم ورواج، اخلاقی ضوابط، مذہبی تعلیمات اور قانون کے ذریعے امن قائم کیا۔ قیامِ امن کا معاشرے میں بہت اہم کردار ہے۔ معاشرہ جنگ وجدل سے بچنے کیلئے کوشش کرتا ہے۔ اِس سے اِنسانی جان ومال کو تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ معاشرے میں امن کے ذریعے ایک محفوظ اور پُرامن ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ جب امن ہو تو تنازعات، اِختلافات اور جنگ وجدل کے پوشیدہ اسباب جو کہ معاشی مقابلے، طاقت کی خواہش اور غیر ملکی غلبے کی شکل میں موجود ہوتے ہیں اُن کو دبایا اور کم کیا جاسکتا ہے۔ امن تنازعات کے پرامن حل کیلئے راستے تلاش کرتا ہے یعنی مصالحت، گفت وشنید اور ثالثی وغیرہ کے راستے۔

امن اِنسانی فلاح، خوشحالی اور ترقی کا باعث ہے۔ پُرامن معاشرے میں لوگوں کی توجہ اپنے دفاع وحفاظت کی بجائے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے پر ہوتی ہے۔ لوگ پُر اِعتماد انداز میں اپنی ترقیاتی سرگرمیوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ بچے پرامن ماحول میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ لوگ اپنے اپنے کاروبار میں مصروف ہوتے ہیں۔ اُنہیں جان ومال اور خاندان کی حفاظت کی فکر نہیں ہوتی۔ مذہبی، سیاسی، سماجی وثقافتی زندگی عروج پر ہوتی ہے۔ جب جنگ وجدل اور تنازعات نہ ہوں تو لوگ اپنے اپنے مذہبی وسیاسی عقائد پر کاربند ہوتے ہیں۔ اِشتعال انگیزی، فرقہ بندی اور دہشت گردی نہیں ہوتی اور لوگوں کیلئے ترقی کے راستے کھلے رہتے ہیں۔ ایسے معاشروں میں رواداری، برداشت اور قبولیت کا دور دورہ ہوتا ہے۔ اِسلام میں بھی اُن لوگوں کو خوف ناک انجام سے خبردار رہنے کی تلقین کی گئی ہے جو خدا کی زمین پر فساد پھیلاتے ہیں۔ اِس سے امن کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پرامن معاشروں میں اِنصاف کو بالادستی حاصل ہوتی ہے اور اِمتیازات بھی نہیں ہوتے۔ ایسے معاشرہ میں اِنسانی توانائی، عقل وفکر تخریبی سوچ وکارروائیوں پر ضائع نہیں ہوتی۔ اِنسانی وسائل بندوق کی جگہ ترقیاتی سرگرمیوں پر خرچ ہوتے ہیں۔ جہاں امن ہو وہاں تشدد اور نفرتیں نہیں ہوتیں۔ زندگی کا پہیہ جذبے کے ساتھ رواں دواں ہوتا ہے اور مایوسی نہیں ہوتی۔ امن امن ہے اور اِسے جس قیمت پر بھی حاصل کیا جائے وہ کم ہے۔ امن زندگی کو جنت نظیر بنادیتا ہے۔

پرامن معاشرے کی خصوصیات
(Characteristics of a Peaceful Society)

ایک معتدل اور پرامن معاشرے کی کئی خصوصیات ہوتی ہیں۔ پرامن معاشرہ محفوظ معاشرہ ہوتا ہے جہاں جنگ وجدل اور تنازعات نہیں ہوتے۔ ہر کسی کی جان ومال محفوظ ہوتی ہے۔ یہ ترقی کے راستے پر گامزن معاشرہ ہوتا ہے۔ اِسکی وجہ یہ

ہوتی ہے کہ لوگ امن کی وجہ سے اپنی سوچ، توانائی اور سرگرمیاں ترقی کیلئے اِستعمال کرتے ہیں۔ اُنہیں دشمن کے حملوں، شر، فساد اور لڑائی جھگڑوں سے حفاظت حاصل ہوتی ہے۔ اُن کے پاس سوچ اور توانائی کو ترقی پر مبنی سرگرمیوں کیلئے اِستعمال کرنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ پرامن معاشرہ ساکن نہیں ہوتا جہاں امن کی وجہ سے مایوسی نہیں ہوتی بلکہ ہر ایک محفوظ حالت میں ذاتی وقومی ترقی کیلئے متحرک رہتا ہے۔ دُنیا میں ہمیں جہاں بھی ترقی نظر آتی ہے تو پس منظر میں ہمیں امن بھی نظر آنا چاہیئے۔ پرامن معاشرے میں نسلی مسائل بھی نہیں ہوتے۔ خواتین کو بھی امن کی وجہ سے اپنی توانائیوں کو مثبت انداز میں اِستعمال کرنے کے مواقع ہاتھ آتے ہیں۔ ہر ایک کو بلا اِمتیاز کام کرنے کے مواقع میسر ہوتے ہیں۔ پرامن معاشرے میں فنون وعلوم بھی ترقی کرتے ہیں۔ ایسے معاشروں میں لوگ محفوظ ہوتے ہیں اور وہ اپنی توجہ تحقیق، ایجادات ودریافتوں پر مرکوز کرتے ہیں۔ جو معاشرے سائنس وٹیکنالوجی کے حوالے سے ترقی یافتہ ہیں وہاں امن نے اپنا پورا کردار ادا کیا ہے۔ حالتِ جنگ میں فلسطین اور افغانستان کیسے ترقی کرسکتے ہیں۔

پرامن معاشرہ تعلیم یافتہ معاشرہ ہوتا ہے۔ امن کی وجہ سے لوگ تعلیم پر توجہ دیتے ہیں اور ایسے معاشروں میں خواندگی کی شرح نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔ امن کی وجہ سے جہالت کا خاتمہ ہوتا ہے۔ روایتی سوچ میں تبدیلی آتی ہے اور یہ سب کچھ سماجی تغیر کا سبب بنتا ہے۔ یہی سماجی تغیر معاشروں کو زندہ رکھتا ہے۔ ایسے معاشرے جہاں امن ہو وہ مستحکم معاشرے ہوتے ہیں۔ یہ دیرپا، پائیدار اور سدابہار معاشرے ہوتے ہیں۔ جہاں امن ہو وہاں خوشحالی ہوتی ہے۔ ہر ایک پرسکون اور خوش ہوتا ہے۔ پرامن معاشروں میں ثقافتی سرگرمیاں بھی عروج پر ہوتی ہیں۔ ایک پرامن معاشرہ اعلیٰ اوصاف پر مبنی معاشرہ ہوتا ہے۔ اِس میں محبت، اخوت، بھائی چارہ اور تعاون کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ یہاں بدامنی، دہشت ووحشت، افراتفری، فرقہ پرستی اور انتہاپسندی جیسے مسائل بھی نہیں ہوتے اِس لئے تو ایسے معاشروں کو پرامن معاشرہ کہا جاتا ہے۔ پرامن معاشروں میں اِنصاف کا دور دورہ ہوتا ہے۔ ایسے معاشروں میں اظہارِ رائے کی آزادی ہوتی ہے اور ہر ایک کو حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

معاشرہ میں امن کئی دیگر اچھی سرگرمیوں کا باعث بنتا ہے۔ اِس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ایک بہترین معاشرے کی بنیاد امن ہے۔ اگر امن ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ پاکستان میں بدامنی کی وجہ سے ترقی وتبدیلی کا عمل رُک گیا ہے۔ حکومت کی ساری توجہ قیامِ امن پر ہے۔ اس کے برعکس ہمارا ہمسایہ ملک چین مثالی امن کی وجہ سے ایک اُبھرتی ہوئی عالمی طاقت ہے۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

مقامی،قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کی وجوہات

**(Causes of Conflicts and Wars
at Local, National and International Level)**

مقامی وجوہات:

مقامی سطح پر جنگوں کی ایک بڑی وجہ جہالت ہے۔ ترقی پذیر اور پسماندہ معاشروں میں تعلیم کی شرح بہت کم ہے اور اسی وجہ سے مقامی معاشروں میں جنگ اور بدامنی کے امکانات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ مذہبی فرقہ پرستی بھی باہمی اختلافات کا سبب ہے۔ برداشت، رواداری اور قبولیت کی کمی ہے اور فرقہ پرستی زوروں پر ہے۔ سیاسی اختلافات کی بناء پر بھی جنگیں ہوتی ہیں اور ایک دوسرے کے نظریات کو نیچا دکھانے کیلئے تشدد اور بندوق کا سہارا لیا جاتا ہے۔

قومی وجوہات:

ایسے ممالک میں تنازعات کا امکان زیادہ ہوتا ہے جہاں ایک سے زیادہ نسلیں و قومیتیں آباد ہوں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں ایک سے زیادہ نسلیں و قومیتیں آباد ہیں۔ اس مسئلے کی بنیاد پر مشرقی پاکستان الگ ہوا۔ علاقائی مفادات اور وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم بھی قومی سطح پر تنازعات کا سبب بنتی ہے۔ ایسے ممالک میں ایک مضبوط وفاقی دستور کے ذریعے اس مسئلے کو قابو کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جیسا کہ بھارت میں ہے۔ مذہبی منافرت اور فرقہ بندی بھی تنازعات و اختلافات کا ایک سبب ہے۔ پاکستان میں لوگ کئی مذہبی فرقوں میں تقسیم ہیں اور یہ تقسیم انتہائی حد تک پہنچ گئی ہے جو ملک کیلئے مفید نہیں۔ پاکستانی سیاست میں تشدد کے رجحانات بھی پائے جاتے ہیں اور اس کے پیچھے سیاسی نظریات کا اختلاف کارفرما ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جہالت، غربت اور بے روزگاری وغیرہ بھی قومی سطح پر تنازعات کا باعث ہیں۔

عالمی وجوہات:

گھر، خاندان، قبائل اور ملک کی طرح عالمی سطح پر بھی جنگیں ہوتی ہیں۔ دُنیا کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔ پہلی جنگِ عظیم، دوسری جنگِ عظیم، پاک بھارت جنگیں، چین بھارت جنگ، ایران عراق جنگ، کوریا امریکہ جنگ، امریکہ عراق جنگ اور افغان امریکہ جنگ وغیرہ زندہ مثالیں ہیں۔ ان جنگوں کے اسباب پر غور کرتے ہوئے کئی مشترکہ وجوہات سامنے

آتی ہیں۔ ان میں سب سے اہم قومی مفادات کا حصول ہے۔ ہر ملک کے اپنے مفادات ہوتے ہیں۔ بین الاقوامی اُمور میں ہر چیز تبدیل ہوسکتی ہے لیکن قومی مفادات پر سودے بازی نہیں کی جاتی۔ ہاں قومی مفادات میں حسبِ ضرورت تبدیلی ضرور کی جاتی ہے۔ مشرقِ وسطیٰ کا تیل امریکہ اور دیگر ترقی یافتہ ممالک کیلئے نہایت اہم قومی مفاد ہے اور شاید خطے میں جنگوں کا ایک سبب بھی ہے۔ عالمی تنازعات کا ایک اور سبب علاقوں کی ملکیت ہے۔ پاک بھارت جنگوں کے پیچھے ایک اہم محرک کشمیر کا علاقہ ہے۔ بھارت چین کی جنگ علاقے کی ملکیت پر ہوئی۔ ایران عراق جنگ شط العرب کے علاقے کی ملکیت پر ہوئی اور فلسطین و اسرائیل کے درمیان ایک طویل جنگ کا سبب بھی علاقہ ہے۔ وسائل پر بھی بین الاقوامی جنگیں ہوتی ہیں۔ عراق کویت جنگ کا اہم سبب تیل تھا۔ اس طرح عالمی تذکروں اور تبصروں سے اندازہ ہوتا ہے کہ عراق اور امریکہ جنگ دیگر وجوہات کے علاوہ وہاں تیل کی موجودگی بھی تھی۔ عالمی جنگوں کی ایک اہم وجہ چھوٹے اور کمزور ممالک میں بڑی طاقتوں کی بالادستی کا قیام ہے۔ انسانوں اور ممالک کا استحصال بھی جنگوں کا سبب بنتا ہے۔ دوسری جنگِ عظیم کا سب سے اہم سبب جرمنی کے ساتھ کیا جانے والا غیر انسانی اور استحصالی سلوک تھا۔ ہٹلر نے اُس کو بنیاد بنا کر جرمن قوم کو متحد کیا۔ دُنیا میں اکثر تنازعات کا سبب نظریات میں اختلاف اور بالادستی کا تصور ہوتا ہے۔ دُنیا میں سوویت یونین اور امریکہ کے درمیان 1945-1990ء تک سرد جنگ (Cold War) لڑی گئی جس کا بالآخر انجام سوویت یونین کے خاتمہ پر ہوا۔ اسلحہ کی دوڑ بھی عالمی جنگوں کا سبب بنتی ہے۔

مقامی،قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں کے نتائج و اثرات

**(Impacts of Conflicts and Wars
at Local, National and International Level)**

ہر جنگ اور تنازعہ کے دور رس اثرات ہوتے ہیں خواہ یہ جنگ مقامی، علاقائی یا عالمی سطح پر کیوں نہ ہو۔ ذیل میں ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے:

مقامی اثرات:

جنگ کا ایک اہم نتیجہ غیر مستحکم معاشرے کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جنگ زدہ معاشرہ افراتفری اور بگاڑ کا شکار رہتا ہے۔ کچھ عرصے تک بدامنی رہتی ہے اور امن و امان کی صورتِ حال اچھی نہیں ہوتی۔ فریقین ایک دوسرے سے نفرت

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

کرتے ہیں۔ جنگ دوافراد کے درمیان کیوں نہ ہو اِس سے تمام رشتوں پراثر پڑتا ہے اور سارا قبیلہ یا خاندان متاثر ہوتا ہے۔ آخر کار عرصہ دراز تک نفرتیں وعداوتیں موجود رہتی ہیں جو ترقی اور تخلیقی عمل پر منفی اثر ڈالتی ہیں۔ جب لوگ حالت جنگ میں ہوں تو جنگ کے بعد اِقتصادی پسماندگی اور غربت اُن کا مقدر بن جاتی ہے۔ دوبارہ بحالی کیلئے کافی جدوجہد کرنی پڑتی ہے کیونکہ جنگ کی وجہ سے اُن کے کاروبار خراب ہوجاتے ہیں اور لوگوں کا جانی ومالی نقصان ہوتا ہے۔ جنگ کا نتیجہ تاریکی ہے اور تنازعہ روشنی کا دشمن ہے۔ جنگ کی وجہ سے جہالت میں اضافہ ہوتا ہے کیونکہ بچوں کی تعلیم میں تسلسل ختم ہوجاتا ہے۔ جب تعلیم نہ ہو اور روزگار بھی متاثر ہو تو روایت پسندی جڑیں پکڑتی ہیں۔ سماجی بگاڑ بھی جنگ کے نتائج میں شامل ہے۔ تعاون اور اخوت کا خاتمہ ہوجاتا ہے۔ اِنتقام کے جذبات فروغ پاتے ہیں اور یہ ایک اور خطرناک جنگ کا سبب بنتا ہے۔

قومی اثرات:

ملک کے اندر تنازعوں، اِختلافات اور جنگوں کا اثر غربت کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ اقتصادی ڈھانچہ تباہ ہوجاتا ہے۔ دوبارہ ایک ایک تنکا جمع کر کے آشیانہ بنانا پڑتا ہے جو کہ ایک محنت طلب کام ہے۔ جنگ کی وجہ سے بے روزگاری اور مہنگائی میں اضافہ ہوتا ہے اور آخر کار غربت قوموں کا مقدر بن جاتی ہے۔ جنگ کے نتیجہ میں تعلیم پر اثر پڑتا ہے۔ تعلیمی اِداروں کو نقصان پہنچتا ہے جیسا کہ خیبر پختونخوا میں ہوا۔ طلباء وطالبات میں بے چینی، مایوسی اور عدم تحفظ بڑھ جاتا ہے اور تعلیمی اِداروں میں حاضری کم پڑ جاتی ہے۔ نتیجہ روایت پسندی اور جہالت میں اضافہ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جنگ کے بعد اِنتہا پسندانہ اور اِنتقامی سوچ میں مزید اضافہ بھی ہوسکتا ہے۔ جنگ کے بعد ایک عرصے تک لاقانونیت بھی ہوتی ہے۔ جنگوں کی وجہ سے ملکی سطح پر بے گناہ لوگوں کا مالی وجانی نقصان بھی ہوتا ہے۔ سیاسی عدم اِستحکام بھی جنگوں کے نتائج میں شامل ہے۔

بین الاقوامی اثرات:

عالمی سطح پر جنگوں کے اثرات اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ جنگوں کے بعد اِنتقام کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جو کہ کسی خطرناک ٹکراؤ کا باعث بنتے ہیں۔ عدم تحفظ اور اِنتقام قوموں کو اَسلحے کی دوڑ پر مجبور کرتا ہے۔ اِسکی روشن مثال شمالی کوریا، اِیران، پاکستان، بھارت اور چین وغیرہ میں ایٹمی اسلحہ کی دوڑ ہے۔ اقوام کے درمیان جنگیں نتیجے کے طور پر عالمی دہشت گردی اور اِنتہا پسندی کا سبب بنتی ہیں۔ جنگوں کے بعد اِقتصادی بحران پیدا ہوتے ہیں۔ نہ صرف شکست کھانے والے ممالک بلکہ جیتنے والے بھی معاشی بحران کا سامنا کرتے ہیں۔ جنگ عظیم دوم کے بعد برطانیہ جیتنے والوں میں شامل تھا لیکن وہ اِتنا جنگ زدہ تھا کہ برطانیہ نے کئی نو آبادیات کو آزادی دی۔ جنگوں کے بعد کے واقعات سیاسی توڑ پھوڑ کا سبب بھی

ہیں۔ ممالک کے اندر قیادت کی شکل میں سیاسی تبدیلیاں اور سیاسی نظاموں میں تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں۔ عدم تحفظ کی بناء پر نئے اِتحاد جنم لیتے ہیں اور نئی معاشی تنظیمیں بنتی ہیں۔

مقامی، قومی اور عالمی سطح پر تنازعات اور جنگوں سے متاثر ہونے والے گروہوں کی نشاندہی

(Identification of Groups Afftected by Conflicts and Wars at Local, National and International Level)

جنگوں اور تنازعات کا نشانہ تو کسی نہ کسی طرح سارے لوگ بنتے ہیں لیکن بعض گروہ خاص طور پر جنگوں اور تنازعات کے زیرِ اثر آتے ہیں۔ اُن گروہوں کی نشاندہی ذیل میں کی جارہی ہے:

مقامی گروہ:

مقامی جنگوں کی وجہ سے سماجی گروہ اور رشتوں پر اثر پڑتا ہے۔ رشتے سب سے زیادہ متاثر ہوتے ہیں خصوصاً اُس وقت جب فریقین کا تعلق ایک قبیلے یا خاندان سے ہو۔ مقامی تنازعات میں کوئی بھی آسانی سے معتدل راستہ اِختیار نہیں کرسکتا۔ لہٰذا یہ کہنا صحیح ہے کہ مقامی تنازعات سے سماجی گروہ سب سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ مقامی جنگوں اور تنازعات سے بچے، بوڑھے، خواتین ومعذور یعنی کمزور طبقہ یا گروہ بھی متاثر ہوتا ہے۔ اِن لوگوں کو دیکھ بھال اور سہارے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن جنگوں کے دوران یا بعد میں ایسا کرنا مشکل ہوجاتا ہے اور اِس گروہ پر منفی اثر پڑتا ہے۔ کاروباری گروہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جب مقامی سطح پر لوگ جنگ میں مصروف ہوں تو اُن کے کاروبار اور دیگر کاروباری گروہ بھی نقصان کا سامنا کرتے ہیں۔ اِس کی ایک روشن مثال کراچی اور صوبہ خیبر پختونخوا میں بدامنی اور خودکش حملے اور دھماکے ہیں۔ اِن کا بے حد اثر کاروباری گروہ پر پڑا ہے اور خرید وفروخت میں نمایاں کمی واقع ہوئی ہے۔ جب مقامی سطح پر جنگوں کی بنیاد مذہب اور عقیدہ ہو تو اقلیتی مذہبی گروہ بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ اُن کیلئے زمین تنگ کی جاتی ہے۔ کمزور معاشرتی طبقات اور مزدور کار لوگ بھی نقصانات کا سامنا کرتے ہیں۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

قومی گروہ:

قومی سطح پر تنازعات کا اثر کمزور لسانی و نسلی گروہوں پر پڑتا ہے۔ کثیر النسلی ریاستوں میں چونکہ تنازعے اور جنگ کی اصل وجہ نسلیں ہوتی ہیں اِسلئے جنگوں کا اثر بھی اُن پر پڑتا ہے۔ جو چھوٹی اور کمزور ہوتی ہیں انہیں نقصانات اُٹھانے پڑتے ہیں۔ مذہبی تنازعات میں کمزور مذہبی فرقہ نقصانات کا سامنا کرتا ہے۔ وہ عدم تحفظ اور مایوسی کا شکار ہوجاتے ہیں اور اُن کی سماجی اور معاشی زندگی خراب ہوجاتی ہے۔ ہر جنگ میں مزدور و کاروباری گروہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اُن کا کاروبار کمزور ہوجاتا ہے اور انہیں ایک معاشی بحران کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ صنعتیں برباد اور سرمایہ کاری میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ قوم کو مجموعی طور پر بھی معاشی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ قومی سطح پر تنازعات اور جنگوں کا سیاسی گروہ پر اثر پڑتا ہے۔ جنگ وتنازعے کے دوران تعمیری اور مثبت کردار ادا کرنے والوں کی سیاسی مقبولیت میں اضافہ ہوتا ہے جبکہ منفی اور متذبذب کردار ادا کرنے والوں کی مقبولیت کا گراف گر جاتا ہے۔ قومی سطح پر جنگ اور تنازعات کا اثر ثقافتی گروہ پر بھی پڑتا ہے۔ پاکستان کے اِس وقت کی اندرونی امن وامان کی صورتِ حال نے ثقافتی سرگرمیوں کو خصوصی طور پر نشانہ بنایا ہوا ہے فنکاروں کی اکثریت یا تو بیرونِ ملک چلی گئی ہے یا خاموشی اِختیار کیے ہوئے ہیں۔

عالمی گروہ:

بین الاقوامی سطح پر جنگوں اور تنازعات سے عام لوگوں کی طرح مخصوص گروہ بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ شکست خوردہ گروہ یا اِتحاد کو عالمی غیظ وغضب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اُنہیں عالمی دباؤ برداشت کرنا پڑتا ہے اور نہ چاہتے ہوئے بھی فیصلے کرنے پڑتے ہیں۔ اِس کی مثال پہلی اور دوسری جنگ عظیم کے دوران ہارنے والی محوری طاقتوں کی ہے جنہیں کئی اِنتقامی معاہدات کا سامنا کرنا پڑا۔ جنگ کا نزلہ کمزور ممالک کے گروہ پر پڑتا ہے اور انہیں کئی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں جنگ جیتنے والی بڑی طاقتوں کی صف میں مجبوراً کھڑا ہونا پڑتا ہے۔ ممالک کے درمیان جنگ اور تنازعات کا سیاسی قیادت اور سیاسی جماعتوں کے گروہوں پر بھی اثر ہوتا ہے۔ بعض قائدین اِن جنگوں کے دوران عالمی عزت وشہرت حاصل کرتے ہیں جبکہ کئی لوگ بدنام ہوجاتے ہیں۔ پہلی جنگ عظیم کے دوران امریکی صدر وِلسن نے نام کمایا جبکہ جرمن بادشاہ ولیم (Wiliam) بدنام ہوا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران امریکی صدر روزویلٹ، برطانوی وزیر اعظم ونسٹن چرچل اور روسی صدر سٹالن کی عالمی سیاسی قد میں اضافہ ہوا جبکہ جرمن سربراہ ہٹلر کو عالمی جنگ کا ذمہ دار قرار دیا گیا۔ عراق امریکہ لڑائی کے بعد عراقی صدر صدام حسین کو وِلن کے طور پر پیش کیا گیا۔ اِس طرح عالمی تنازعات سے سیاسی جماعتوں کے گروہ متاثر ہوتے ہیں۔ ایک گروہ فائدہ اُٹھاتا ہے جبکہ دوسرا نقصان۔ عالمی جنگوں کی وجہ سے عالمی کاروباری گروہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ سرمایہ کاری، صنعت کاری اور تجارت وغیرہ پر اثر پڑتا ہے۔ فوجی لوگ بھی جنگ سے متاثر ہوتے ہیں اور انہیں جانی نقصان پہنچتا ہے۔ عام لوگوں کے گروہ بھی متاثر ہوتے ہیں اور اُن کو مالی وجانی نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اِمتیازات: (Discrimination)

اِنسانی معاشروں میں روزِ اوّل سے اِنسانوں کو اِمتیازات کا سامنا ہے۔ اِنسانی اِمتیاز ایک بہت بڑی اخلاقی، مذہبی اور معاشرتی برائی ہے۔ اِس کی تعریف کچھ اِس طرح کی گئی ہے:

۱۔ اِنکارٹا ڈکشنری کے مطابق "نسل، زبان، عمر، مذہب یا جنسی تعصب، بغض اور بدگمانی کی بنیاد پر کسی فرد یا گروہ سے غیر منصفانہ سلوک۔"

۲۔ چم ایڈوانس پریکٹیکل ڈکشنری کے مطابق "تفریق کرنے کا عمل اِمتیاز ہے۔"

۳۔ ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق "معاشرے کے کسی فرد یا گروہ کے ساتھ دوسروں کی نسبت غیر منصفانہ سلوک کا عمل اِمتیاز کہا جاتا ہے۔"

اِمتیاز ایک ایسا نفسیاتی ومعاشرتی عمل ہے جو ہر معاشرے میں کہیں کم اور کہیں زیادہ موجود ہے۔ یہ حق میں بھی ہوسکتا ہے اور خلاف بھی۔ یعنی کہ کوئی فرد یا گروہ دوسروں کی نسبت زیادہ حمایت وعنایت حاصل کررہا ہے یا اِس سے محروم رکھا جارہا ہے۔ عام اِصطلاح میں اِس کا زیادہ جھکاؤ محرومیت کی طرف ہے۔ اِمتیاز کر کے ایک گروہ یا فرد کو مواقع اور سہولیات سے محروم رکھا جاتا ہے۔ اِمتیاز کو جدید دور میں ایک انتہائی غیر اِنسانی فعل سمجھا جارہا ہے کیونکہ یہ ایک پڑھے لکھے معاشرے کی خصوصیت نہیں۔ دُنیا کے تقریباً تمام مذاہب خاص طور پر اِسلام میں نسلی اِمتیاز کی سختی سے ممانعت کی گئی ہے۔ اِمتیاز کی کئی اقسام یا انداز ہیں یعنی معاشی اِمتیاز، سیاسی اِمتیاز، سماجی اِمتیاز، جنسی اِمتیاز، معذوری کی بناء پر اِمتیاز اور نسلی ولسانی اِمتیاز وغیرہ۔ اِن اِمتیازات میں نسلی اِمتیاز کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

تنوّع (Diversity)

تنوّع یا تفریق کیلئے انگریزی میں "Diversity" کا لفظ اِستعمال کیا جاتا ہے۔ یہ لفظ فرانسیسی زبان کے راستے یونانی زبان کے لفظ "Diversus" سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہے 'کئی، ایک سے زیادہ یا کئی اقسام کا'۔ تنوّع سے مراد کئی افراد یا اشیاء کا ایک ایسا سلسلہ یا رنگا رنگی ہے جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں۔ اِنکارٹا انسا ئیکلو پیڈیا نے اِس کی تعریف کچھ یوں کی ہے کہ "تنوّع سے مراد کسی چیز کی مختلف اقسام مثلاً رائے، رنگ اور انداز وغیرہ۔" تنوّع یا تفریق کو عموماً اِن معنوں میں لیا جاتا ہے "کسی گروہ، معاشرہ یا ادارہ میں نسلی، سماجی بشمول معاشی اور جنسی اقسام وغیرہ۔" فیروز اللّغات نے تنوّع کا مطلب گونا گونی، قسم قسم کا ہونا اور مختلف رنگ کا ہونا بیان کیا ہے۔ دراصل اِسکا مطلب ہے مختلف نسلوں، سماجی اور معاشی طور پر مختلف لوگوں کا مجموعہ یا جنس کی بنیاد پر فرق وغیرہ۔ وہ معاشرہ تنوّع معاشرہ کہلاتا ہے جو مختلف نسلوں، زبانوں، ثقافتوں اور معاشی طبقات وغیرہ کا مجموعہ ہوتا ہے۔ دُنیا میں کئی ایسے مما لک یا ایک ہی ملک کے اندر ایسے معاشرے موجود ہیں جہاں نسلی، معاشرتی، مذہبی، جنسی اور معاشی یکسانیت نہیں ہوتی۔ ایسے معاشرے کو تنوع یا تفریقی معاشرہ کہا جاتا ہے۔ اِس کے فائدے بھی ہیں اور نقائص بھی۔ مثلاً ایسے معاشروں میں امن وامان کے فقدان کا اِمکان ہوتا ہے۔ یہاں سماجی رشتے مضبوط نہیں ہوتے؛ برداشت اور قبولیت نظر نہیں آتی؛ ایثار اور قربانی کی کمی ہوتی ہے؛ سماجی وثقافتی سرگرمیاں کم ہوتی ہیں اور بدعنوانی کا اِمکان زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ ایسے معاشروں میں مثبت مقابلے کا رُجحان پایا جاتا ہے اور یہاں برادری کے پیدا کردہ مسائل نہیں ہوتے۔

تعصب (Prejudice)

کسی فرد یا گروہ کے حق میں یا برخلاف پہلے سے تیار شدہ اور غیر ثابت شدہ فیصلہ یا رائے تعصب کہلاتا ہے۔ جدید دُنیا میں تعصب کا مطلب دوسروں کے ساتھ کسی نظریئے یا سماجی ونسلی گروہ میں رکنیت کی وجہ سے ناموافق اور دشمنانہ رویہ اپنانا ہے۔ نسلی عصبیت کو بھی تعصب کہا جاتا ہے۔ اِسکا ایک اہم خاصہ مخالف فرد یا گروہ کی حیثیت کو کم اور ادنٰی ثابت کرنے کی کوشش بھی ہے۔ ایک ہی معاشرہ میں اعلٰی واکثریتی نسلی گروہ کسی اقلیتی اور ادنٰی گروہ کے ساتھ متعصبانہ رویہ روا رکھتا ہے۔ اِسی طرح اِمتیازات جنم لیتے ہیں۔ یہی تعصب بعض معاشروں میں قانونی ورسمی طور پر نسلی جدائی کا باعث بنتا ہے۔ ہمارے معاشروں میں تعصب کے

کئی انداز ہیں مثال کے طور پر سرمایہ داروں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعصب یا پھر سرمایہ داروں کا غریب طبقہ سے تعصب۔ عہدے، سماجی رُتبے، ثقافتی بالادستی، علم میں برتری اور مذہب وغیرہ ایسی چیزیں ہیں جو تعصب کا سبب بن سکتی ہیں۔ یکجہتی ایک ایسی چیز ہے جس کے ذریعے تعصب کو ختم یا کم کیا جاسکتا ہے۔

کسی چیز کو رسمی یا کم سمجھنا۔ لکیر کا فقیر (Stereotype):

سٹیریوٹائپ کا مطلب دو زاویوں سے سمجھنا ضروری ہے۔ ایڈوانس آکسفورڈ ڈکشنری اور مائیکروسافٹ اِنسائیکلو پیڈیا اِنکارٹا نے اِسکا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ کسی فرد یا گروہ کی اصلیت کو مسخ شدہ انداز میں پیش کرنا یا اہم حقائق کو نظر انداز کرتے ہوئے اِس طرح سادہ وسہل انداز میں پیش کرنا کہ معنی بدل جائیں۔ کسی کی اصلیت کو مسخ شدہ اور حقائق کے برعکس درجے تک کم کرنا سٹیریوٹائپ ہے۔ آکسفورڈ ڈکشنری نے اِس کی تعریف یوں کی ہے "کسی شخص یا چیز کے بارے میں ایک ایسا مستقل خیال جو حقیقت میں درست نہ ہو۔" مثال کے طور پر نسلی سٹیریوٹائپ افراد کے ایک گروہ کے رویئے، شخصیت اور شکل وشباہت کی بناء پر حقائق سے کم اور مسخ شدہ خصوصیات کے ساتھ پیش کرنا ہے جیسا کہ ایک مخصوص نسلی گروہ کو بے کار، بے وقوف، بددیانت اور پُرتشدد وغیرہ کے طور پر پیش کیا جائے جبکہ اصل میں وہ گروہ ایسا نہ ہو۔ بعض اہم افراد، اِداروں اور گروہوں کو اُن کی حیثیت سے کم بیان کیا جاتا ہے تا کہ اُن کی قیمت پر اپنے آپ کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جائے۔ یہ ایک انتہائی غیر انسانی فعل ہے کیونکہ محنت، جدوجہد اور سخت کام کوئی اور کرے اور فائدہ کوئی اور لینے کی کوشش کرے۔ نہ صرف فائدہ لے بلکہ اصلی فرد یا گروہ کو بدنام یا کمزور بھی ثابت کیا جائے۔ ہم روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ گھر میں ایک کارنامہ کوئی اور سرانجام دیتا ہے لیکن اِس پر شاباش یا اِنعام و اِکرام کوئی اور حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ اصلی فرد کو بدنام بھی کیا جاتا ہے۔ پسماندہ مما لک میں یہ عمل سیاسی مقاصد کیلئے بھی کیا جاتا ہے۔

اِس کا دوسرا مطلب لکیر کا فقیر ہونا ہے جیسا کہ ہم ایڈوانس ڈکشنری نے بیان کیا ہے۔ اِس سے مراد وہ فرد یا گروہ جو لکیر کا فقیر ہو اور کسی بھی قسم کی تبدیلی یا سماجی تغیر کا مخالف ہو۔ ایسے لوگ غیر لچکدار اور سخت سوچ کے ہوتے ہیں اور ملکی ترقی میں اِن کا کوئی خاص حصہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ اور گروہ ایک ہی ڈگر پر قائم رہتے ہیں۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

فرضی قصوروار (Scapegoat):

جب کسی فرد یا گروہ کو کسی غلط یا خراب کام کیلئے بدنام کیا جائے تا کہ اصلی مجرم کی جان خلاصی ہو تو اِسے قربانی کا بکرا بنانا کہا جاتا ہے۔ سادہ الفاظ میں غلطی ایک کرتا ہے اور اِس کی ذمہ داری کسی اور پر ڈال کر اُسے قصوروار بنایا جاتا ہے۔ یہ ایک غیر اِنسانی فعل ہے کیونکہ ایک کمزور، بے بس، لاچار اور غریب کو بھینٹ چڑھایا جاتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ علاقے کے خوانین، سردار، چودھری اور وڈیرے اپنے گناہ اور غلطی کیلئے کسی اور کو مجرم بناتے ہیں۔

متنوع معاشروں کی خصوصیات
(Features of Diversed Societies)

مُتَنَوِّع معاشرے کی اہم خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ مخلوط ثقافت (Mixed Culture):

جیسا کہ تَنَوُّع اور تفریق کی تعریف سے ظاہر ہے کہ تَنَوُّع کسی بھی بنیاد پر مختلف اقسام کو کہا جاتا ہے۔ وہ معاشرہ جہاں مختلف ثقافتوں، نسلوں اور دیگر مختلف عوامل کی بنیاد پر کئی منفرد گروہ آباد ہوں تو اُن کے باہمی اِمتزاج سے ایک مخلوط ثقافت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے مختلف پھولوں کا گلدستہ۔ اِس اِمتزاج کے باوجود ہر گروہ اپنی اِنفرادی حیثیت برقرار رکھتا ہے۔ پاکستانی معاشرہ ہمارے سامنے ہے۔ اِس میں مختلف نسلوں، زبانوں اور ثقافتوں کے گروہ مل جل کر رہائش پذیر ہیں۔ سب کے اِشتراک سے ایک قومی یا پاکستانی ثقافت بن گئی ہے لیکن پھر بھی ہر گروہ کی انفرادیت قائم ہے۔

۲۔ باہمی تعاون کا فقدان (Lack of Cooperation):

ایسے متنوع معاشروں میں باہمی تعاون کا فقدان ہوتا ہے۔ یہاں باہمی ایثار و قربانی، برداشت و قبولیت، مل جل کر رہنے اور تعاون کی کمی ہوتی ہے۔ یہاں اکثر اوقات گروہی مفاداتی ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے۔ ایسے معاشروں میں قومی اور اِجتماعی سوچ کی کمی ہوتی ہے۔

۳۔ سیاسی عدمِ اِستحکام (Political Instability):

اگر اِجتماعی کوشش نہ کی جائے اور عوامی شعور کی موثر آگہی نہ ہو تو متنوع معاشروں میں سیاسی عدمِ اِستحکام پیدا ہوتا ہے۔ ہر گروہ کے اپنے گروہی مفادات ہوتے ہیں جن کی بناء پر سیاسی جماعتوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے۔ گروہی محرومیاں جنم لیتی ہیں۔ کئی گروہ سیاست میں بالادستی حاصل کر جاتے ہیں۔ اِس طرح سیاسی طور پر ایک غیر مستحکم معاشرہ وجود پذیر ہوتا ہے۔

۴۔ معاشی عدمِ اِستحکام (Economic Instability):

مُتَنَوِّع معاشروں میں ایک یا کئی گروہ معاشی فوقیت حاصل کرتے ہیں۔ ملکی معیشت اُن کے قابو میں آجاتی ہے۔ کئی گروہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور پھر اُن کا معاشی اِستحصال کیا جاتا ہے۔ جو معاشی عدمِ اِستحکام کا سبب بنتے ہے۔

۵۔ مقابلے کا رُجحان (Trend of Competition):

تقریباً ہر مُتَنَوِّع معاشرے میں باہمی مقابلے کا رُجحان پایا جاتا ہے جو مجموعی ترقی کا باعث بنتا ہے۔ یہ مقابلہ اِبتداء میں حوصلہ افزا ہوتا ہے لیکن بعد میں یہ عموماً غیر صحت مند ہو جاتا ہے جو قومی مفادات کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔

ایسے معاشروں کی بقاء و ترقی کیلئے مخلصانہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسے عوامل کو تلاش کرنا پڑتا ہے جو اِس گلدستے کو یکجا رکھ سکیں۔ مثال کے طور پر پاکستان میں مذہب اُن اہم عوامل میں سے ایک ہے جو تمام گروہوں کو متحد رکھ سکتا ہے۔ اِس کے علاوہ یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ اِن تمام مُتَنَوِّع گروہوں کے دیگر مشترک اقدار کو خصوصی توجہ دی جائے۔

پاکستانی معاشرے میں تَنَوُّع سے پیدا ہونے والے مسائل
(Problems Created by Diversity in Pakistan)

پاکستان مختلف نسلوں، لسانی گروہوں اور مختلف ثقافتوں پر مشتمل ملک ہے۔ ایسے ممالک اور معاشروں میں کئی

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ ذیل میں تنوّع سے پیدا ہونے والے مسائل کا مختصر ذکر پیش کیا جا رہا ہے:

۱۔ پاکستان میں مختلف النسل گروہوں کی موجودگی باہمی ٹکراؤ کا باعث ہے۔ تعلیم اور عوامی شعور کم ہے جس کی وجہ سے گروہی ٹکراؤ زیادہ ہے۔

۲۔ گروہوں کے درمیان سیاسی میدان میں مقابلے کا رُجحان ہے۔ اِس کی وجہ سے سیاست میں علاقائیت اور صوبائیت کا غلبہ ہے۔ سیاسی جماعتوں اور مفاداتی گروہوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔

۳۔ اِسی تنوّع کی وجہ سے گروہوں کے درمیان باہمی تعاون، اِمداد، قربانی اور یکجہتی کے اقدار ناپید ہوتے جا رہے ہیں۔

۴۔ رویّوں میں فرق بھی تنوّع کا سبب ہے۔ پاکستان میں بزرگوں اور نوجوانوں کی سوچ، تعلیمی حیثیت اور رویّوں میں فرق نسلوں کے درمیان خلیج (Generation Gap) کا سبب ہے۔ یہ ترقی اور سماجی تغیر کے راستے میں ایک اہم رکاوٹ ہے اور ملک میں ترقی سست روی کا شکار ہے۔

۵۔ تنوّع کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ میں غیر صحت مندانہ اقدار وجود پذیر ہو رہے ہیں۔

ہماری زندگی اور معاشرے میں مختلف ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا کردار
(Role of Different Cultures, Values and Beliefs in Our Lives and Society)

اگر ہم اپنی زندگی اور معاشرے کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں اندازہ ہوگا کہ ہم پر دیگر ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا گہرا اثر ہے۔ یہی حقیقت سماجی تغیر کا سبب ہے۔ دیگر ثقافتیں، اقدار اور عقائد اِنسان کی عادات میں تبدیلی کا آئینہ دار ہیں اور کئی مثبت

چیزیں بھی اپنے ساتھ لاتی ہیں لیکن یہی چیزیں کئی منفی چیزیں بھی اپنے ساتھ لاتی ہیں۔ بیرونی ثقافتی یلغار کئی خرابیوں کا باعث بھی ہے۔ دیگر ثقافتوں، اقدار اور عقائد کا اثر لے کر ہم سماج میں وہ کچھ کرتے ہیں جو یہاں نہیں کرنا چاہیئے۔ یہی تبدیلیاں اکثر مضبوط ثقافت اور اقدار والی اقوام کے فائدے میں ہوتی ہیں۔ سب سے خطرناک پہلو یہ کہ لوگ دیگر ثقافتوں، اقدار اور عقائد کی زد میں آ کر مقامی یا نسلی ثقافت کو فراموش کر دیتے ہیں۔ آج یہ لوگ رحمان بابا اور خوشحال خان خٹک اور علامہ اقبال کے افکار سے اتنے ہی بے خبر ہیں جتنے شیکسپیر سے باخبر ہیں۔ آج ہم کبڈی، گلی ڈنڈا اور نشانہ بازی جیسے روایتی کھیلوں سے اتنے بے خبر ہیں جتنے کرکٹ سے باخبر ہیں اور یہ ہمارا ایک قومی المیہ ہے۔ دیگر ثقافتوں، اقدار اور خیالات کا ایک فائدہ بھی ہے اور وہ یہ کہ سوچ کے انداز میں وسعت پیدا ہوتی ہے۔ لوگ موازنہ کرنے کے قابل بن جاتے ہیں اور اپنے اقدار و ثقافت میں مثبت اور کار آمد تبدیلیاں لانے کے قابل بن جاتے ہیں۔

آج ہماری ثقافت اِس وجہ سے مغربی ثقافتوں کی زد میں ہے۔ مغربی طرزِ حیات بطور جدیدیت اور ترقی کی علامت سمجھی جاتی ہے جبکہ اپنی ثقافت، اقدار، رسوم و رواجات، روایات اور عقائد کو فرسودہ، کمزور، بے کار اور روایتی سمجھا جانے لگا ہے۔ جدید چیزوں میں کشش زیادہ ہوتی ہے لیکن بد قسمتی سے یہ نہیں دیکھا جاتا کہ یہ نئی چیزیں ہمارے لئے کار آمد بھی ہیں یا نہیں۔ اس میں ایک منفی عنصر یہ ہے کہ ہم ان چیزوں کو فیشن کی وجہ سے اختیار کر لیتے ہیں۔

چونکہ آزادی سے پہلے ہم برطانیہ کی نوآبادیات کا حصہ تھے۔ اِسلئے انگریزی ثقافت کا ہم پر ایک اثر رہا ہے جو آج تک محسوس کیا جا رہا ہے۔ انگریزی زبان اور لباس کا اِستعمال جدیدیت کی علامت ہے۔ جو لوگ ترقی یافتہ ممالک میں ملازمت یا کاروبار کے لیے عرصہ دراز تک مقیم رہتے ہیں اور پھر اپنے ملک واپس آتے ہیں تو وہ کچھ اچھی اقدار بھی ساتھ لاتے ہیں مثلاً وقت کی پابندی، قطار بنانے اور باری کا اِنتظار، اچھے طریقے سے ملنا، نرمی کا مظاہرہ کرنا اور صفائی وغیرہ کا خیال رکھنا وغیرہ۔ میڈیا کے ذریعے بھی ہمارے معاشرہ میں بیرونی اقدار، ثقافتیں اور عقائد نفوذ پذیر ہو رہے ہیں جس کے اچھے اور بُرے دونوں قسم کے اثرات ہیں۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

تنوع کے حوالے سے پاکستانی ثقافت اور عالمی ثقافت میں فرق

(Difference in Pakistani and International Culture With Reference to Diversity)

پاکستانی ثقافت اور عالمی ثقافت میں فرق موجود ہے۔ پاکستانی ثقافت کئی گروہی ثقافتوں کا مجموعہ ہے تمام نسلوں کے باہمی تعلق اور اِنحصار کی بنیاد پر ایک نئی قومی ثقافت وجود پذیر ہوئی ہے جسے پاکستانی ثقافت کا نام دیا گیا ہے۔ اِن مختلف ثقافتوں کو آپس میں باندھنے کیلئے مذہبی اقدار اہمیت کی حامل ہیں۔ پاکستانی ثقافت میں عدم برداشت، عدم قبولیت، عدم رواداری جیسے مسائل موجود ہیں۔ مساوات کا فقدان ہے اور طبقاتی زندگی وجود پذیر ہو چکی ہے۔ اِس ثقافت میں معاشی مفادات کو اولیت حاصل ہے اور قومی ثقافت مختلف نسلوں کے اِقتصادی مفادات کے گرد گھومتی ہے۔

پاکستانی معاشرے میں تنوع کو ختم نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کو برداشت کی حد تک رکھا جائے۔ اسی طرح اس تنوع کو مثبت انداز میں صحت مندانہ مقابلہ کے لیے استعمال کیا جائے۔ بین الاقوامی ثقافت میں وہ مسائل نہیں جو پاکستانی ثقافت میں نظر آتے ہیں۔ عالمی سطح پر ہر قوم کو اپنی خواہشات، چاہتوں، ترجیحات اور پسند ناپسند کے مطابق زندہ رہنے اور ترقی کرنے کا حق حاصل ہے۔ کسی قوم کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ کوئی خاص ثقافت اِختیار کرے۔ عالمی سطح پر تنوع کا انداز مثبت ہے اور یہ جتنی زیادہ ہو گی دُنیا اُتنی ہی صحت مندانہ انداز میں مقابلے کی وجہ سے ترقی کرے گی۔ قرآن کریم کی سورۃ الحجرات میں ارشاد خداوندی ہے کہ ہم نے لوگوں کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر اُن کو قبائل اور قوموں میں تقسیم کیا تا کہ اُن کی پہچان ہو۔ اِسلئے عالمی تنوع کی ترقی شناخت اور پہچان کا سبب ہے۔ اِس تنوع کو ختم کرنے کی بجائے مضبوط بنانے کی ضرورت ہے اور یہی اقوام متحدہ اور دیگر عالمی اِداروں کی خواہش بھی ہے۔ تاہم اِن اِنفرادی ثقافتوں کی ترقی کا مقصد غلبہ یا دوسروں پر بالادستی و فوقیت حاصل کرنا نہیں ہونا چاہیئے۔ آج عالمی تہذیبوں اور ثقافتوں کے درمیان اِختلافات کے خاتمہ اور ایک دوسرے کو سمجھنے کیلئے مکالمہ کی ضرورت ہے۔ اقوام متحدہ کے عالمی منشور میں حق خودارادیت کو تسلیم کر لیا گیا ہے، جس کے مطابق ہر قومیت کو اپنے سیاسی مستقبل کا فیصلہ کرنے کا اِختیار حاصل ہے۔ یعنی لوگوں کے ایسے گروہ جس میں لوگوں کی نسل، زبان، عادات، رسم ورواج، رہائش، مفادات اور روایات وغیرہ مشترک ہوں اور دوسرے گروہوں سے مختلف ہوں تو اُن کی

حق خودارادیت کے ذریعہ حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ یہی عالمی تنوع ہے جو اِس دُنیا کی ترقی، امن اور خوشحالی کا باعث ہے۔

عالمی سطح پر تنوع (اُجاگر کرنے کی ضرورت)

(Need for Celeberating Diversity at Global Level)

بین الاقوامی ثقافت میں تنوع اِنسانی معاشروں یا ثقافتوں کی مختلف اقسام کے مجموعے کا نام ہے۔ یہ دُنیا مختلف نسلوں، زبانوں، رسم رواج اور مذاہب کے لوگوں پر آباد ہے۔ ہر ایک کی اپنی اپنی ثقافت ہے لیکن اِس اِنفرادیت کے باوجود وہ اِس دُنیا میں بھی رہ رہے ہیں اور اِنکا تنہا سفر کرنا ممکن نہیں۔ اِسطرح اِن کے باہمی ملاپ سے عالمی ثقافت بنتی ہے جسکی بنیاد تنوع پر ہے۔ ماہرین بشریات کا خیال ہے کہ اِنسان آج سے بیس لاکھ سال پہلے افریقہ میں پیدا ہوئے اور آہستہ آہستہ دُنیا میں پھیلتے گئے۔ بطور مسلمان ہمارا عقیدہ ہے کہ دُنیا میں سب سے پہلے حضرت آدمؑ اور حضرت حوا بی بی کا ظہور ہوا۔ آپ دونوں کی نسل دُنیا میں پھیلتی گئی۔ اِنسان کا منبع ایک ہی ہے۔ اپنی انفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اِتحاد و اِتفاق اور باہمی مدد و تعاون کی ضرورت ہے اور یہ تنوع تسلیم کرنے اور اُجاگر کرنے سے ممکن ہے۔

اقوامِ متحدہ کی جنرل اِسمبلی نے ایک قرارداد کے ذریعے اِس دن کے منانے کیلئے 21 مئی کو مقرر کیا۔ اقوام متحدہ نے ثقافتی تنوع کے حوالے سے ہر بین الاقوامی کوشش کی حوصلہ افزائی کی۔ اگر عالمی سطح پر ماہرین اور اِدارے تنوع منانے پر متفق ہیں تو مطلب یہ ہے کہ اِس میں انسانیت کی خیر ہے۔

عالمی سطح پر تنوع کو منانے کی ضرورت بہت اہم ہے۔ ہم تنوع سے آزاد دُنیا قائم نہیں کر سکتے اور ہمیں اِس دُنیا میں رہنا ہے جہاں تنوع ایک لازمی امر ہے۔ کسی کی اِنفرادیت ختم کرنا ممکن نہیں اور نہ یہ اِنصاف کا تقاضا ہے۔ اِس سے قومیتوں کو اپنی اِنفرادیت اور پہچان مضبوط کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اِس سے ہر فرد، اِدارے، گروہ اور ریاست کو اپنی مرضی کی ثقافت اِختیار کرنے اور اِسے توانا بنانے کا موقع میسر آتا ہے۔ یہ دُنیا مختلف پھولوں کا ایک چمن ہے جس میں ہر قوم ایک مختلف پھول کی طرح ہے۔ ہر پھول کی مختلف شکل، انداز اور رنگ چمن کے حسن کا سبب ہے۔ یہی تنوع مثبت اور تخلیقی موازنے و مقابلے اور ترقی کا سبب بنتا ہے۔ کسی فرد، اِدارے یا گروہ کو زبردستی کسی ایک ثقافت میں زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ دُنیا کی خوبصورتی اور خوشی اِسی میں ہے کہ ہر قومیت اپنی اِنفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اِجتماعیت میں

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

بھی فعال کردار ادا کرے۔

عالمی سطح پر تنوّع کو مضبوط بنانے کے طریقے
(Ways to Strengthen Diversity at Global Level)

بین الاقوامی سطح پر تنوّع کو مضبوط کرنے کی ضرورت بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اِس سے قومیتوں کو اپنی اِنفرادیت اور پہچان مضبوط کرنے کا موقع ملتا ہے۔ اِس سے ہر فرد، اِدارے، گروہ اور ریاست کو اپنی مرضی کی ثقافت اِختیار کرنے اور اِسے توانا بنانے کا موقع میسر آتا ہے۔ یہ دُنیا ایک گلدستے کی طرح ہے جس میں ہر قوم ایک مختلف پھول کے رنگ کی طرح ہے۔ ہر پھول کی مختلف شکل اور رنگ گلدستے کی خوبصورتی کا سبب بنتا ہے۔ یہ مثبت اور تخلیقی مقابلے اور ترقی کا سبب بنتا ہے۔ کسی فرد، اِدارے یا گروہ کو زبردستی کسی ایک ثقافت میں زندگی گزارنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ فطرت کے خلاف ہے۔ دُنیا کی خوبصورتی اور خوشی اِسی میں ہے کہ ہر قومیت اپنی اِنفرادیت کو برقرار رکھتے ہوئے اِجتماعیت میں بھی فعال کردار ادا کرے۔ اِس مقصد کیلئے درج ذیل طریقے اِختیار کئے جا سکتے ہیں:

۱۔ عالمی قوانین اور اِداروں کے ذریعے تنوّع کو مضبوط کرنے کی کامیاب کوشش کی جا سکتی ہے اور اِس طریقے پر کسی حد تک عمل بھی کیا گیا ہے۔ یہ قوانین اور اِدارے گروہوں اور قوموں کی اِنفرادی حیثیت برقرار رکھنے اور اِسے مزید مضبوط بنانے کیلئے موثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۲۔ زبانوں کی بقاء اور ترقی کیلئے حکومتی اِقدامات کی ضرورت ہے تاکہ ثقافتی نفوذ سے زبانیں ختم نہ ہوں۔ عوامی سطح پر زبانوں کی ترقی کیلئے کام کرنے اور تنظیمیں بنانے کی اشد ضرورت ہے۔

۳۔ عالمی قوانین کے اور بنیادی اِنسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق ثقافتی حقوق اِنسانی حقوق کا لازمی حصّہ ہیں۔ ثقافتی سرگرمیوں میں حصّہ اور ثقافت کی ترقی ہر فرد اور گروہ کا بنیادی حق ہے اور ریاستوں کو اِس حق کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ متفرق ثقافتوں کی حفاظت سے تنوّع مضبوط کرنے میں مدد ملے گی۔

۴۔ ہر ریاست کیلئے لازمی ہے کہ مادری زبانوں میں بچوں کو تعلیم دینے کا اِنتظام کرے۔ یہ سرگرمی بھی عالمی سطح پر تنوّع کی مضبوطی کیلئے اہمیت کی حامل ہے۔

۵۔ کمزور ثقافتوں کو طاقتور ثقافتوں کی یلغار سے بچانے کیلئے عالمی برادری کو کردار ادا کرنا ہوگا۔ اِس مقصد کیلئے بین الاقوامی معیار کے میڈیا کو اِستعمال کرنا ہوگا اور اِس میڈیا پر چند اخلاقی پابندیاں بھی لگانی ہونگی۔

۶۔ اِنسانی تعلقات میں عدم قبولیت اور عدم برداشت کی حوصلہ شکنی کرنی ہوگی۔ عالمی رواداری کا ماحول پیدا کرنا وقت کی سب سے اہم ضرورت ہے۔ دُنیا کو جیو اور جینے دو کی پالیسی پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔

۷۔ عالمی برادری کو بھی باہمی تعلقات میں زور اور طاقت کے اِستعمال کو خیرباد کہنا ہوگا۔ مکالمے اور شائستگی کا راستہ اِختیار کرنا ہوگا۔

اِن مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے عالمی سطح پر سنجیدہ کوششوں کی ضرورت ہے۔ ممالک کو بھی سنجیدگی کے ساتھ فعال کردار ادا کرنا ہوگا اور لوگوں اور گروہوں کو بھی سرگرمی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔

پاکستان میں اقداری تنوّع کے فروغ کے طریقے
(Ways of Promoting Value Diversity in Pakistan)

پاکستان میں کئی نسلی گروہ آباد ہیں اور ہمیں اِس نسلی و لسانی تنوع کے ساتھ رہنا ہے۔ یہ تنوع مثبت مقابلے اور پائیدار ترقی کا سبب بھی ہے۔ نصاب اور تعلیم کے ذریعے اقداری تنوع کو مضبوط کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی معاشرے میں مثبت تبدیلی لانے کیلئے نصاب اور نظامِ تعلیم کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ جہالت کا خاتمہ وقت کی ضرورت ہے۔ کورس میں ایسے مواد کو شامل کیا جائے جو طلباء و طالبات میں برداشت، قبولیت اور رواداری پیدا کرے۔ تعلیم کو اولیت دینی چاہیئے اور یہ کہ تعلیم برائے روزگار نہیں بلکہ برائے اِنسانیت ہو۔ نسلی و سماجی ہم آہنگی پیدا کرنے والے مواد کو نصاب میں شامل کرنا ضروری ہے۔ مذہب بھی اقداری تنوع کی قبولیت کا سبب بن سکتا ہے۔ پاکستانی معاشرہ میں اس کو ممکن بنایا جا سکتا ہے یعنی برداشت اور رواداری کے درس کے ذریعے دراصل مذہب کی غلط تشریح بھی اقداری تنوع کیلئے راستے بند کر سکتی ہے۔ اِسلام کا واضح پیغام اِنسانی مساوات ہے۔ اِسلامی تعلیم کا اِس کی اصل روح کیساتھ نافذ کرنا معاملے کا اصلی حل ہے جس میں برداشت ہے، تعاون ہے، مساوات ہے جو اقداری تنوع کے دوسرے رُخ ہیں۔ علماء اور مشائخ ہم آہنگی پیدا کرنے کیلئے کلیدی کردار ادا کر سکتے ہیں۔ یہی ہم آہنگی اقداری تنوع ہے۔ اِس مقصد کیلئے منبر اور لاؤڈ سپیکر کا اِستعمال بہت موثر ثابت ہو سکتا ہے۔

ذرائع ابلاغ کو اِنسانی مساوات کے درس کیلئے کام میں لایا جا سکتا ہے۔ غیر ضروری نشریات سے بہتر ہے کہ

NOT FOR SALE
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

پاکستان میں اقداری تنوع کو مضبوط بنانے کی کوشش کی جائے۔ میڈیا کا کردار بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اخبار، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعے عوام میں بیداری اور شعور کو اُجاگر کیا جاسکتا ہے۔ اگر پاکستان کی تمام اقوام کو بلا اِمتیاز حقوق دیئے جائیں اور اِن حقوق کو آئینی تحفظ بھی حاصل ہو تو اقداری تنوع کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ اِس سلسلے میں اِنصاف پر مبنی اِختیارات کی تقسیم ہونی چاہیئے۔ پاکستانی قیادت کا اولین فرض یہ ہے کہ نسلوں اور صوبوں کے درمیان تلخیوں کا خاتمہ کیا جائے اور اِنصاف اور مساوات سے کام لیا جائے۔ پاکستان میں ایک خودمختار اور آزاد عدلیہ کی ضرورت ہے۔ اِنصاف کا نہ ہونا بھی اقداری تنوع کے قیام کیلئے رکاوٹ ہے۔ قابل قبول اقداری تنوع کیلئے ایک باوقار اور آزاد عدلیہ کے علاوہ اِنصاف کے قابلِ قبول نظام کی ضرورت ہے۔ جب سستا اور فوری اِنصاف میسر ہو تو اقداری تنوع کو قائم کیا جاسکتا ہے۔

جائز شکایات کا ازالہ بھی اقداری تنوع کی بنیاد ہے۔ اگر کسی گروہ، فرقے یا علاقے کی کوئی جائز شکایت ہو تو حکومت کیلئے ترجیحی بنیادوں پر اِن کا ازالہ کرنا ضروری ہے۔ اِس سے کمزور اور مظلوم قومیتوں اور گروہوں میں اِحساسِ تحفظ پیدا ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی اپنے آپ کو اِس ملک کے مساوی شہری سمجھتے ہیں۔ پاکستان میں اقلیتیں بھی آباد ہیں اُنہیں برابر کے شہری کا درجہ دینا ہوگا اور اقلیتوں کا تحفظ یقینی بنانا ہوگا۔ قانونی اور آئینی طریقوں سے پاکستان کے اقلیتوں کا تحفظ لازمی ہے۔ اُن کو یہ اِحساس دلانا ہوگا کہ وہ اِس ملک کے مساوی شہری ہیں۔ آج پاکستان کو ایک مضبوط اقداری تنوع کی جتنی ضرورت ہے شاید پہلے کبھی نہ تھی۔ اِس میں پاکستان اور پاکستانی عوام کی ترقی اور خوشحالی مُضمر ہے۔

معاشرے میں تنوّع اور رواداری کا فروغ اور اندازِ زندگی
(Life Style That Promotes Diversity and Tolerance in Society)

اندازِ زندگی کو اِس طرح بنایا جائے جو معاشرے میں تنوع اور رواداری کا باعث ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اندازِ حیات اور سماجی اقدار اِسلامی اُصولوں پر اساس ہوں تو منفی تنوع کو کم کیا جاسکتا ہے اور تنوع میں یکسانیت پیدا کی جاسکتی ہے۔ ہمیں اِسلامی ثقافت اِختیار کرنے کی ضرورت ہے جہاں ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہوتا ہے۔ اِس کے علاوہ غیر مسلموں کو بھی باعزت مقام حاصل ہو۔ ہمیں مبنی بر اِنصاف کرد۔ اِسلام اِنسانی مساوات کا درس دیتا ہے۔ جب مساوات کو زندگی کے تمام سرگرمیوں میں سمویا جائے تو ایک اعلیٰ اقداری تنوع کا قیام اور اِس پر عمل ممکن ہو جاتا ہے۔ اگر ہم دوسروں کے

اُن حقوق کو تسلیم کرلیں جو اِسلام اور ملک کے دستور میں ہیں تو رواداری اور مثبت تنوع پر بنیاد معاشرہ قائم کیا جاسکتا ہے۔ جب کسی کی حق تلفی نہ ہوگی تو جھگڑا کس بات کا۔ اگر اندازِ زندگی تعاون، صبر، امن، قربانی، ایثار، مہربانی، رحم، قبولیت اور اِنسانی اِحترام کے اُصولوں پر اساس ہو تو ایسے معاشرے میں تنوع اور رواداری کو ترقی نصیب ہوگی۔ اِس حوالے سے اِحساسِ مدنیت کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ معاشرے میں رہنے کیلئے اندازِ زندگی کو ذاتی مفادات کی جگہ اِجتماعی مفادات کی روشنی میں گزارنا ہوگا۔ اِس انداز سے باہمی رواداری اور تنوع کو ترقی نصیب ہوگی۔ اہم بات یہ ہے کہ اِنسان کو ہر قسم کے اِمتیازات سے بالاتر ہو کر اِنسان سمجھا جائے تو بات بنتی ہے۔ رواداری اور تنوع کو مضبوط بنایا جاسکتا ہے۔ اِس کیلئے رویّوں میں مثبت تبدیلی کی ضرورت ہوتی ہے اور بقولِ لاسکی (Laski) اِس کیلئے اچھے نظام تعلیم اور ذرائع ابلاغ کی آزادی کی ضرورت ہوتی ہے۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

ا۔ جہاں ۔۔۔۔۔۔ ہو وہاں تشدد اور نفرتیں نہیں ہوتیں۔

۲۔ اقوامِ متحدہ کے منشور میں حقِ ۔۔۔۔۔۔۔ کو تسلیم کیا گیا ہے۔

۳۔ پاکستان میں ایک خودمختار اور آزاد ۔۔۔۔۔۔ کی ضرورت ہے۔

۴۔ اِسلام اِنسانی ۔۔۔۔۔۔ کا درس دیتا ہے۔

2۔ درج ذیل جملوں میں صحیح جملوں کو صحیح اور غلط جملوں کو غلط پر نشان لگائیں:

ا۔ پرامن معاشرہ ترقی کے راستے پر گامزن معاشرہ ہوتا ہے۔ صحیح۔غلط

۲۔ ترقی پذیر اور پسماندہ معاشروں میں تعلیم کی شرح مناسب ہے۔ صحیح۔غلط

۳۔ جنگوں کے بعد کے واقعات خارجہ پالیسیوں پر اثر انداز نہیں ہوتے۔ صحیح۔غلط

۴۔ پاکستان میں کوئی مذہبی اِنتہا پسندی نہیں۔ صحیح۔غلط

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

۵۔ تعلیم برائے روزگار ہونا چاہیے۔ صحیح۔غلط

۶۔ ہر قومیت کو اپنی انفرادیت برقرار رکھنے کا حق حاصل ہے۔ صحیح۔غلط

۷۔ معاشی طبقات میں فرق کم کرنے کیلئے اِرتکازِ دولت بہت ضروری ہے۔ صحیح۔غلط

3۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب تحریر کیجیے:

۱۔ اِمتیازات کی تعریف کریں۔

۲۔ اسلامی تہذیب میں اخوت و مساوات کو کیا مقام حاصل ہے؟

۳۔ رواداری پر مختصر نوٹ لکھیں۔

4۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب دیں۔

۱۔ پُرامن معاشروں کی خصوصیات بیان کریں۔

۲۔ اسلامی تہذیب کی خصوصیات پر روشنی ڈالیں۔

۳۔ مقامی، قومی اور عالمی سطح پر جنگوں کی وجوہات بیان کریں۔

عملی سرگرمیاں:

۱۔ امن کی اہمیت پر تقریری مقابلہ منعقد کریں۔

۲۔ ہمارے معاشرے میں مختلف اِمتیازات کی نشاندہی کیلئے کلاس میں مذاکرہ کریں۔

۳۔ اِسلام میں رواداری کے موضوع پر مضمون نویسی کا مقابلہ کریں۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

باب ۸
فعال اور ذمہ دار شہریت

تدریسی مقاصد

اِس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اِس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

۱۔ ٹیلی ویژن اور انٹرنیٹ پر عالمی اِداروں کے اجلاسوں کی کاروائی دیکھ سکیں۔

۲۔ اقوامِ متحدہ کے جنرل اِسمبلی یا سلامتی کونسل کے اجلاس کی تلبیس کر سکیں۔

۳۔ عالمی اِدارے میں اپنے مفادات کی خاطر لابی کے عمل کی تلبیس کر سکیں۔

۴۔ اُن مسائل کی نشاندہی کر سکیں جن کے بارے میں عوام کو تعلیم دینا ضروری ہو۔

۵۔ ٹی وی کیلئے ایک پبلک سروس اِعلان بنا سکیں (ٹیکسٹ، بصری، سمعی)۔

۶۔ اپنی مرضی کے ایک قومی یا عالمی مسئلے پر دستخطی مہم تیار کر سکیں۔

۷۔ اِنٹرنیٹ کے ذریعے کمیونٹی کے لوگوں کو بیدار کر کے ایک دستخطی مہم پر دستخط کیلئے تیار کر سکیں۔

۸۔ بیداری کیلئے ایک منصوبہ بنا سکیں تاکہ مقامی کمیونٹی کو ماحولیاتی صفائی کیلئے متحرک کیا جا سکے۔

۹۔ بہترین ماحول کو حاصل کرنے کیلئے کمیونٹی سروس کو بروئے کار لا سکیں۔

۱۰۔ ایک منصوبہ بنا کر آفات کے اِنتظامی مہم میں کمیونٹی، شہری دفاع، غیر سرکاری تنظیمیں اور رضا کاروں کو لگا سکیں۔

۱۱۔ آفات سے متاثرہ لوگوں اور خاندانوں کی بحالی کیلئے منصوبہ بنا سکیں۔

awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

تلبیس کے ذریعے سیکھنا

(Learning Through Simulation)

کسی چیز کی خصوصیات کی تلبیس کر کے پیش کرنا۔ مثال کے طور لنگڑے کی طرح چلنا، اداکاری کرنا اِس کی بہترین مثال ہے۔ کسی حقیقی چیز، حالت، معاملے یا عمل کی تلبیس کی جاتی ہے تا کہ کوئی نتیجہ یا معلومات اخذ کیے جائیں۔ سیکھنے کیلئے کسی طبعی یا خیالی نظام کا رویّہ یا خصوصیات پیش کرنا۔ تلبیس کئی حوالوں سے اِستعمال کی جاتی ہے مثلاً حفاظت کیلئے، ٹیسٹ کرنے کیلئے، تفریح کیلئے، تربیت کیلئے یا تعلیم وغیرہ کیلئے۔ قدرتی نظاموں یا اِنسانی نظام وغیرہ کو سائنسی ماڈلوں کی شکل میں تلبیس کر کے پیش کیا جاتا ہے تا کہ اِن چیزوں کے بارے میں تفصیلی علم حاصل کیا جا سکے مثال کے طور پر گلوب یا نظامِ شمسی کا ماڈل۔ تلبیس اُس وقت کی جاتی ہے جب اصلی چیز تک رسائی ناممکن ہو یا اُسے اصلی حالت میں پیش کرنا مشکل ہو مثلاً سورج کو اصلی حالت میں دیکھا نہیں جا سکتا۔ معاشرتی علوم میں تلبیس عموماً تربیت کیلئے اِستعمال کی جاتی ہے۔ مثال کے طور پر سکول میں قومی اِسمبلی کے اِنتخابات کی تلبیس کرنا تا کہ بچے اِس عمل کو اچھے طریقے سے سمجھ سکیں۔

تلبیس کے ذریعے سیکھنے میں کچھ دشواریاں یا مسائل بھی سامنے آتے ہیں مثال کے طور پر اُس چیز کے بارے میں پہلے صحیح معلومات کا حصول تا کہ اُس کے رویّے اور خصوصیات کو ہو بہو پیش کیا جائے۔ تلبیس میں مفروضوں اور اندازوں کو سمونا اور سادہ شکل دینا۔ پھر یہ کہ حاصل شدہ معلومات کی حیثیت اور اہمیت۔

تلبیس کے ذریعے سیکھنے کا عمل تربیت میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اِس کا مقصد لوگوں کو متوقع سانحات کیلئے تیار کرنا ہوتا ہے۔ اِس میں کوئی حادثہ نقلی طور پر پیش کیا جاتا ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ سیکھنے والے کا ردِعمل کیا ہے اور ہونا کیا چاہیئے۔ اِس قسم کی تلبیس میں یہ تربیت دی جاتی ہے کہ دہشت گرد حملوں میں کیا کرنا چاہیئے؛ قدرتی آفات سے کیسے نمٹنا چاہیئے؛ افراتفری پیدا ہو جائے تو کیا کرنا چاہیئے یا دیگر ایسے واقعات جن میں زندگی کو خطرات لاحق ہوں تو کیا کرنا چاہیئے۔

حقیقی دُنیا میں رونماء ہونے والے واقعات کو ایک بار پھر نہیں دکھایا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ اِداروں میں طلبہ وطالبات کو تلبیس کے ذریعے ایسی تربیت دی جاتی ہے کہ وہ کلاس روم یا اِدارے سے باہر عملی زندگی میں فعال کردار ادا کرنے کے قابل بن جائیں۔ اکثر اِدارے اپنے ملازمین کو اِس قسم کے ممکنہ حادثات سے بچنے کیلئے انہیں فرضی سرگرمیوں کے ذریعے

NOT FOR SALE

تربیت فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر تیل صاف کرنے والے پلانٹ میں کہیں مصنوعی آگ لگا کر لوگوں کو آگ بجھانے کی مشق کرائی جاتی ہے۔ تاہم فرضی کارروائی ایک کنٹرول ماحول میں کرائی جاتی ہے جہاں سب محفوظ ہوتے ہیں۔ جبکہ حقیقی واقعے میں جان کو خطرات لاحق ہوتے ہیں۔

سرگرمیاں

1 ٹیلی ویژن یا انٹرنیٹ پر بین الاقوامی اداروں کے اجلاس کی کارکردگی دیکھیے۔

2 اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی / سیکورٹی کونسل کے طرز پر اجلاس منعقد کریں۔

مذکورہ سرگرمیوں کیلئے اقوامِ متحدہ کے جنرل اِسمبلی اور سیکورٹی (سلامتی) کونسل کی ساخت اور اِجلاسوں کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔

اقوامِ متحدہ کی جنرل اِسمبلی میں تمام رکن ممالک کو نمائندگی حاصل ہے اور ہر ملک کو ایک ووٹ کا حق حاصل ہے۔ ہر سال اِسمبلی کا باقاعدہ اجلاس منعقد کیا جاتا ہے۔ یہ اِجلاس ستمبر کے مہینے میں تیسرے منگل کے دن سے شروع ہوتا ہے اور عام طور پر کرسمس تک اِختتام پذیر ہوتا ہے۔ سکیورٹی کونسل یا اِس کے ارکان کی اکثریت اگر درخواست دائر کرے تو اِسمبلی کے خصوصی اِجلاس بھی طلب کیے جا سکتے ہیں۔ ہر سال جنرل اِسمبلی کے صدر اور سترہ نائب صدور کا اِنتخاب ہوتا ہے۔ جنرل اِسمبلی کسی بھی موضوع پر بحث کی مجاز ہے۔ یہ سیکورٹی کونسل اور رُکن ارکان کو سفارشات پیش کر سکتی ہے۔ کونسل کی اِجازت کے بغیر جنرل اسمبلی اُن معاملات پر بحث کی مجاز نہیں جو سیکورٹی کونسل میں زیرِ غور ہو۔ اِن کی سفارشات کو ماننا قانونی طور پر ضروری نہیں۔ جنرل اِسمبلی چند معاملات کے علاوہ سادہ اکثریت کے ساتھ قراردادیں پیش کر سکتی ہے۔ اہم معاملات پر دو تہائی اکثریت کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر عالمی امن وامان کا مسئلہ، اقوامِ متحدہ کی رکنیت اور مالی اُمور وغیرہ اہم معاملات ہیں۔

سلامتی کونسل (Security Council) دراصل اقوامِ متحدہ کا عاملہ ہے۔ اِسکے پندرہ ارکان ہوتے ہیں جن میں پانچ ممالک یعنی چین، امریکہ، روس، برطانیہ اور فرانس مستقل ارکان ہیں جبکہ دس کا اِنتخاب جنرل اِسمبلی دو سال کیلئے کرتی ہے۔ ہر مہینے یہ اپنے صدر کا اِنتخاب کرتی ہے۔ ہر دو ہفتے کے بعد اِس کا اِجلاس منعقد کیا جاتا ہے۔ عام معاملات کا فیصلہ تو

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

ووٹوں کی اکثریت سے ہوتا ہے جبکہ اہم معاملات میں پانچ مستقل ارکان کا ووٹ لازمی ہے۔ایک بھی مستقل رُکن منفی ووٹ دینے کا اِختیار رکھتا ہے جسے حقِ تنسیخ (Veto) کہا جاتا ہے۔اِس کا اہم کام عالمی امن اور سلامتی کو یقینی بنانا ہے۔اگر یہ ثابت ہو جائے کہ کسی رُکن ملک نے جارحیت کی ہے تو اُس ملک کے خلاف یا تو اِقتصادی پابندیاں لگائی جاتی ہیں یا فوجی کارروائی کی جاتی ہے۔

ہدایات برائے سرگرمی:

اقوامِ متحدہ کے جنرل اِسمبلی کے طرز پر اِجلاس منعقد کرنا:

۱۔ تمام کلاس کو اقوامِ متحدہ کی جنرل اِسمبلی تصور کریں۔سادہ اکثریت سے صدر کا اِنتخاب کریں۔
۲۔ منتخب صدر کی صدارت میں اِجلاس منعقد کریں۔ہر رُکن صدر کی اِجازت سے بات کرے۔
۳۔ کسی بھی عالمی موضوع پر بحث شروع کریں۔مثلاً عالمی ماحولیاتی آلودگی کا مسئلہ۔ہر رکن کو بات کرنے کی اِجازت ہے۔اُس مسئلے کے ہر پہلو پر بات کی جائے۔
۴۔ بحث کو سمیٹ کر سفارشات تیار کریں۔اِن سفارشات پر ووٹنگ کریں۔اگر اکثریت نے اِن سفارشات کی حمایت کی تو یہ سفارشات سیکورٹی کونسل یا رُکن ممالک کو پیش کریں۔

سیکورٹی کونسل کے طرز پر اِجلاس منعقد کرنا:

۱۔ کلاس میں پندرہ طلبہ کو آگے لائیں۔اِن میں پانچ کو مستقل ارکان نامزد کریں۔
۲۔ یہ کونسل اپنے ارکان میں سے صدر کا اِنتخاب کرے۔
۳۔ صدر کی سربراہی میں اِجلاس شروع کریں۔صدر کونسل کو بتائے کہ آج کس موضوع پر بحث کرنی ہے۔کسی بھی ایسے عالمی موضوع پر بحث کا آغاز کریں جو امن کیلئے خطرہ ہو۔مثال کے طور پر کشمیر یا فلسطین کا مسئلہ۔پہلے یہ طے کرلیں کہ یہ عام معاملہ ہے یا خاص۔پھر جارح ملک کا تعین کریں۔
۴۔ بحث کے بعد جارح ملک کے خلاف اِقتصادی یا فوجی کارروائی کیلئے ووٹنگ کریں۔اگر یہ عام معاملہ ہے تو کوئی بھی نو یا اِس سے زیادہ ووٹوں سے فیصلہ ہونا چاہیئے۔اگر خاص معاملہ ہے تو پھر بھی نو ووٹوں سے فیصلہ ہو لیکن اِن نو میں تمام مستقل ارکان کے مثبت ووٹ کا شامل ہونا ضروری ہے۔اگر ایک بھی مستقل رکن مخالف ہو اور باقی چودہ حق میں ہوں تب بھی بات نہیں بنے گی۔
۵۔ آخر میں سیکورٹی کونسل کے فیصلے کا اِعلان کریں۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

عوامی خدمت کا پیغام
(Public Service Message)

پبلک سروس اِعلان ایک قسم کا اِشتہار ہے جو ٹی وی، ریڈیو یا پرنٹ میڈیا وغیرہ کے ذریعے پیش کیا جاتا ہے۔ایک معیاری پبلک سروس میسیج کا مقصد اُن مسائل کی نشاندہی ہے جن میں عوام کو آگہی دی جاسکتی ہے۔اِس کے ذریعے عوامی رویوں میں تبدیلی لائی جاسکتی ہے۔تاریخی طور پر پبلک سروس اِعلان یا پبلک سروس میسیج اپنی موجودہ حالت میں جنگ کے اِشتہاری کونسل نے دوسری جنگِ عظیم کے دوران شروع کیا۔اِن اِشتہارات کے ذریعے امریکی عوام کو جنگ کے مختلف محاذوں کے بارے میں اِعتماد میں لینا تھا۔جنگ کے بعد اِس کونسل نے اپنا لائحہ عمل اور بھی وسیع کر دیا اور اِس میں جنگلات کی آگ، خون کے عطیات اور شاہراہوں کی حفاظت وغیرہ کو شامل کر دیا گیا۔چند سالوں کے بعد پبلک سروس میسیج ٹی وی اور ریڈیو پر مزید عام ہو گئے۔آج تو اِس قسم کے پیغامات کی تیاری کو ایک صنعت کا درجہ دیا گیا ہے اور یہ میڈیا کی کمائی کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔

پبلک سروس میسیج کے اہم موضوعات میں صحت اور تحفظ کو اہمیت حاصل ہے۔یہ پیغامات بیداری مہمات کا لازمی حصہ ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ اِس کے موضوعات میں برابر اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔اِس قسم کے پیغامات کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ ''اپنی پیاری زمین کے تحفظ کیلئے اِسے سرسبز رکھو۔'' مذہبی، ثقافتی، سماجی، سیاسی، قانونی، اخلاقی اور فوجی وغیرہ معاملات کے بارے میں پبلک سروس میسیج کا سہارا لیا جاسکتا ہے۔اِس پیغام کی تیاری میں کئی چیزوں کو مدنظر رکھنا پڑتا ہے مثلاً موثر الفاظ کا چُناؤ، بہترین آوازوں اور شکلوں کا اِنتخاب اور موثر پس منظر کا اِنتخاب وغیرہ۔

آپ دُنیا کو کیا بتانا چاہتے ہیں؟ یہ وہ اہم سوال ہے جس کو بنیاد بنا کر آپ عوامی خدمت کے پیغام کو پیش کرتے ہیں۔یہ سوال بھی اہم ہے کہ آپ کونسے الفاظ اِستعمال کریں گے جو ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر پیش کرنے کے قابل ہونے کے علاوہ آپ کا مقصد بھی پورا کرے۔جن چیزوں کو سوچنا اور سمجھنا پڑتا ہے وہ ہیں کیا، کب، کہاں اور کیسے۔سب سے اہم بات یہ دیکھنا ہے کہ آپ کے پیغام کے الفاظ اور جملے واضح ہیں اور سننے یا دیکھنے والوں کیلئے مبہم نہیں۔اِختصار کا خیال رکھنا بہت اہمیت کا

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

حامل ہے تاکہ سننے اور دیکھنے والا جلدی سمجھ سکے۔

پبلک سروس میسج اُس وقت موثر ثابت ہوسکتا ہے جب پیش کرنے والا رضا کار ہو؛ جب آپ کو مسئلے پر مکمل معلومات حاصل ہوں؛ جب مخصوص قسم کے ردِعمل کی توقع ہو؛ جب آپ کو لکھنے اور پروڈکشن میں مہارت ہو؛ جب آپ پہلے اِس قسم کے پیغامات کامیابی سے چلا چکے ہوں اور جب یہ ایک بڑی میڈیا مہم کا حصہ ہو۔ اِس قسم کے پیغام کو تحریر کرنے سے پہلے اِن سوالات کے جوابات ڈھونڈیں۔

ایک پبلک سروس پیغام کی لمبائی دس، پندرہ، بیس یا پھر تیس سیکنڈ ہوتی ہے اور اِن اوقات میں الفاظ کی تعداد 20-25، 30-35، 40-50 اور 60-75 ہوتی ہے۔ الفاظ میں دو دفعہ یا تین دفعہ کا وقفہ ہوتا ہے۔

سکرپٹ دو کالموں میں ہوتا ہے۔ بایاں کالم ہدایات، سمت، کیمرہ کے زاویے اور آواز کے اثرات وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے جبکہ دایاں کالم ڈائیلاگ پر مشتمل ہوتا ہے۔ سکرپٹ کے آخر میں یہ نشان "###" لگانا ضروری ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے بعد کوئی اور صفحہ نہیں۔

ایک معیاری ریڈیو پیغام کا نمونہ یہ ہے:

فوری طور پر نشر کیا جائے۔ وقت 30 سیکنڈز

اِدارہ: ایڈز سے تحفظ کا اِدارہ۔

ٹائٹل: ایڈز سے متاثرہ لوگوں سے ہمدردی کا دن۔

اہم نکات:

ایڈز سے متاثرہ لوگوں سے ہمدردی کا دن 20 جون کو منایا جائے گا آج قومی سطح پر تین لاکھ بیس ہزار لوگ ایڈز زدہ ہیں یہ آپ کے کسی عزیز کو ہوچکا ہوگا آپ 20 جون کو اپنا ریڈیو یا ٹی وی کھولئے اور ایڈز کے متاثرین سے ہمدردی کا دن منائیں زندگی کو تحفظ دو بیدار رہو اور محفوظ رہو۔

###

سرگرمیاں 1 ایک ایسے اہم مسئلے کی نشاندہی کیجیے جس سے عوام کو اس قابل بنایا جائے جو مسئلہ حل کر سکے۔

2 ٹیلی ویژن پر ایک ایسا نعرہ ترتیب دیں جو عوام کے مفاد میں ہو۔

دستخطی مہم (Signature Campaign)

دستخطی مہم ایک ایسا منصوبہ ہے جس میں کسی مسئلے کی حمایت یا مخالفت میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کے دستخط حاصل کیے جاتے ہیں تاکہ ان کو مسئلے کے بارے میں آگاہی حاصل ہو اور متعلقہ اِداروں پر دباؤ بھی بڑھ جائے۔ ایران میں خواتین کے حقوق کیلئے ایک زبردست دستخطی مہم چلائی گئی۔ دس لاکھ دستخطوں کی مہم ایرانی خواتین نے خواتین کے حقوق کیلئے چلائی۔ ایک سیاسی مظاہرے میں شرکاء کو مارا، دبایا یا گرفتار کیا جا سکتا ہے لیکن دستخطی مہم میں دو یا تین کارکن شہروں میں جا کر دکانوں، پارکوں، تفریحی مقامات، بس سٹاپ، سکولوں اور دیگر عوامی مقامات پر جا کر دستخط حاصل کرتے ہیں۔ اس مہم کو دبانا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ یہ اپنی بات مجاز لوگوں تک پہنچانے کا پر امن اور موثر ذریعہ ہے۔ دستخطی مہم میں بالمشافہ لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے اور پھر ان کی مرضی کے مطابق ان سے دستخط لیا جاتا ہے۔ اِس طرح پیغام ملک کے کونے کونے میں پھیل جاتا ہے۔ اس کا سب سے اہم مقصد لوگوں میں بیداری اور اِحساس پیدا کرنا ہے۔

اِس طرح کی ایک دستخطی مہم کشمیر کے نمائندہ جماعتی اتحاد آل پارٹیز حریت کانفرنس نے چلائی۔ اِس کا مقصد امریکی صدر بارک حسین اوبامہ کی توجہ تنازعہ کشمیر پر مبذول کرانا تھی۔ آل پارٹیز حریت کانفرنس کے ایک ترجمان نے ایک بیان میں کہا کہ یہ مہم جموں و آزاد کشمیر میں دو ہفتوں کیلئے چلائی گئی۔ دستخطوں پر مشتمل یہ دستاویز نئی دہلی میں امریکی سفارتخانے میں ایک یادداشت کے طور پر پیش کی گئی۔

کمیونٹی سروس (Community Service)

کمیونٹی سروس سے مراد عطیات پر مبنی عوامی خدمت یا سرگرمی کا نام ہے۔ یہ عام طور پر رضا کاروں کی سرگرمی ہوتی ہے۔ لیکن رضا کار ہونا ضروری بھی نہیں کیونکہ بعض لوگ ایسے بھی کمیونٹی سروس میں شامل ہوتے ہیں جو یا تو معاوضہ لیتے ہیں یا وہ ایسا کرنے کے پابند بنائے ہوئے ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر بعض حکومتوں کی طرف سے شہریوں پر کمیونٹی سروس کی لازمی ذمہ داری ڈالی جاتی ہے۔ فوجی ملازمین بھی اِن سرگرمیوں میں لگائے جاتے ہیں [illegible] بطور تربیت کمیونٹی

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

سروس کروائی جاتی ہے۔ لہٰذا سادہ الفاظ میں کیمونٹی سروس سے مراد وہ سرگرمی ہے جس سے کیمونٹی کو فائدہ پہنچے۔

کسی ملک کے ہر باشندے کی اخلاقی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنی کیمونٹی کی خدمت کیلئے آگے آئے۔ صرف اپنا پیٹ بھرنا احسن شہریت کیلئے کافی نہیں۔ زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنے کا نام ہے۔ ہر شہری اپنے پیشہ ورانہ مہارت کی روشنی میں کیمونٹی کے کام آسکتا ہے۔ رضا کارانہ طور پر اُسے اپنے پیشہ وارانہ صلاحیتوں کو کیمونٹی کی فلاح و بہبود کیلئے کام میں لانا چاہئے۔ معاشرہ اور کیمونٹی میں ایسے مسائل ہوتے ہیں جنہیں ختم کرنا صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہوتی۔ ایسے معاملات میں اپنی مدد آپ کے تحت یا پھر حکومت کا ہاتھ بٹا کر اپنا حصہ ڈالا جاسکتا ہے۔

جب کوئی اپنی برادری کی خدمت میں مصروف ہو جاتا ہے تو یہ ایک صحت مند سرگرمی ہے۔ دُنیا میں کئی ایسے ادارے بھی ہیں جو کیمونٹی سروس کو سہارا دیتے ہیں۔ معروف کیمونٹی سروس کی مثالوں میں بچوں کو پڑھانا، کم آمدنی کے لوگوں کیلئے سادہ مکانات بنانا، بوڑھوں کی خدمت، جانوروں کیلئے حفاظت گاہیں بنانا۔ آگ بجھانے اور ہنگامی صورتِ حال میں خدمات کی فراہمی اور علاقے کی خوبصورتی میں خدمت وغیرہ۔ بعض لوگوں کو سزا کے طور پر کیمونٹی سروس میں لگایا جاتا ہے جبکہ بعض مذہبی جذبے کے ساتھ یہ خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ کیمونٹی سروس میں نئے شامل شدہ لوگوں کیلئے یہ ایک عجیب تجربہ اور کئی چیزیں سیکھنے کا موقع ہوتا ہے۔ انہیں یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ وہ کہاں اور کس کے ساتھ رہائش پذیر ہیں۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ کیمونٹی کا کن مسائل سے واسطہ پڑتا ہے۔ بعض علاقوں میں باقاعدہ اِدارے کیمونٹی سروس میں سرگرم ہوتے ہیں۔ ایسے رضا کار جو کیمونٹی سروس کے خواہش مند ہوتے ہیں انہیں ایسے اِداروں سے رابطہ کرنا چاہئے یا پھر علاقے کے مختلف مقامات پر بلیٹن بورڈز کا جائزہ لینا چاہیئے جہاں ایسے اِداروں کے نوٹس آویزاں ہوتے ہیں۔ ایسے اِداروں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے اِنٹرنٹ سے بھی اِستفادہ کیا جاسکتا ہے۔

کئی لوگ دائمی زندگی کی کامیابی، رضائے خداوندی، حقیقی مسرت کے حصول، اِجتماعی زندگی میں آسائش کے جذبے کی تکمیل، اِنسانی خدمت کے جذبے اور روحانی نجات کیلئے کیمونٹی سروس میں مصروف ہوتے ہیں۔ تاہم اِس کے کئی فوائد ہیں جبکہ نقصان کوئی نہیں۔ ایک جانور کیلئے پناہ گاہ بنانے اور ایک ضعیف کی خدمت میں جو مزہ اور سکون ہے شاید کسی اور چیز میں نہیں۔

سرگرمیاں:

1- مقامی سطح پر لوگوں میں صفائی کا شعور اُجاگر کرنے کیلئے بیداری کا منصوبہ تیار کرنا۔
2- بہترین ماحول کیلئے کیمونٹی کو متحرک کرکے کام کرنا۔

NOT FOR SALE

سانحہ یا حادثہ
(Disaster)

تعریف:

زندگی میں کئی واقعات قدرت کی طرف سے پیش آتے ہیں جبکہ کئی ہماری شعوری کوشش، غفلت، لاپرواہی اور فنی خرابی کی وجہ سے پیش آتی ہیں۔ ایسے حالات میں ایک ذمہ دار اور فعال شہری کی ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ سانحہ، حادثہ یا آفت وغیرہ کی دو بنیادی اقسام ہیں یعنی وہ سانحے جو قدرت کی طرف سے آتے ہیں اس قسم کے حادثات کے نقصانات کو کم کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر زلزلہ، آگ، آفت، وباء، تودہ گرنا، سیلاب، طوفان یا عمارت کا گرنا۔ وہ سانحے یا واقعے جو شعوری یا لاشعوری طور پر اِنسان سے سرزد ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر جنگ، دہشت گردی، قتلِ عام اور دھماکے وغیرہ۔ وہ سانحے اور حادثے وغیرہ جو اِنسان کے ہاتھوں غیر شعوری طور پر رونما ہوتے ہیں لاشعوری سانحات کہلاتے ہیں مثلاً ٹریفک حادثہ وغیرہ۔

سانحات کا اِنتظام
(Disaster Management)

سانحات کے اِنتظام سے مراد وہ عمل ہے جس میں ایک بڑے واقعے یا حادثے سے اِس طرح نمٹا جاتا ہے کہ عوام کو اس کے نقصانات سے یا تو مکمل طور پر بچایا جاسکے یا اُن کے نقصان کو کم سے کم کیا جاسکے۔ سانحہ کے اِنتظام سے مراد، بحران کی شناخت، نمٹنے کیلئے منصوبہ اور اس کا مقابلہ اور حل ہے۔ اِس کا اِستعمال عموماً بین الاقوامی تعلقات، سیاسیات اور نظم و نسق میں ہوتا ہے۔ سانحے میں تین چیزیں اہم ہیں یعنی خطرہ، اچانک، حیران کن اور فیصلہ سازی کیلئے قلیل وقت۔ بحران یا سانحہ تبدیلی کا وہ عمل ہے جس میں پُرانا نظام برقرار نہیں رہتا۔ سانحات کے اِنتظام کو ماہرین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ مخصوص اِقدامات جو بحران سے پیدا شدہ مسائل کی حل کیلئے اُٹھائے جاتے ہیں۔

اِس کا مطلب یہ ہے کہ خطرات کے نتائج سے نمٹنے کیلئے بہترین راستے اِختیار کئے جائیں۔ یعنی سنجیدہ یا خطرناک حالت کو بروقت سمجھنا، اس کی شناخت کرنا، صحیح تعین کرنا اور موثر طریقے سے نمٹنا ہے۔ سانحات کے اِنتظام میں سے اہم کام کم

NOT FOR SALE

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

از کم وقت میں فیصلہ سازی ہے۔ اِس طرح سانحات کے اِنتظام کیلئے منصوبہ سازی ہونی چاہیے۔ سانحات کے اِنتظام میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا ردِعمل کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر تیل کے ایک کارخانے میں آتش زنی کے اِمکانات زیادہ ہوتے ہیں لہٰذا اِس سے نمٹنے کیلئے کمپنی کے پاس منصوبہ ہونا چاہیے لیکن جب اِس قسم کا سانحہ پیدا ہوتا ہے تو آتش زنی کی طاقت، رائے عامہ اور قابو پانے کا خرچہ توقعات سے کہیں زیادہ بھی ہوسکتا ہے۔

سانحات کے اِنتظام کیلئے منصوبہ

بہترین اِنتظام وہ ہے جس میں خطرات کم کرنے کے علاوہ اور صلاحیتیں بھی ہوں۔ یعنی اِس میں یہ صلاحیت ہو کہ متاثرہ لوگوں کو بہتری کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کیے جائیں۔ منصوبہ بنانے والے سانحات کے اِنتظام کے اِن دونوں پہلوؤں کو مدِنظر رکھتے ہیں۔ سانحات کے اِنتظام کی منصوبہ سازی ایک فن ہے۔ اِس میں کام کرنے والے کارکنان عام لوگ نہ ہوں بلکہ اُنہیں سانحات سے نمٹنے کی مہارت حاصل ہو اور یہ مہارت مشاہدے، مطالعے اور تجربے سے حاصل ہوتی ہے۔ سانحات کے اِنتظام کا منصوبہ ایک دستاویزی پروگرام ہوتا ہے۔ اِس میں وہ تمام ممکنہ سرگرمیاں شامل ہوتی ہیں جنہیں بحران وقوع پذیر ہونے کے دوران اور اِسکے بعد ادا کرنا ہوتے ہیں۔ سانحے کے دوران منتخب ٹیم اپنی مقررہ سرگرمیوں میں لگ جاتی ہے اور نقصانات کو کم سے کم اور متاثرین کو زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم کرتی ہے۔ (Disaster Management) جس نوعیت کا سانحہ وقوع پذیر ہو تو منصوبہ کے مطابق مقررہ ٹیم کو درج ذیل اِقدامات اُٹھانے پڑتے ہیں:

[illegible] جلدی سے اپنی ذمہ داری اور جگہ سنبھال لینا [illegible]

[illegible] حقائق کا تعین کرنا [illegible]

[illegible] اپنا موقف بیان کرنا [illegible]

[illegible] مسئلہ پر قابو پانا [illegible]

اس طرح ٹیم کے تمام ارکان جب اِن سرگرمیوں سے گزرتے ہیں تو سانحہ اچھے طریقے سے قابو میں آجاتا ہے۔ سانحات سے نمٹنے کا نعرہ 'تیار رہنا' ہے۔ تیاری ایک ہی قسم کے سانحے کیلئے نہ ہو بلکہ منصوبہ میں ہر قسم کے سانحات سے نمٹنے کی صلاحیت ہونی چاہیے۔ منصوبہ بندی اور نمٹنے کی کاروائی میں ذمہ دار لوگوں کی موجودگی ضروری ہے تاکہ موقع پر احکامات جاری کئے جاسکیں اور قدم اٹھایا جاسکے [illegible]

کے جوابات دینے کیلئے اچھے اور مناسب کرداروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اِن کرداروں کا مجموعہ اِنتظام کرنے والی ٹیم بن جاتی ہے۔

سرگرمیاں:

۱۔ ایک ایسا منصوبہ بنائیے جو حادثات کے شِکار لوگوں کی دوبارہ بحالی کو موثر بنا سکے۔

۲۔ سانحہ سے نمٹنے کیلئے اِنتظامی مہم کی منصوبہ بندی کریں اور اِس میں کمیونٹی، شہری دفاع اور رضا کاروں وغیرہ کو شامل کریں۔

مشق

1۔ درج ذیل جملوں میں خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کریں:

۱۔ تلبیس کے ذریعے سیکھنے کا عمل۔۔۔۔۔۔۔۔۔میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

۲۔ دستخطی مہم کا اہم مقصد لوگوں میں ۔۔۔۔۔۔۔اور اِحساس پیدا کرنا ہے۔

۳۔ سانحہ کے دوران منتخب ٹیم اپنی مقررہ۔۔۔۔۔۔۔میں لگ جاتے ہیں۔

۴۔ بعض لوگوں کو۔۔۔۔۔۔۔کے طور پر کمیونٹی سروس میں لگایا جاسکتا ہے۔

۵۔ منصوبہ سازی اور نمٹنے کی کاروائی میں ۔۔۔۔۔۔۔لوگوں کی موجودگی ضروری ہے۔

NOT FOR SALE
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

2۔ درج ذیل سوالات کے لیے موزوں جواب یعنی ا،ب،ج یا د منتخب کر کے ہر سوال کے سامنے دیئے گئے خالی خانے میں لکھیں۔

ا۔ کینیڈا میں۔۔۔۔۔۔۔۔تلبیس پروگرام کا آغاز کیا گیا ہے۔

(ا) ہنگامی (ب) اِمتحانی (ج) اصلی (د) سالانہ ☐

۲۔ عوامی خدمت کے پیغامات میں مزید۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کیلئے اپنا پتہ یا ٹیلی فون نمبر شامل کیا جاسکتا ہے۔

(ا) صفائی (ب) نکھار (ج) پیچیدگی (د) معلومات ☐

۳۔ دستخطی مہم میں بالمشافہ لوگوں کو۔۔۔۔۔۔۔۔جاتا ہے۔

(ا) دکھایا (ب) ورغلایا (ج) سمجھایا (د) کھلایا ☐

۴۔ کمیونٹی سروس عموماً ایک۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔سرگرمی ہے۔

(ا) بے کار (ب) رضا کار (ج) سرکاری (د) آسان ☐

۵۔ سانحہ سے نمٹنے کا۔۔۔۔۔۔۔۔۔"تیار رہنا ہے"۔

(ا) دُعا (ب) صلاحیت (ج) کُنجی (د) نعرہ ☐

3۔ کالم ملائیں:

کالم۔الف	کالم۔ب
پائیدار	مہم
فعال	سازی
میڈیا	پروگرام
منصوبہ	بحالی
دستاویزی	آفات
ہنگامی	شہریت
قدرتی	صورتِ حال

NOT FOR SALE

4۔ درج ذیل سوالات کے مختصر جواب پیش کیجئے:

ا۔ تلبیس کے ذریعے کیوں سیکھا جاتا ہے؟

۲۔ عوامی خدمت کے پیغام کن ذرائع سے پیش کئے جاتے ہیں؟

۳۔ دستخطی مہم کے اہم فوائد تحریر کریں۔

۴۔ دستخطی مہم کی مثال دیجئے۔

۵۔ شعوری اور لاشعوری سانحات کی وضاحت کریں۔

5۔ درج ذیل سوالات کے تفصیلی جواب لکھیں:

ا۔ تلبیس کے ذریعے سیکھنے کے عمل پر نوٹ لکھیں۔

۲۔ پبلک سروس میسیج پر تفصیلی بحث کریں اور ایک مثال بھی دیں۔

۳۔ سانحات کے اِنتظام سے کیا مراد ہے نیز اس کیلئے منصوبہ سازی پر بحث کیجئے۔

۴۔ کمیونٹی سروس پر نوٹ لکھیں۔

عملی سرگرمیاں:

ا۔ ٹی وی پر ایک عوامی خدمت کے اِعلان کی تیاری (مواد، آواز اور شکل کو مدنظر رکھتے ہوئے)۔

۲۔ کسی عالمی یا قومی مسئلہ پر دستخطی مہم چلانا۔

۳۔ دستخطی مہم کیلئے انٹرنٹ کا اِستعمال تاکہ لوگ دستخط کریں۔

NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

مخصوص اِصطلاحات
(Glossary)

(الف)

اِشتمالیت (Socialism):

(Socialism and Communism):

(اِشتراکیت واشتمالیت) اِشتراکیت یعنی سوشلزم سے مراد ایک ایسا سیاسی واقتصادی نظریہ جس میں پیداوار اور آمدنی کے اہم ذرائع قومی ملکیت یا اِجتماعی ملکیت میں لئے جاتے ہیں۔ ہرایک کو اُس کے کام کے مطابق معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ہرایک سے اُسکی صلاحیت کے مطابق کام لیا جاتا ہے۔ اِنسان اِنسان کا اِستحصال نہیں کرسکتا اور طبقاتی نظام اِنسانیت کی توہین سمجھ کر ختم کردیا جاتا ہے۔ یہ نظام چین میں ہے۔

اِشتراکیت (Communism):

اِشتراکیت یا کمیونزم ایک ایسا سیاسی و اِقتصادی نظریہ ہے جس میں پیداوار اور آمدنی کے تمام ذرائع قومی یا اِجتماعی ملکیت میں لئے جاتے ہیں۔ ہرایک کو اُس کی ضرورت کے مطابق معاوضہ دیا جاتا ہے۔ ہرایک سے اُسکی صلاحیت کے مطابق کام لیا جاتا ہے۔ اِنسان اِنسان کا اِستحصال نہیں کرسکتا اور طبقاتی نظام کو ختم کیا جاتا ہے کیونکہ یہ اِنسانیت کی توہین ہے۔ یہ نظام سابقہ سوویت یونین میں تھا۔

اِنفرادیت (Individualism):

جب ریاست شہریوں کے معاملات میں کم سے کم مداخلت کرے اور شہریوں کو زیادہ آزادی حاصل ہو۔

اِرتقاء (Evolution):

درجہ بہ درجہ ترقی مثلاً انسان یا پودے کا بڑھنا۔

اَنجمن (Association):

انسانی تنظیمیں یا ادارے۔ کسی مشترکہ معاملہ کو اجتماعی انداز میں حل کرنے کے لئے افراد کا منظم اجتماع۔

افادیت (Utility): کسی کام، چیز فرد یا ادارے کا فائدہ۔

استعداد (Potential): کسی فرد میں پوشیدہ صلاحیتیں۔

ارسطو (Aristotle): تقریباً ۴۰۰ قبل از مسیح کا یونانی فلسفی جسے علم سیاسیات کا بانی کہا جاتا ہے۔

انتخاب (Election): جب عوام یا ادارہ کسی بھی عہدے کے لئے تقرری اکثریتی رائے کی بنیاد پر کرے تو یہ انتخاب ہے

اطاعت (Obedience): ماننا، تسلیم کرنا، پر عمل کرنا، بخوشی قبول کرنا۔

انقلاب (Revolution): پُر تشدد طریقوں سے فوری سیاسی تبدیلی۔

امتیاز (Discrimination): تفریق۔

اصلاح (Reforms): کسی چیز یا پروگرام میں مثبت تبدیلی کرکے اسے زیادہ مؤثر اور کارآمد بنانا۔

احیاء (Renaissance): کسی غائب یا فراموش کردہ چیز یا اُصول کو دوبارہ زندہ کرنا۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com

استحکام (Stability): ایک جگہ پر قائم ودائم رہنا۔ کامیابی سے کام کرنا یا چلنا۔ پائیداری۔

اُصول (Principle): قاعدہ، ضابطہ۔ باقاعدہ طریقہ۔

اِرتکاز اختیارات (Centralization of Powers)

تمام اختیارات کو ایک ادارے یا ایک فرد کے سپرد کرنا اور ماتحت اداروں اور افراد کو بے اختیار بنانا۔

افسر شاہی (Bureaucracy): جب ملکی اختیارات حقیقی طور پر ملک کے اعلیٰ ترین سرکاری ملازمین کے قابو میں ہوں۔ اسے افسر شاہی یا نوکر شاہی کہا جاتا ہے۔

اپیل (Appeal): کسی عدالتی فیصلے سے جب ایک فریق مطمئن نہ ہو تو وہ اعلیٰ عدالت میں فیصلے کے خلاف درخواست کرتا ہے جسے اپیل کہتے ہیں۔

اہلیت (Merit): مطلوبہ قابلیت وشرائط پر پورا اُترنا۔

اقرباء پروری (Nepotism): سرکاری سہولیات یا عہدوں کی تقسیم میں رشتہ داروں، دوستوں اور منظور نظر افراد کو ترجیح دینا۔

انتقامی کاروائیاں (Victimization): سیاسی مخالفین کو تکلیف پہنچانا۔ انکے خلاف ریاستی اختیارات کا استعمال۔

افلاطون (Plato): پانچویں صدی قبل از مسیح کا یونانی فلسفی جو سقراط کا شاگرد اور ارسطو کا اُستاد تھا۔

استعمار (Imperialism): وہ ریاست جو طاقت اور پالیسی کے ذریعے آزاد ریاستوں پر قبضہ کرے۔

آمریت Dictatorship ظلم وجبر سے حکومت کرنا۔

اِستدلال Arguing دلیل پیش کرنا۔

اِستحصال (Exploitation): ناسمجھی یا کمزوری سے ناجائز فائدہ اُٹھا کر کوئی چیز حاصل کرنا۔

استوار (Rigid) جس میں لچک نہ ہو۔

اِستحسان: (Approval, Praising) اچھا جاننا، پسند کرنا۔

استنباط: (Deduction) نتیجہ اخذ کرنا۔

اِقتصادیات: (Economy) وہ علم جس میں دولت کی پیداوار اور تقسیم پر بحث کی جاتی ہے۔

اوصاف (Features): صفات وخصوصیات۔

افروایشیائی (Afro-Asian): ایشیاء اور افریقہ کے ممالک۔

ایساف (ISAF): افغانستان میں امریکہ کی سربراہی میں چالیس سے زیادہ ممالک کے فوجی دستے جو طالبان اور القاعدہ کے خلاف مصروف ہیں۔

International Security Assistance Force

اقوام متحدہ کی تولیتی کونسل (Trusteeship Council): اقوام متحدہ کی وہ شاخ جو کمزور علاقوں کی دیکھ بھال کرتی ہے۔

اِقتصادی تعاون کی تنظیم (Economic Coopration Organization): پاکستان، ایران، ترکی، افغانستان اور وسطی ایشیائی مسلمان ممالک کے درمیان اقتصادی تعاون کیلئے تنظیم۔

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

انتہاپسندی (Extremism): مقصد کے حصول کیلئے انتہائی اور خطرناک طریقے اور راستے اختیار کرنا۔

آزاد معیشت (Market Economy): ایک ایسا معاشی نظام جس میں ریاست زیادہ مداخلت نہ کرے۔

اصلاحات (Reforms): کسی چیز میں مثبت تبدیلیاں۔

اشتمالی نظام (Socialism): ایک ایسا نظام جس میں پیداوار اور آمدنی کے ذرائع ریاست کے قابو میں ہوں اور اُن پر اجتماعی ملکیت قائم کی گئی ہو۔

(ب)

بغاوت (Rebellion): کسی بھی حکومت یا ریاست کو برملا تسلیم نہ کرنا اور اُس کے خلاف آواز اُٹھانا۔

بالواسطہ (Indirect): جس کے لئے کسی امدادی چیز کی ضرورت ہو مثلاً سیڑھی کے ذریعے اوپر چڑھنا۔

بلا واسطہ (Direct): براہ راست: بغیر کسی سہارے کے۔ مثلاً چھلانگ کے اوپر چڑھنا۔

بجٹ (Budget): میزانیہ۔ حکومت کے ایک مالی سال کے اخراجات اور آمدن کا بیان۔

بدعنوانی (Corruption): اپنے اختیارات کا غلط استعمال اور ناجائز فوائد حاصل کرنا۔ قومی وسائل کو ذاتی استعمال میں لانا۔

بین الاقوامی (International): ملکوں کے درمیان، دُنیا کی سطح پر، عالمی معیار کا۔

بحران (Crisis): حکومت کے لئے ایک ایسا مسئلہ جسے حل کرنا مشکل ہو۔

برآمدات (Exports): ملک سے باہر جانے والی چیزیں۔

بادشاہ گری (King-making): ایسے مضبوط عالمی ادارے اور ممالک جو کمزور ریاستوں میں حکومتیں بناتی ہیں۔

(پ)

پدرسری (Patriarchal): وہ سماجی نظام جس میں خاندان کا سربراہ مرد ہو۔

پارلیمنٹ (Parliament): مرکزی قانون ساز ادارے کو عموماً پارلیمنٹ کا نام دیا جاتا ہے۔ صوبائی اسمبلی کو پارلیمنٹ نہیں کہا جا سکتا۔

پالیسی (Policy): حکمت عملی، طور طریقے، طرز عمل، انداز تعلقات۔

پوپ (Pope): عیسائیوں کا عالمی روحانی پیشوا

پینٹا گان (Pentagon): امریکی وزارت دفاع کی مرکزی عمارت۔

پارلیمانی سال (Parliamentary Year): انتخابات کے بعد جس دن سے پہلا اجلاس شروع ہوتا ہے وہ پارلیمانی سال کا پہلا دن کہا جاتا ہے۔

پلوٹونیم (Plutonium): ایک قیمتی تابکار دھات جو ایٹمی ری ایکٹر میں جلے ہوئے مواد سے حاصل کیا جاتا ہے۔

پابند معیشت (Controlled Economy): ایک ایسا معاشی نظام جو ریاست کی گرفت میں ہو۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

(ت)

تہذیب Civilization: وہ انسانی سرگرمیاں جو انسانی ضروریات کی بہترین انداز میں تکمیل سے متعلقہ ہوں اسے تہذیب یا تمدن کا نام دیا جاتا ہے۔ ایسے لوگ یا اقوام جو اس سرگرمی میں ملوث ہوں مہذب کہلاتے ہیں۔

تاریخی (Historical): انسانی زندگی و تہذیب کے ماضی کے حالات وواقعات۔ ماضی کا مطالعہ تاریخ کے ذریعے کیا جاتا ہے۔

ترقی پذیر (Developing): وہ ممالک جو ابھی ترقی کر رہے ہوں انہیں ترقی پذیر یا تیسری دُنیا کے ممالک کہلاتے ہیں۔

ترقی یافتہ (Developed): وہ ریاستیں جو ترقی حاصل کر چکی ہوں یا ترقی کی انتہا تک پہنچ چکے ہوں۔

نگرانی و توازن (Check and Balances): ایسا نظام جس میں حکومت کے تین اعضاء ایک دوسرے کی نگرانی کر سکیں۔

تجزیہ (Analysis): کسی چیز کو کھول کر اُسکی اندرونی ساخت یا بناوٹ کے بارے میں تفصیلات اور معلومات حاصل کرنا۔

تحریری (Written): لکھی ہوئی چیز۔

تعصب (Bias): بدنیتی، بغض، حسد، کینہ۔

ترمیم (Amendment): کسی چیز خصوصاً ملک کے آئین میں تبدیلی کرنا۔

تنقید (Criticism): کسی چیز کے مثبت اور منفی پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ۔

تشدد (Violence): غیر پُرامن، خونی طریقے، طاقت کے ذریعے۔

تشریح وتوضیح (Explanation/Interpretation): کسی چیز، بات، اُصول، قانون وغیرہ کی مزید وضاحت اور تشریح کرنا۔

تسلسل (Continuity): تواتر۔

تحریک التواء (Adjournment Motion): مقننہ میں ارکان کی درخواست کہ معمول کی کارروائی روک کر فوری اہمیت کے قومی معاملے پر بحث کی جائے۔

ترویج (To promote, circulation): رواج دینا۔

تخفیف اسلحہ (Disarmament): اسلحہ میں کمی کرنا۔

تغیرات (Variations): تبدیلیاں۔

تحویل (Custody): قبضے میں لینا۔

تحلیل (Dissolution): توڑنا۔

توثیق (Ratification): مجاز اِدارے کی آخری اور حتمی منظوری۔

تھیٹر (Theatre): ایسی جگہ جہاں کھیل تماشے اور ڈرامے وغیرہ دیکھے جاتے ہیں۔

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

(ٹ)

ٹیکس (tax): شہریوں سے قومی خزانے کے لئے مختلف حوالوں سے جو رقم حاصل کی جاتی ہے اُسے ٹیکس کہتے ہیں۔

(ث)

ثقافت: (Culture) وہ انسانی سرگرمیاں یا وسائل جو انسانی لطف کا باعث ہوں اور جن سے افراد کے طور طریقوں وعادات وغیرہ کا اندازہ ہو سکے ۔ ثقافت کو (Culture) کہا جاتا ہے مثلاً شعروشاعری، موسیقی، لباس، مصوری وغیرہ

ثقافتی ورثہ: (Cultural Heritage) ثقافتی اقدار کی نسل در نسل منتقلی اور اسکی حفاظت۔

(ج)

جنرل اگریمنٹ آن ٹریڈ اینڈ ٹیرف (GATT): عالمی تجارت کا اِدارہ جو اِس وقت عالمی تجارتی اِدارے (W.T.O) میں تبدیل ہوا ہے۔ اس کا مقصد معیشت کو سہارا دینا تھا۔

(ح)

حاکمیت (Sovereignty): اسے اقتدار اعلیٰ بھی کہتے ہیں۔ یعنی ریاست کے وہ اعلیٰ ترین اختیار جس کے اوپر کوئی اور بالا اختیار نہ ہو۔

حزب اختلاف (Opposition): وہ جماعت یا جماعتیں جو حکومتی جماعت یا جماعتوں کی نگرانی کرتی ہیں اور حکومت کی منفی سرگرمیوں پر تنقید کرتی ہیں۔

حق استرداد (Veto): مسترد یا نامنظور کرنے کا حق۔

حق خودارادیت (Right of Self-determination): چھوٹی اور محکوم قومیتوں کا اپنے سیاسی مستقبل کے فیصلے کا حق۔

(خ)

خاندان (Family): انسانی معاشرہ یا تہذیب کی پہلی اکائی جس میں افراد خصوصاً میاں، بیوی، والدین اور بچے وغیرہ مل کر رہتے ہوں۔

خصوصیات (Features/Characteristics/Attribute): خدوخال، کیفیات

خارجہ پالیسی (Foreign Policy): کسی ملک کا دوسرے ممالک سے تعلقات قائم کرنے کے لئے اُصول۔

(چ)

چارٹر (Charter): منشور، پروگرام۔

جارحیت (Aggression): کسی ملک کا دوسرے ملک میں زبردستی داخل ہونا اور فوجی مداخلت کرنا۔

(د)

دستور (Constitution): اسے آئین یا بنیادی قانون کا نام بھی دیا جاتا ہے۔ یہ اُس قانون کا نام ہے جو ریاست اور عوام کے باہمی تعلق کی وضاحت کرتا ہے۔

دائرہ کار (Jurisdiction): کسی بھی فرد یا ادارے کا دائرہ اختیار

دستاویزات (Testimonials): اسناد، کاغذات، Documents۔

دولت مشترکہ (Common Wealth): اُن ممالک کی عالمی تنظیم جو کبھی برطانیہ سے آزادی حاصل کر چکے تھے۔ اس کی سربراہ برطانوی ملکہ ہوتی ہے اور یہ ممالک ایک دوسرے کے ساتھ تجارت میں رعایت کرتے ہیں

دیباچہ (Preface): کسی کتاب میں مصنف کی طرف سے ابتدائی کلمات یا خیالات۔

دماغ کا بہاؤ (Brain Drain): ہنر مند افراد کی قلت کسی ملک کا قابل اور ذہین طبقہ جو دیگر ممالک کی دلکش مراعات کی پیشکش کی وجہ سے دوسرے ممالک میں چلا جاتا ہے تو یہ دماغ کا بہاؤ ہے۔ مثلاً پاکستان کے انجینئرز، ڈاکٹرز، سائنسدان اور دیگر پیشہ ور ماہرین خلیجی ممالک، یورپ، امریکہ اور خاص طور پر کینیڈا جاتے ہیں۔ (ہنر مند افراد کا ملک سے باہر جانا)

درآمدات (Imports): ملک میں آنے والی چیزیں۔

دہشت گردی (Terrorism): خوف و ہراس، قتل وغارت اور بدامنی کے ذریعے مقصد تک رسائی کی کوشش۔

(ذ)

ذرائع ابلاغ (Media): نشر واشاعت کے ادارے، پرنٹ میڈیا یعنی اخبارات، کتب، میگزین، رسائل وغیرہ اور الیکٹرانک میڈیا یعنی ٹی وی، ریڈیو، ڈش، فون، کمپیوٹر، سنیما وغیرہ۔

(ر)

رسم و رواج (Customs): وہ معاشرتی اُصول جو معاشرے کا نظام چلاتے ہیں لیکن اس کا بنانے والا کوئی نہیں ہوتا۔ یہ خود بخود پیدا اور فنا ہوتے ہیں لیکن ملک کی عدالتیں اسے تسلیم نہیں کرتیں اور نہ ان کے توڑنے پر سزا دیتی ہے۔

روایات (Traditions): وہ رسوم یا طور طریقے جو کسی فرد یا قوم کو آباؤ اجداد سے وراثت میں ملتے ہوں روایات کہلاتے ہیں۔

رضا کارانہ (Voluntarily): ایسی سرگرمی یا خدمت جس کا کوئی معاوضہ نہ لیا جائے۔

رجحانات (Orientations): ایک فرد کی سوچ کس طرف زیادہ مائل ہے۔

رفاہی (Welfare): اسے فلاحی بھی کہتے ہیں۔ وہ ریاستی سرگرمیاں جو انسانی زندگی میں خصوصاً تعلیم، صحت اور روزگار کے حوالے سے سہولت پیدا کردیں

awazeinqilab.com
NOT FOR SALE
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

رعایا(Subjects): کسی ریاست کے وہ لوگ جو کسی وجہ سے باقاعدہ شہری نہ ہوں۔ بادشاہ کے محکوموں کو بھی رعایا کہا جاتا ہے۔

رواداری(Tolerance):قبولیت ،کمزور اور اقلیت کو برداشت کرنا اور وسیع القلبی کا مظاہرہ۔

روایت پسندی(Traditionalism): رسم ورواج اور روایات کو زیادہ اہمیت دینا۔

رُجعت پسند(Conservative):ماضی کی طرف رجوع کرنا۔

(ز)

زرمبادلہ(Foreign Exchange): وہ سکہ جس کے ذریعے بین الاقوامی تجارت ہوتی ہے۔

(س)

سیاسی(Political): سیاست اور سیاسی جماعتوں سے متعلق۔حکومت یا سول نظم ونسق سے متعلق۔حکومت اور حزبِ اِختلاف سے اُبھرنے والے تصورات۔سیاست میں دلچسپی یا سیاست میں سرگرم ہونا۔

سیاسی ابتری(Political Chaos):خراب سیاسی حالات ۔

سقراط (Socrates):تقریباً پانچویں صدی قبل از مسیح کا یونانی فلسفی۔

سوویت یونین:
(Union of Soviet Socialist Republics-USSR)
ایک ملک جو 1917ء میں وجود پذیر ہوا اور 1990ء میں ختم ہوا۔اِس کے پندرہ صوبے تھے جو سب آزاد ہوئے اور جس میں روس، یوکرائن اور وسطی ایشیاء کے موجودہ مسلمان ممالک وغیرہ شامل تھے۔

سیکولر(Secular):لادینی سیاسی نظام ۔ایسا سیاسی نظام جس میں مذہب کا کوئی کردار نہ ہو اور حکومت کسی مذہب کی سرپرستی

سرکاری شعبہ(Public Sector):حکومت کا شعبہ۔

سرمایہ کاری (Investment): آمدنی کیلئے پیسہ لگانا۔

سارک(South Asian Association for Regional Cooperation-SAARC)جنوبی ایشیاء کے ممالک کے درمیان علاقائی تعاون کی تنظیم۔

(ش)

شہری ریاستیں (City-States): تقریباً ۵۰۰ قبل از مسیح میں یونان کی سرزمین پر پہلی شہری سطح کی چھوٹی ریاستیں مثلاً ایتھنز،سپارٹا وغیرہ۔

(ص)

صلاحیت(Capability):کسی کام کرنے کی اہلیت یا طاقت۔

(ط)

طبعی حالت (Physical Conditions):
جسمانی،جغرافیائی حالات،ظاہری صورت حال، زمین،پانی،قدرتی وسائل اور حدود اربع کے متعلق حالات۔

طبی: (Physical) صحت کے متعلق۔

طبقاتی نظام(Class System):کسی ملک میں امیر و غریب اور دیگر امتیازی گروہوں کی موجودگی۔

(ع)

علم(Science): وہ حقائق جو مشاہدات و تجربات سے حاصل ہوں۔

عقلی(Rational): جس کی بنیاد جذبات پر نہ ہو بلکہ سوچ و بچار پر ہو۔

عدم(Non existence, default)نہ ہونا۔

عدم موجودگی: (Absence) موجود نہ ہونا۔

عدم استحکام: (Instability) مستحکم نہ ہونا، جس میں ٹھہراؤ نہ ہو۔

عالمی(Global): دُنیا کی سطح پر۔ساری دُنیا میں

عدم اعتماد (No-Confidence):اِعتماد نہ ہونا۔

کثیرالاقوامی کارپوریشنوں (Multi National Corporations):ایسے تجارتی اِدارے جو کئی ممالک میں کام کرتے ہوں۔مثلاً پیپسی۔

(ف)

فن (Art):عملی مظاہرہ۔

فرد (Individuals): مرد یا عورت اسکی جمع افراد ہے۔

فراغت(Leisure): فارغ لمحات، فُرصت کے لمحے۔

فنون لطیفہ (Fine Arts):وہ فنون یا انسانی سرگرمیاں جن سے افراد لطف حاصل کرسکیں۔

فرقہ واریت (Sectarianism):کسی مذہب کے لوگوں کا مختلف اندازِ فکر کی بنیاد پر گروہوں میں تقسیم ہونا۔

فطری(Natural): قدرتی ، یعنی قانون فطرت کے مطابق ، وہ اُصول وضوابط جو مصنوعی نہ ہوں بلکہ کائنات میں موجود ہوں۔

فریق ریاستیں (State Parties): وہ ریاستیں جو کسی تنازعہ یا معاہدہ وغیرہ میں حصہ دار ہوں۔

(ق)

قانون شکن (Offender): قانون توڑنے والے۔

(ک)

کانگریس(Congress):بھارت کا ایک اہم سیاسی جماعت۔امریکی قانون ساز اِدارے کا نام۔

کابینہ(Cabinet): وزراء کی کونسل، برطانیہ میں بادشاہ ملک کے نامور شہریوں سے ایک چھوٹے کیبن

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

(Cabinet) میں ریاستی امور کے بارے میں صلاح مشورہ کیا کرتے تھے۔اس لئے وزراء کے کونسل کو کابینہ کا نام دیا گیا۔

کالعدم (Ban, null and void): معدوم، ناپید، گویا کہ ہے ہی نہیں۔

کنونشن (Convention): کئی ممالک کا مشترکہ معاہدہ۔

(گ)

گلوبلائزیشن (Globalization): دُنیا کا ایک گاؤں میں تبدیل ہونا۔

(ل)

لاطینی (Latin): قدیم یونانی زبان۔

لچکدار (Flexible): نرم، جس میں آسانی سے تبدیلی ممکن ہو

(م)

معاشی (Economic): اِقتصادی۔معیشت کے متعلق۔پیداواری، تجارتی، آمدنی ولاگتی اور مالی وغیرہ سرگرمیاں۔

معاشرتی (Social): انسانی زندگی کا وہ پہلو جو باہمی تعلقات، رہن سہن سے ہو اسے معاشرتی یا سماجی کہا جاتا ہے

معاشرہ (Society): اِنسانوں کا گروہ جو مستقل بنیادوں پر باہمی ضروریات کی تکمیل کے لئے مل جل کر رہنا معاشرہ کہلاتا ہے۔

معاہدہ (Treaty): کسی معاملے پر فریقین کے درمیان راضی ہونا یا عہد و پیمان کرنا۔

مقتدر (Sovereign): وہ فرد یا ادارہ جو اعلیٰ ترین اختیارات کا استعمال کرے۔

مطلق (Absolute): کامل اختیارات کا حامل ہونا۔

مقامی حکومت (Local Government): مرکزی حکومت کے ماتحت ادارے جو مقامی سطح پر شہروں، گاؤں اور دیہات کی حد تک سرکاری اختیارات کا استعمال کر کے منتخب نمائندے معاملات چلائیں مثلاً ضلع و تحصیل کونسل وغیرہ۔اسے بنیادی جمہوریت کا نام بھی دیا جاتا ہے۔

معیشت (Economy): کسی ملک کی اقتصادی حالت۔

مادرسری (Matriarchal): وہ سماجی نظام جس میں عورت خاندان کی سربراہ ہو۔

ملت (Millat): ہمہ گیر قومیت ۔ مثلاً مختلف ریاستوں کی شہریت کے باوجود تمام مسلمان ایک ملت ہیں۔

موروثی (Hereditary): نسل در نسل۔

منطقی (Logical): مضبوط اور ٹھوس دلائل کے ساتھ۔

NOT FOR SALE

NOT FOR SALE

مربوط (Coordinated): جس میں رابطہ ہو۔

منظم (Organized): تنظیم کے ساتھ اور موثر انداز میں کام کرنے کا عمل۔

معتدل (Neutral): اِعتدال کے ساتھ۔غیر جانبداری۔کسی کے حق یا خلاف سرگرمی میں حصہ نہ لینا۔مثلاً نہ تیز نہ آہستہ، نہ گرم نہ سرد وغیرہ۔

مشروط (Conditional): جس میں کوئی شرط ہو۔

مواخذہ (Impeachment): کسی کو باقاعدہ عدالتی طریقہ کار کے مطابق اپنے عہدے سے برطرف کرنا۔

مجاز (Competent): وہ فرد یا ادارہ جو قانون کے مطابق کسی کام یا حکم کا اختیار رکھے۔

مخلوط (Joint): مل جُل کر۔

محافظ (Guard): حفاظت کرنے والے۔

مشاورتی (Advisory): مشورہ دینے کا اختیار۔

منصفانہ (Justified): انصاف کے تقاضوں کے مطابق۔

موقع پرست (Opportunist): ایسے لوگ جو فوائد حاصل کرنے کے لئے مناسب مواقع کی تلاش میں ہوں۔

موسمی سیاستدان (Seasonal Politicians): ایسے سیاستدان جو مشکل اوقات میں غائب ہوں اور سہولت و آرام کے اوقات میں ملکی سیاست میں پیش پیش ہوں۔

منشور (Manifesto): کسی سیاسی جماعت کا پروگرام۔

مشاہدہ (Observation): کسی واقعے یا چیز کو دیکھنا اور اُس سے کچھ نتائج اخذ کرنا۔

میزانیہ (Budget): اخراجات اور آمدنی کا سالانہ تخمینہ۔

محکوم (Ruled): وہ لوگ جن پر حکومت کی جاتی ہے۔

موازناتی (Comparative): دو چیزوں کے درمیان مقابلہ کر کے دونوں کی خصوصیات معلوم کرنا اور اچھے برے کی تمیز کرنا۔

معیشت (Economy): روزی اور روزگار کا نظام۔

مالیاتی (Fiscal): مالی اُمور سے یا پیسے سے متعلق۔

ملزم (Accused): وہ فرد جس پر جرم کا الزام ہو۔

مجرم (Criminal): وہ فرد جس پر جرم ثابت ہو۔

منافرت (Hatred): نفرت۔

ماخذ (Source): جہاں سے اخذ کیا گیا یا لیا گیا ہو۔

مسودہ (Draft, Bill): مقننہ میں کوئی قانون بنانے کی تحریری تجویز۔

مالیاتی اِدارے (Financial Institutions): وہ اِدارے جو رقم کی لین دین کریں۔

(ن)

ناخواندگی (Illiteracy): تعلیم یافتہ نہ ہونا۔

awazeinqilab.com

Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com

Downloaded from awazeinqilab.com

نظریہ(Theory/Ideology):

ا۔ قواعد وضوابط، اُصولوں اور طریقوں کا مجموعہ جو عملی سرگرمی سے مختلف ہو۔

۲۔ خیالی سوچ۔ کسی چیز کے بارے میں وہ عقیدہ جو سوچنے سے حاصل ہو۔

۳۔ مفروضاتی اُصولوں کا مجموعہ۔

۴۔ معاشرتی عقائد اور اقدار کا نظام جو کسی معاشرتی، معاشی یا سیاسی سرگرمی کیلئے بنیاد فراہم کرے۔

۵۔ رائے، عقائد اور اقدار کا مجموعہ جو کسی فرد یا گروہ کی سرگرمیوں میں راہنمائی کرے۔

نامزدگی(Nomination): جب کوئی برتر قوت کسی عہدے کے لئے اپنی مرضی سے تقرری کرے اسے نامزدگی کہا جاتا ہے۔

نظم ونسق(Management): اِنتظام، منظم انداز میں چلانا۔

نیٹو (North Atlantic Treaty Organization-NATO):
شمالی اوقیانوس کا معاہدہ ۔ امریکہ اور اسکے اتحادیوں کا فوجی معاہدہ۔

نوآبادیات(Colonialism): کسی علاقے پر اُسکے وسائل استعمال کرنے کیلئے قبضہ کرنا۔

نظربند: (House arrest)
عارضی طور پر کسی کو ایک جگہ میں محدود کرنا۔

نصاب(Text): وہ مضامین یا موضوعات جو تعلیمی اداروں میں پڑھائے جاتے ہیں۔

نوآبادیاتی نظام(Colonial System): ایک ایسا نظام جس میں کمزور ممالک کو غلام بنایا جاتا تھا۔

نجی اِدارے(Private Institutions): وہ اِدارے جو سرکاری نہیں ہوتے۔

نجی شعبہ(Private Sector): غیر سرکاری شعبہ۔

(و)

وسعت(Scope): پھیلاؤ۔ یعنی کوئی چیز کہاں تک وسیع ہے۔

ورلڈ ٹریڈ سنٹر(WTC): امریکہ کے شہر نیویارک میں تجارت کا عالمی مرکز جس پر 2001 میں حملے ہوئے۔

(ی)

یورینیم(Uranium): ایک قیمتی تابکار دھات جو ایٹم بم اور دیگر پرامن مقاصد کیلئے اِستعمال کیا جاتا ہے۔

کچھ مصنف کے بارے میں

پروفیسر بختیار

کتاب ہٰذا کے مصنف پروفیسر بختیار کا تعلق صوابی سے ہے۔ پشاور یونیورسٹی سے ایم اے پولیٹیکل سائنس (سیاسیات) میں پہلی پوزیشن حاصل کی۔ اسی یونیورسٹی سے بطورِ پرائیویٹ اُمیدوار ایم اے تاریخ کی ڈگری حاصل کی۔ آج کل گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج صوابی میں شعبہ سیاسیات کے سربراہ ہیں۔

مصنف نے ٹیکسٹ بک بورڈ کیلئے متعدد کتب تحریر کیں۔ آپ نے سیاسیات، بین الاقوامی تعلقات، شہریت، اخلاقیات اور تاریخ وغیرہ پر بھی کئی کتب تحریر کیں ہیں۔

NOT FOR SALE
NOT FOR SALE
awazeinqilab.com
Whatsapp: 03025247378
Download MCQs, Books and Notes for any Subject from Largest website awazeinqilab.com